



ڈاکٹر زاہر حسین لائبریری

**DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY**

JAMIA MILLIA ISLAMIA  
JAMIA NAGAR

NEW DELHI

Please examine the book before taking  
it out. You will be responsible for  
damages to the book discovered while  
returning it.

**DUE DATE**

**Cl. No** \_\_\_\_\_

**Acc. No.** \_\_\_\_\_

**Late Fine Ordinary Books 25 Paise per day. Text Book Re. 1/- per day. Over Night Book Re. 1/- per day.**

[illegible]

العدد (١٨٧)

# البَيِّنَات

١٨٧

مجلة علمية اخبارية تاريخية سياسية

تصدر مرة في الشهر

لنشرها

عبد الله العمدى

المحرر بالمجلة: السيد سليمان آفندى

صاحب الامتياز جناب القارئ عبد الولي

بدل الاشتراك

عن سنة ثلاث روبيات في الهند و١٢ شلينا في الخارج

العنوان: إدارة البيان بـ كـ نـ و ـ الهند

ضمیمہ البیان معارف ۹۶	فہرست مضامین	ضمیمہ البیان معارف ۹۶
نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار
(۱)	بلاد افغان کلیمہ علیگڑہ الاسلامیۃ - الجمعۃ الیسیاسیۃ الاسلامیۃ - لارڈ کچنر	۱
(۲)	ہندوستان میں ارتداد -	۲
(۳)	دردناک مصیبت -	۱۸
(۴)	فرمان سلطانی -	۱۹
(۵)	البیان -	۲۲
(۶)	عبد الحمید کی نسبت ہندوستان کے خیالات -	۲۵
(۷)	موازنۃ الخواطر -	۳۱
(۸)	بغداد -	۳۷
(۹)	مارشل لا -	۳۸
(۱۰)	ہنرمندی امیر کابل -	۳۹
(۱۱)	نواب محمد عصری گٹری -	۴۲
(۱۲)	امام غزالی کا زمانہ کی زقار سے مقابلہ -	۴۹
(۱۳)	مناظرہ کی نسبت امام غزالی کی رائے -	۵۲
(۱۴)	ایک حادثہ عظیمہ -	۵۷
(۱۵)	انتخاب از قصیدہ تحقیق الانشائی تحقیق الاملا -	۶۰
(۱۶)	انتخاب از قصیدہ حمد و لغت -	۶۱
(۱۷)	انتخاب از قصیدہ فقیہ عربی -	۶۲
(۱۸)	انتخاب از قصیدہ موسوم بہ بے حجابی و خاتمہ خرابی -	۶۳
(۱۹)	انتخاب مناظرہ اسلام و مجسم -	۶۴
(۲۰)	انتخاب از قصیدہ ممدردی و خواہمندی -	۶۵
(۲۱)	انتخاب از رباعیات "چندین شکل بر اسے اکل" -	۶۸
(۲۲)	خصوصیات عربی -	۷۰
(۲۳)	البیان کی مستقبل مستقبل زندگی -	۷۲
(۲۴)	علی خیرین -	۷۵



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ 8102

169274  
23.196

# البيات

هذا بيان للناس

شهر ربيع الثاني جمادى الاولى وجمادى الآخرة سنة ١٢٠٤ للهجرة النبوية

## بلاد افغان

جلالة الملك جيب الله خان من الملوك  
الحسين الذين ملكوا بلادا شقية لا خير فيها  
ما على شفا حفر من السقوط فشمرا عن ساق  
و لا وبذوا غاية الجهد لسعادة البلاد حتى  
نقدوا اهلها وخذوا ذكهم

بلاد افغان متالفة من مدن وقرى  
تفصل بلاد الفرس عن ثغور الهند، وقاتلوا  
الهند في العهد الاخير اكثرهم من ملوك  
افغان فلما ملك هؤلاء ازمة الهند عنوة  
وورثوا مسقط رؤوسهم عن اباؤهم اتخذوا الهند  
دار مملكتهم وضموا اليها بلاد افغان يحكم عليها  
ولا تهم منهم فلما اضطربت احوالهم وضعت

دعائم حكومتهم بالهند استقل افغان ببلادهم  
وتركو اخوانهم بالهند منغمسين في الترف  
مشغوفين بين ذخر الاموال متعامين في امرهم  
فاقتصرهم مغترسون على غرة منهم لان حينئذ  
نبتت بلاد افغان عن مخالبا لدخلاء وكبت  
بعد ذلك طباقا من طبق حتى انتهى الامر الى  
ملكها المصلح الشريف الذي كان الساسة الذين  
حلتهم القباري عجمتهم كايا ورضوا لبيان الستمان  
صباهم حتى شتوا وفتهم الدنيا على الكفا  
هو مو والدمر على وجل منهم وما قواهم احكام  
فخلعوا اكبر افعالهم الامير جيب الله خان فزاد  
الامير البلاد ثراء وعمل ثا و استيس كلية و  
انشأ معامل للاسلحة يزدي كل يوم عملها

حسناً واتفاقاً حتى فاقته مصانع أوربا واتباعها  
القبائل المحلّة في لشغور واصبحت مشكلة السلا  
موجدة ببناء دق سريعة الطلق ومدافع  
وقد قام في احد بطونهم بالامسح جل يد  
بملا بائدة شير الفتنة ونشب نار الثورة  
وليتنهض هم قومه الى الحرب التسلم التام  
وقد استفجد الامير وسأله ان يامر بتبعية التسلم  
والاعتداد فرفض الامير اقتراحه وتركه وشانه  
والا تكلين يثنون على الامير في خطته الى  
سلكها بقاء تلك الظروف،

### كلية عليكند الاسلا

انتهت المشاكل التي كانت قد حدثت في كلية  
عليكند للاختلافات بين النواب وقار  
الملك سكرتيزها والمسترا رجيولدنا ظرها  
بغزل اعضاء الكلية ارجيولد الذي كان  
يحسب نفسها من ملاك الكلية ويسمى يجعلها  
ملكاً لا تكلين يقود ونما قود الوليدات البعيد  
فنشأت الاختلافات بين السكرتير فلج  
السكرتير الى اعضاء الكلية ولا التناظر بطف  
السيجون ميوت والى ايلة اوده وراس  
الكلية فارتأى لاعضاء كلهم لحل الصعوبات

ان يغزوا ارجيولد على رغم انوف  
المعلمين البيضاء فاضطر السرجون الى  
عزله طبقاً لاميكال المسلمين الذين صرحوا  
بعزله من نظارة الكلية بضم واحد،  
ولسرى هذا اول قدم سلكها الاعضاء  
في سبيل الحرية التي منحتهم الحكومة،  
الجمعية السياسية الاسلا  
سافر الخواجه السيد على امام القانون  
اشتهر والخواجه عبدالعزى الى لوند  
ليقابلا هذا السيد امير على وسمو الامير  
اغاخان ويشا در واني ام عضوية المسلمين  
في مجلس التشريع البريطاني الهندي،

### اللورد كشنر

سياساً فاللورد كشنر القائم العام  
للجيش الانكليزي بالهند في الشهر القادم  
الى الصين ويرتحل منها الى اسطربليا  
ويأخذ اسام القياوة الاسطربلية  
كفى بالهند فخران تحب الدول  
قائد ها وتنظر اليه نظراً عظيماً  
الى الماء،

(س)

## الاستداد فی ہند

اننا نسمع کل يوم ثورة من ذوايا الهند من اقوام  
 اریہ سماج من الهند وتلقى بالینا الانباء الهائلة  
 المقلقة للقلوب ان اریہ سماج قد فاضوا في  
 مساعيهم في قريته فلاينة واثروا بصرهم على  
 سكانها حتى استعدوا على الارتداد من الاسلام  
 ونهوا للدخول في مذهب الهندو واصحاب  
 الجرائد والمجلات في الهند يصيغون دائما وتبرز  
 جداول الصحائف مشحونة برسالات حاشية  
 للمسلمين على سد تلك الثغرات وجبر تلك النظام  
 الكسيرة وتخصهم على العصبية الاسلامية  
 والايتار لخدمة اخوانهم المسلمين والهندو  
 في سعي كامل وتشمروا في غايته عزا عنهم  
 مصروفة الى نشر من هبهم وخم عوام المسلمين  
 الى قومهم والمسلمون في غرة عن تلك  
 الدسائس حتى انتهزوا فرصة للفوز بهمها هم  
 والسبب في ذلك ان اقواما كثيرة من المسلمين  
 من سكان البوادي والقرى في بعض نواحي الهند  
 كراجپوتانه وگوالیار واناوہ واکرہ واطراف  
 من ايلته بنجاب يقال لهم مسلمين لان اباؤهم  
 دخلوا في الاسلام وقبلوا احكامه وكانوا قبل

## ہندوستان میں ارتداد

ہم ہر روز ہندوستان کے گوشوں سے ہندو آریہ سماج  
 کی ایک شورش سنتے ہیں اور خوفناک نوکوں بلانے والی  
 خبریں ہر کوہ پہنچائی جاتی ہیں کہ آریہ سماج کو فلان موضع میں  
 گوشوں میں کامیابی حاصل ہوئی اور انکا جادو دیا سنکے  
 باشندوں پر اثر کر گیا حتی کہ وہ ترک اسلام متبع ہو گئے ہیں  
 اور مذہب ہنسی و دین اعلیٰ ہونا چاہتے ہیں۔ پیرچون اور نیا دین  
 ہندوستان بھر میں ہمیشہ چلتے رہتے ہیں اخباروں کے نام ہمیشہ  
 مضامین سے پر نکلتے ہیں جو مسلمانوں کو ان فساد کے  
 روکنے اور ٹوٹی ہوئی پڑیوں کے جوڑنے پر برا بکھوس  
 کرتے ہیں اور اسلامی غیرت اور مسلمان بھائیوں کی خدمت پر  
 اُبھارتے ہیں۔ زمانے میں ہندو سرگرم کوشش میں ہیں  
 اور انکی تمامی ہمتیں اس طرف مصروف ہیں کہ اپنے  
 مذہب کو بھیلایا جائے اور عام مسلمانوں کو اپنی قوم  
 ملایا جائے۔ اور مسلمان ان فریبوں کے بالکل بے خبر ہیں  
 یہاں تک انھوں نے اپنی ہزاروں کامیابی کا موقع پایا ہی  
 اسکا اصلی راز یہ ہے کہ مسلمانوں کی بہت سی توہین جو صورتوں اور  
 گاہوں میں ہندوستان کے بعض اطراف میں آباد ہیں جیسے راجپوتانہ  
 گوالیار اناوہ اگر اور پنجاب کے بعض حصے انکو مسلمانوں سے  
 اسیلے کہا جاتا ہے کہ انکے بزرگوں نے دائرۃ اسلام میں  
 انکے انکے احکام کو قبول کیا تھا اور انکے پہلے

<p>             محدث دہلوی اور انکے بیٹے شاہ عبد الغزیز دہلوی              اور شاہ عبد الحق محدث دہلوی اور مولانا مسعود بن              سید لاہوری مولانا عبد المقتدر صاحب لاہور              مولانا قاضی شہاب الدین ملک العلماء مولانا              عبد اللہ بن الہداد عثمانی مولانا شیخ علی متقی              جوہوری مولانا شیخ محمد طاہر نقوی صاحب              مجمع بحار الانوار مولانا شیخ احمد مجدد              الف ثانی فاروقی سرہندی ملا محمود              فاروقی جوہوری صاحب شمس بازغہ              ملا نظام الدین سہالوی انکے سوا اور              بڑے بڑے علماء جنکے نام اس              پر چرچہ میں نہیں آسکتے اور عرب و عجم نے              ان پر رشک کیا۔         </p>	<p>             المحدث الدہلوی و تلمذہ الشاہ عبد العزیز              الدہلوی الشاہ عبد الحق المحدث الدہلوی              و مولانا مسعود بن سید لاہوری و مولانا              عبد المقتدر صاحب لاہور و مولانا              القاضی شہاب الدین ملک العلماء و مولانا              عبد اللہ بن الہداد العثماني و مولانا الشیخ علی              المتقی جوہوری و مولانا الشیخ محمد طاہر              الفتی صاحب مجمع بحار الانوار و مولانا الشیخ              احمد المجدد فی لائف الثانی الفاروقی سرہندی              و ملا محمود الفاروقی جوہوری صاحب الشمس              البازغہ فی الحکمة و ملا نظام الدین السہالوی              و غیرہم من الاجلۃ الاعلام الذین یضیق نظراً              المجلة عن نشر اسمائهم و اغتبط بہم العرب و العجم۔              و بالجملة لما انتہزت اقوام الهند فرصۃ و وجبت              من المسلمین غرة خالطوہم و استمالوا ہوا و انہم              الی الدخول فی دینہم باعانتہم لہم فی الشؤن              و الحوادث تارۃ و اعطاء ہم لہما قراضاً              و نفوقاً اخرى الی ان اشتهرت الاخبار فی              العالم و نشرت الهند فی صحائفہا انہم یخوفون              اشاعة دینہم و المسلمون یریدون الانضمام              معہم فخص ہندی لشکر التام الی ساداتنا         </p>
--	--

وقادنا الذين قاموا بالنهضة الاسلامية  
وحققهم المحمية الدينية الى تاليف جمعية هداية  
الاسلام في دہلی وفروعها في بلاد اخر ليعاونا  
في زمن الشغب والفتن اخوانهما المسلمين و  
يردعوهم عن الوقوع في النار وشدوا عزائمهم  
في تلك الفظائع الاليمه والانقلاب الناح  
للأفئدة الذي استولى على نفوس لامة قاطبة و  
نصبوا الوعاظ والعلماء باجراء الوظائف عليهم  
لنشر احكام الاسلام ومناقبة على خوانهم الجاهلین  
عنہا بارتقاہم في تلك المواضع والقوى ليعلم  
فرائضهم المذہبية الدينية جزاءهم اساحسن  
جزاء وشكر سعيهم۔

وحن نقدم المعروض الى تلك السادة الكرام  
ان تلك المعالجات الفورية وان نفعت حالا  
لكن نفترق ان لا تبقى مالا الى زمن بعيد ويمكن  
ان تعود عواثدہم بعد انقراض هذا الجيل  
الحاضر كبعض المعالجات الدکتورية باسئالة  
الانہ حالاً فان المريض بجدة احته من الالہ  
وان الدواء باق ما زال الا ان يستاصل مادته  
فلکن ان تلك الاقوام قد تاصل فيہم الجهل وشتا  
فيہم غشالب الاختلاط مع المہنود۔

ہم اپنے اُن بزرگان قوم اور سرداران ملت ہمسایہ کا  
پورا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اسلام کو سنبھالا اور  
دینی غیرت نے انکو انجمن ہدایت الاسلام دہلی کے  
قائم کرنے پر آمادہ کیا تاکہ اس پر آشوب فتنہ مابین  
اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت کریں اور انکو دوزخ  
میں جانے سے روکیں اور انہوں نے ان دردناک  
مصیبتوں اور دل خراش انقلاب میں جو کہ تمام مسلمان  
کے دلوں پر چھایا ہی اپنے ارادوں کو مضبوط کیا اور غزوہ  
علماء اور وعظین مقرر کیے تاکہ احکام اسلام اور مسکنی  
خوبیوں کی اپنے اُن بھائیوں پر اشاعت کریں جو ان سے  
واقعہ میں اور ان گاؤں میں دورہ کر کے انکو مذہبی لغزش کی  
تعلیم دین خدا انکو جبرائیل سے اور انکی سہی کو قبول فرمائے۔  
ہم ان بزرگان دین کی خدمت میں اشاعت کرنے میں یہ فوری  
علاج اگرچہ بالفعل نفع دے سکتے ہیں لیکن میں خوف ہوں کہ  
آئندہ زمانہ دراز تک باقی نہ رہیں اور ممکن ہو کہ موجودہ قرن  
گذرنے کے بعد ان لوگوں کی پھر وہی حالت ہو جائے جسے بعض  
ڈاکڑی علاج ہوتے ہیں کہ فی الحال تکلیف دہ کر دی جاتی ہے  
اور مریض کو ایک قسم کی تسلی ہو جاتی ہے حالانکہ مرض باقی  
ہوتا ہے اور وضع نہیں ہوتا یہاں تک کہ اسکے مادہ کی بیج کنی  
ہو جائے۔ اسی طرح ان اقوام میں جہالت بڑھ کر لگتی ہے  
اور ہندوؤں کے میل جول کے تمام شے نتائج پیدا ہو گئے ہیں

قد ذکر لی صدایق حکایت عزتک الاقوام  
 ناقلان عن ابیه وکان الوجه موظفا فی جیش  
 دار الامارة گویا رقال اننا کننا فی رحلة عسکوة  
 اذا ظل علینا یوم العید الاضحی وقلنا فی واد  
 قریبا من قریة فاستاذنا الما جود للخروج الی  
 المصلی لنودی الصلوة فاذن لنا فلما اتینا  
 المصلی واخذنا مکاننا والرجال الیہ کا نوا یا نون  
 ویاخذون مکانهم فلما التام الزحام ضا  
 المكان بالناس وکنا منتظرین للامام  
 مستبطین الصلوة اذ خرج من بینهم رجل  
 من براہمتہ الہنود وعلیہم فصعد المنبر  
 وھذا المسلمین بعید الضعی ووعظهم وبتکھم  
 ثم قرء شیئا فی لغتہ الہندیة فنزل فقام الناس  
 یریدون الرجوع الی بیوتهم فشمنا العجب و  
 والتعیر عن تلك العادة وسانا الناس الی الامام  
 وصی الصلوة فقیل لنا ان امام ھذه القریة  
 رجل قاض کان یصلی بالناس فی الجمعة و  
 الاعیاد قبل اعوام لکنہ رهن قضاءہ عند  
 ھذا البرھن منذ اعوام فیا قی ھذا البرھن  
 ویطوی مراسم العید فقلنا لا حول ولا قوۃ  
 الا باللہ واینا باسف وحزن وعجب -

میرے ایک دوست نے ان اقوام کی ایک حکایت سننے پر  
 نقل کر کے بیان کی اُنکے والد ریاست گوانی کی فرج میں  
 ملازم تھے انھوں نے بیان کیا کہ ہم سفر میں تھے عید الضعی کا  
 دن آگیا ہم ایک میدان میں ایک گاؤں کے قریب  
 ٹھہرے ہوئے تھے ہم نے کمانڈر انچیف سے عید گاہ  
 جانے کے لئے اجازت چاہی تاکہ نماز عید ادا کر دیں  
 اُس نے ہلکے اجازت دی جب ہم عید گاہ پر پہنچے  
 اور اپنی جگہ بیٹھ گئے اور دوسرے لوگ بھی آتے تھے  
 اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاتے تھے جب جمع پر ہو گیا  
 اور جگہ آدمیوں سے تنگ ہو گئی امام نماز کے منتظر تھے  
 کہ ناگاہ ایک شخص برہمن جو علماء ہندو سے تھا نکلا اور  
 منبر پر چڑھا اور مسلمانوں کو عید الضعی کی مبارکباد دی  
 اور کچھ نصیحت کی پھر کچھ ہندی زبان میں کچھ پڑھی اور  
 اتر آیا لوگ کھڑے ہو گئے اور اپنے اپنے گھر و کونوٹے لگے  
 ہمیں اس امر پر سخت حیرت و تعجب ہوا اور تجھے لوگوں سے  
 پوچھا کہ امام کہاں ہو اور نماز کب ہوگی ہم سے کہا گیا کہ  
 اس گاؤں کے امام ایک فاضل صاحب ہیں جو لوگوں کو کچھ  
 سال پیشتر جمعہ اور عید کی نماز پڑھا کرتے تھے مگر ان دنوں  
 چند سالوں سے اپنی قضا اس برہمن کے پاس گرو رکھ دی ہے  
 اب یہی برہمن آتا ہو اور عید کے مراسم ادا کر جاتا ہو ہم  
 لا حول واپر تھے جو نہایت افسوس اور غم اور تعجب کے ساتھ لوٹے۔

جس قوم کا یہ حال ہو اور جہالت اور گمراہی کی اہلی  
نہایت کو پہونچ گئی ہو اُسکی درستی اور ہدایت کی  
ایسے واعظ اور علماء مقرر کر کے جنکے دورہ کی نوبت  
ایک گاؤں میں سال بھر یا چند مہینہ میں آئیگی۔  
کیونکہ امید ہو سکتی ہے۔

ہم اُن بزرگوں جنھونے ہدایت و اشاعت اسلام کا جو  
اپنے سر پہا ہوا التباس کرتے ہیں اپنی عالی مرتبتوں کی  
تعلیم و مادہ ضلالت کی بیخ کنی کی طرف مصروف فرمائیں  
اُنکے گھر و زمین بنی مدارس جاری کریں علماء کرام کو ہر  
گاؤں میں مقرر فرمائیں تاکہ ہر روز اور ہر وقت  
اُنکو تعلیم دین اور خود اُن بیچ علماء پیدا کریں یا اپنی اہلی  
کوشش اس باب میں صرف کریں اُنکی حالت بالکل ٹھیک ہے اور اگر  
ایسا نہ ہو تو اُنکی حالت کا بنانا اور انکو اُن جو اسے کھانا لکھتے ہوئے ہیں  
مسلمانوں سے تعجب ہو کہ کیوں آریوں کی کوشش پر  
نظر نہیں کرتے وہ روز بروز ترقی کی سیڑھیوں پر  
چڑھتے جاتے ہیں اور اولوں کی مضبوطی امور کی  
پختگی قواعد کی ترتیب اپنے بھائیوں کی  
اڑے وقت میں امداد کرنے میں تمام قوموں سے  
آگے ہیں اُنکی بلند ہمتیں مذہب کی اشاعت  
میں مصروف ہیں ہر شخص کیا بوڑھا کیا جوان  
کوشش کے کٹھن میں غرق ہو گیا اُنکی ملی قومی

فما بال اقوام التي هذا شأنها وقد بلغت بها  
الجهل الى اقصى الجهل والغبى وكيف يبرح  
قوامها واهتلاءها بنصب لوعاظ والعلماء  
الذين ياتي نوبته دو رتهم الى قرية في عام او  
اشهر۔

فنتمس لقائهم باعباء نشر الهداية والاحكام  
الاسلامية ان يصرفوا همهم العالية الى تعليمهم  
واستيصال مادة ضلالهم باجراء المدارس  
الدينية في بيوتهم ونصب العلماء الكرام في كل  
قرية ليعلموهم دينهم كل يوم وان يمشوا  
العلماء من بينهم لينزلوا على سعيهم في قلب  
حاله مكلية ولا فقليل شأنهم واخراجهم من  
تلك الاحوال امردونه شيب الغراب۔

والحجب من الامة المسلمة كيف لا تنظر الى  
مساعة اديہ سماج فانها تعرج يوما فيوما الى  
درجات الترقية وتسبق الاقوام في تشديد  
العزائم وقوطيد الامور وتنضيد القواعد  
وتقصيد الاخوان في كل ما عاهاهم من النواصب  
والمصعوبات واعلى همهم مصروفة الى نشر مدھم  
وكل رجل منهم من الشيب والشبان منغمس في  
غمرات التشيركان طينة بعنت بالشبهة القومية

والجمعية المذهبية -

اور مذہبی جمیت سے گونجی گئی ہے۔

وقد اسسوا جمعيات في الهند لنشر مذهبهم  
وادخال قوام اخر في قومهم يقال له في لغتهم  
(شدهي) معناه التطهير اي تطهير الناس عن  
الادناس ارشاده الى مذهب طاهر ويقال  
لطلاب الجمعيات شدهي مبه اي جمعية التطهير  
وقد نشر احد معاصريه رسالة ذكر فيها مصادره  
اربع سماج فاخذ نامتها قائمة رجال تركوا  
مذاهبهم ودخلوا في مذهب الهندو في المدن  
والقرى من الهند في سنة ۱۹۰۰ فذكرها  
ههنا لافادة القراء =

بیسوارہ من اعمال اتاواہ ۵۴	المسلمين	بیسوارہ ضلع اتاواہ ۵۴	مسلمان
حیدر آباد دکن ۲	المسيحيين	حیدر آباد دکن ۲	عیسائی
کچھ پورہ من اعمال مین پور ۵۰	المسلمين	کچھ پورہ ضلع مین پور ۵۰	مسلمان
لاہور ۱۰۰	کبير بندي	لاہور ۱۰۰	کبير بندي
فیروز پور ۹	المسلمين	فیروز پور ۹	مسلمان
راول بندي ۱	المسيحيين	راول پنڈی ۱	عیسائی
باندہ ۷	"	باندہ ۷	"
" ۳	المسلمين	" ۳	مسلمان
کروی من اعمال باندہ ۷	المسيحيين	کروی ضلع باندہ ۷	عیسائی
" ۹	المسلمين	" ۹	مسلمان



دنیا نگر	۱	مہیا کھار	دنیا نگر	۱	مہیا کھار
سیالکوٹ	۲۰۰۰	میکہ	سیالکوٹ	۲۰۰۰	میکہ
گوجرانوالہ	۲	جوگی کھتری	گوجرانوالہ	۲	جوگی کھتری
سنہل	۱	المسلمین	سنہل	۱	المسلمین
پیلی بھیت	۳	المسیحین	پیلی بھیت	۳	المسیحین
آگرہ	۱	المسلمین	آگرہ	۱	المسلمین
"	۱	المسیحین	"	۱	المسیحین
بہور بریلی	۱	المسلمین	بہور بریلی	۱	المسلمین
ایتہ	۱	المسیحین	ایتہ	۱	المسیحین
بجنور	۱۰	التبتین	بجنور	۱۰	التبتین
حیدرآباد سندھ	۱	المسلمین	حیدرآباد سندھ	۱	المسلمین
اجپور	۸	المذاهب المختلفة	اجپور	۸	المذاهب المختلفة
گجرات	۱	المسلمین	گجرات	۱	المسلمین
دیواس	۲	التبتین	دیواس	۲	التبتین
۲۲۶۵	۰		۲۲۶۵	۰	
ای اسلام کے سپہ سالار و ای دینی انجمن کے پروردگار		ای اسلام کے سپہ سالار و ای دینی انجمن کے پروردگار			
تھاری حیت اور عصبیت کمان ہو کیا آپنہیں دیکھتے		تھاری حیت اور عصبیت کمان ہو کیا آپنہیں دیکھتے			
کہ انہ کے ایک سو تیس ممبر آپ سے منقطع ہو گئے ہم ان		کہ انہ کے ایک سو تیس ممبر آپ سے منقطع ہو گئے ہم ان			
آندھوں کو رکتا نہیں دیکھتے اور نہ یہ امید ہے		آندھوں کو رکتا نہیں دیکھتے اور نہ یہ امید ہے			
کہ یہ آگ بلا اسکے بھج جائے کہ آپ لوگ کرمیت		کہ یہ آگ بلا اسکے بھج جائے کہ آپ لوگ کرمیت			
مضبوط یا نہ عین اور اپنے ارادوں کو نچھتہ کریں		مضبوط یا نہ عین اور اپنے ارادوں کو نچھتہ کریں			
فیا ایہا القواد للعساکر الاسلامیہ و یا ایہا		فیا ایہا القواد للعساکر الاسلامیہ و یا ایہا			
الروساء للجمعیات الدینیۃ ایزالحمیۃ والعصبیۃ		الروساء للجمعیات الدینیۃ ایزالحمیۃ والعصبیۃ			
اماترون قد انقطع عنکم مائۃ وثلثون عضلاً		اماترون قد انقطع عنکم مائۃ وثلثون عضلاً			
من الامۃ ولا نزی ان ترکد تلك الزعاجع		من الامۃ ولا نزی ان ترکد تلك الزعاجع			
وقض هذه العیون الا ان تشدوا انذکم وسموا		وقض هذه العیون الا ان تشدوا انذکم وسموا			
عزائمکم فان سلسلۃ رطلوها وحرکوها قد فلتک		عزائمکم فان سلسلۃ رطلوها وحرکوها قد فلتک			

فعل شذیر و احکمت طاقاتها غاية الاحکام لا یکن  
ان تنقطع بسهولة او اذنی منة فانهم ما لوالی  
شوارع الترقیة مجتهدین کانهم جاعلوا علی بکرۃ  
ابہم لا تسکن غلتهم ولا تقشأ حییہم ولا کلہم  
من الفتیان المترعرعین والشیوخ المتسعمین  
والنساء والصبیان قد صبغوا بصبغة واحدة  
لا تزول عنہم ولا یرون الاحجام عن تلك الثغور  
قد شبر ولا یختص هذا الامر بالمدن والا مصاد  
بل قاطنو القرى والبادی ایضاً یشترون فی الخمار  
مرامہم لا تر فوا بصارہم الی امر لا یعنیہم بل  
القوابلیتہم بین اعینہم وليس لہم شان ہمہم  
سوی ایصال مرامہم الی حلا لغایۃ کانت فی ذلک ہم  
شرو البرق لا تجبوحینا۔ واقصی ما ارادوا ان یج  
حولہ وینالوا ذلہ استجدل العامة من اقطار الہند  
الی مرکزہم المذہبی واستجدل ابہم الی قومہم  
ان الحزب المسیحی منذ وردوا وانا حلی لہند یصفونہ  
ہمہم فی هذا المرام ویبذلون جمیع قواہم لنشر  
مذہبہم وما لوالی سعاف ما ربہم جمیع حواہم  
لکنہم ما فادوا الی لان فونا قوام الاریۃ وسببہ  
ان اریہ قد بسطوا اشرارک امانیہم بترقیہ حکم  
ونظام مشید لا فتر قواہم حینا ومد واسئلہ

کیونکہ آریون نے جو سلسلہ جنبانی کی ہو اور اس کو قائم  
کیا ہو وہ ایک مضبوط سلسلہ ہو سکی طریقیت مضبوطی سے  
بٹی گئی ہیں جو آسانی سے نہیں کٹ سکتیں اور نہ معمولی ہمت سے  
ٹوٹ سکتی ہیں لوگ ترقی کے رستوں پر دفعہ ٹوٹ پڑیں انکی  
سیاس نہیں سمجھتی اور انکا جو شٹھ نہن ہوا اور کس کی جان  
کیا ہو وہ عورتیں بچے ایک ہی نگ میں گئے ہیں ہرچہ ان سے  
اُتر نہیں کیا اور وہ اس سرحد ایک اشت ہونا چاہتے ہیں  
شہر کی کچھ خصوصیت ہیں بلکہ گاؤں یا تو انکے لوگ بھی اپنے  
مقصود پر اکر کرنے میں متدد ہیں ضروری یا تو انکے سو کسی  
نہیں دیکھتے اپنے مقصد کو نظر کے سامنے رکھ لیا ہی انکو اس سے  
زیادہ کوئی چیز ضروری نہیں ہے کہ اپنے مقصد کا مابیائی تک  
پہونچا یا جا گیا انکے دل میں ہر ترقی جگہ ریان ہر ترقی  
نہیں سمجھتی انکا سب بڑا مقصد جسکے گرد گھومتے اور چوٹی تک  
پہونچنے کا انھوں نے ارادہ کیا ہو اطراف ہندوستان سے عوام کو  
اپنے مذہبی مرکز کی طرف کھینچنا اور انکو اپنی قوم میں جیکر لینا  
عیسائی گردہ جسکے ہندوستان میں اردو ہوا اپنی  
ہمتیں اس مقصد پر خرچ کر رہے ہیں اور اشاعت مذہب  
میں انھوں نے اپنی تاحی قوتیں صرف کر دی ہیں مگر  
ابھی تک انکو آریون کی سی کامیابی حاصل نہیں ہوئی اسکا  
سبب یہ ہے کہ آریون نے اپنے مقاصد کے جال کیٹ قائم  
ترتیب اور مضبوط انتظام کے ساتھ کھیلے مگر وہ ایک سلسلہ

صفحات الافراد کتھا فی نظم واخل فان لم تھب  
 النهضة الاسلامیة فی هذه الثورة العظيمة  
 والذاهية الکبيرة التي شملتهم من کل جهة  
 فسيعضون ايد يھم ولا تجد یھم الندامة شیئا  
 علی ما فات فعلیھم ان یتناسوا الخلافات فیما  
 بینھم ویقیموا المنازلة تلك الثورات ویدافعوا  
 عن حی الاسلام بالشدات القویة والزمام الشدائد  
 ویلقوا عزمهم بین اھدینھم ولا تطر انظارھم الی امر  
 سواہ ویتذرعوا بكل حيلة الی وقایة مذھبھم  
 فان اسلافھم اسسوا بنیائہ باراقۃ دما نھم و  
 بذل مجھا تھم وان اھم ما لا بد منھ فی نيل هذه المرام  
 تعلم لفتۃ سنسکرت واکتشاف حقایق مذھب  
 الھنود فلیوسع نطاق مدرسة الالھیات التي  
 اسست لهذا المقصد فی کانپور ویکٹر عدد الوھاظ  
 والھد الا وکل جمعیۃ قام بها قواد القوم لهذا المرام  
 علیھا ان تنضم مع اھمھا فی اسعاف اوجھا ولا  
 تتفقد علوھا وخفض غیرھا فان الزمان زمان  
 التعصید لا التتقید والا فسیطع الوف من  
 الامة بالھنود ویزیدون قولھم الف الف  
 ضعف -

السید علی الزینبی المعلم فی دار العلوم لندۃ العلماء

در از کیا ہو جسے قوم کے کل افراد کو ایک انتظام میں  
 جکڑ لیا ہو اگر اسلامی آمادگی اس عظیم الشان  
 شورشوں اور خوفناک بلا کے وقت بیدار نہ ہوئی  
 جسے انکو ہر طرف سے گھیر لیا ہو تو مسلمان انہیں  
 انگلیاں دینگے اور وقت نکلیاں پرنہ دست  
 کچھ فائدہ نہ کرے گی مسلمانوں کا فرض ہو کہ آپس کے  
 جھگڑوں کو بھلا دیں اور اسلام کی جانب سے ان  
 شورشوں کا مضبوط حلوں اور پختگی کے ساتھ مقابلہ کریں  
 اپنے مقصود کو مد نظر رکھیں اور دوسری طرف آنکھ نہ ٹھاکر  
 نہ بکھیں اور اپنے مذھب کی حفاظت میں ہر ایک تدبیر کو  
 کام میں لائیں انکے بزرگوں نے اپنے خون بہا کر اور  
 جانیں خرچ کر کے اسلام کی بنیاد رکھی تھی۔ اس مقصد کے  
 حاصل کر نہیں سب سے زیادہ ضروری چیز زبان سکرت کا سکھنا  
 اور ہندوؤں کے مذھب کے وقفیت حاصل کرنا ہو سب سے آلیات کا  
 بیان نہ وسیع کیا جائے جو اس غرض سے کانپور میں قائم کیا گیا ہے  
 واعظین اور ہادیان اسلام کے عزیزین تو فیر کجائے اور جو  
 انھیں اس غرض کے لئے قائم ہوئی ہو اسکا فرض ہو کہ وہ کسی  
 کی دوسری انھیں کے ساتھ کسی کام سے اپنا علو اور دوسری کی پستی نہ  
 کرے یہ وقت امداد کا ہو نہ جانچ کا ورنہ مسلمانیں ہزاروں  
 افراد ہندو میں شامل ہو کر انکی قوت کو ہزاروں گنا بڑھا دیں گے  
 سید علی زینبی مدرس دارالعلوم ندوۃ العلماء

## حفلہ فی دارالعلوم لندنۃ العلماء

انفقدت حفلة فی دارالعلوم لندنۃ العلماء فی

۱۸ یولیو حضر فیها جمیع تلامذۃ دارالعلوم اساتذہ

وبعض من اعضاء لندنۃ العلماء کان الغرض من تلك

الحفلة اظهار المحزن والاسف علی قتل مستر کرل

والعیلی فی لندنۃ فی ۱۱ یولیو سنة ۱۹۰۹ م الذی

کان من یاوران مستر صوری وقد قتل بغایۃ القسا

والجبانۃ بید مدن کال احلا لمتعلمین فی لندرسہ

الذی کان من ہنود مدنیۃ امرتہ من بالہ بخیہ

قبل لجمہ الناس بعد الساعۃ الثامنۃ صباحا فی

قاعۃ دارالعلوم واخذ کل مکاتہ فقام فضیلۃ العلام

الشبل النعمانی وطفق یخطب علی الخصاص الخ

القی اضعفت العام فی دارالعلوم۔

لعل القراء بلغھما من قد سم لظاق اللغۃ الانگریزۃ

والعربیۃ العام فی دارالعلوم الی غایۃ۔

واضعف فی عدۃ الاساتذۃ باستاذین للانگریزۃ

وباستاذین العربیۃ وقد تحملت حکومتہ الهندا عباً

وظائفھم علیھا وقلت اعطاء خمسمائة روفیۃ

اعانة لھما منھا۔

فحض عطوفۃ الخلیلۃ الا تلامذۃ دارالعلوم

علی تعلم اللغۃ الانگریزۃ واثبت افتقارھم الیہا فقال

## دارالعلوم لندنۃ العلماء میں ایک جلسہ

۱۸ جولائی سنہ ۱۹۰۹ء کو ندوۃ العلماء کے

دارالعلوم میں ایک جلسہ ہوا جس میں کل طلباء

مکسبین اور بعض اراکین ندوۃ شریک تھے

اس جلسہ کی غرض یہ تھی کہ لندن میں جو یکم

جولائی سنہ ۱۹۰۹ء کو کرل اعلیٰ ایلی کا نگ

سٹر مارے نہایت بے دردی اور بزدلی کے

ساتھ سسی مدن لال مر تسری کے ہاتھ سے قتل

کئے گئے اسپر اظہار نفرت و افسوس کیا جائے۔

آٹھ بجے صبح کے بعد سب لوگ دارالعلوم کے

بڑے ہال میں جمع ہو گئے سب پہلے علامہ شبلی

نعمانی نے دارالعلوم کی اُن جدیدیت پر تقریر

کرتی شروع کی جو سوت آئین یا وہ کی گئیں ہیں۔

غالباً ناظرین کی معلوم ہو چکا ہو کہ دارالعلوم ندوۃ

انگریزی اور ادبی کے حصہ ایک تک وسیع کیا گیا ہے

اور اسٹاوانگریزی کے لئے اور عربی علم ادب کے

لئے اور زیادہ بڑھائے گئے ہیں اور انکی تنخواہوں کا

صرف گورنمنٹ نے اپنے ذمہ لیا ہے جس کے لئے

پانسور و پڑھا ہوا بطور امداد کے منظور کئے گئے ہیں۔

علامہ موصوف نے اپنی تقریر میں پلدارالعلوم کے طلباء کو

انگریزی تعلیم مستعد کیا اور انگریزی تعلیم کی خود بیان کی اور فرمایا

ان العلماء الذین یقتضی الزمان نشأهم فی هذا  
الدع والحدیدهم الذین لهم دربتہ بلغتہ من  
لغات اوروبا۔

قال ان هذه الوقعة وقعة عجیبة وهی ان ندق  
العلماء لما عرضت مقاصدها علی الامة فكان  
اصلاح البروعزام التعليمی المعول علیه فالهند  
من اهم مقاصدها فعرضة علی لقوم فیما عرضة  
فاستقبله علماء الهند قاطبة واخذوه بایدی  
القبول متفقین متضامین اداء وما بقی احد  
منهم یا باء او یستنکف عن قبوله واعترف کل  
منهم بان هذا لنصاب الراجح قابل للتسديد  
والاصلاح لکن اذا استت دار العلوم وافقت  
واخذت هذا لمشروع صورة علمية فابت عنه السواد  
الا عظم من معشر العلماء۔

فصار مثله کمثل الخمر والکاس الیستحسن  
ذکرها عند شعراء الفرس فی الاشعار والقصائد  
تخیلاً محضاً والی ان یبقی ذکرها فی الکلام ویدکرها  
الشاعر فی کلامه ولا تلغی الا فی تخیله وازواج  
احد فی العل فالطبع یابی عنه ویستعجنه ویستکرة  
من ینادم بالراحه وحناء ادواتها ولا یسوغ النظر  
الیہ۔

کہ اسوقت زمانہ کو جن علماء کی ضرورت ہو وہ ایسا  
گروہ ہوتا چاہیے جسکو یورپ کی زبانوں میں سے  
کسی زبان سے واقفیت ہو۔

فرمایا کہ یہ ایک عجیب واقعہ ہے کہ جب ندوۃ العلماء کے  
ابتدائی جلسوں میں اسکے مقاصد کا اظہار کیا گیا تھا  
تو منجملہ دوسرے مقاصد کے اصلاح نصاب مسئلہ بھی  
پیش کیا گیا ہندوستان کے تمامی علماء نے  
متفق الرائے ہو کر اس تجویز کو پسند فرمایا اور  
اور کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ تھا جسکو اس سے  
انکار ہوا اور ہر شخص نے اس امر کو  
قبول کیا کہ موجودہ نصاب تعلیم قابل اصلاح ہے  
مگر جب دارالعلوم کھولایا گیا اور اس تجویز کو  
عملی حالت میں لایا گیا تو علماء کی کثیر جماعت نے  
اسکا انکار کیا۔

اسکی ایسی مثال ہے کہ عیسیٰ ایرانی شاعری میں شرابیاتی  
اور اسکے تمام سامان کے مضامین شاعرانہ خیال میں ہوتے  
ہمک چھ معلوم ہوتے ہیں کہ جب تک ایک شاعر محض انکو  
اپنے کلام میں خوبصورتی کے ساتھ ذکر کرے اور ان چیزوں کا  
وجود فقط تخیل میں ہے اور اگر انکو عمل میں لایا جائے تو  
طبیعت سخت نفرت کرتی ہے اور اس شخص کو دیکھنا اگر نہیں  
کرتی جو شراب پی رہا ہو اور اسکے پاس اسکا سامان موجود

ثم قال اني اسمع في الناس ثورة وخصبا وهن  
دار العلوم مانهذه اذ وسم فيها نطاق الانكليزية  
فالغرض منه جعلها مدرسة ابتدائية انكليزية  
لحكومة الهند الا انها غلط ربح فيهم وتخل  
فشا من سوء تدبيرهم لو كنت اريد هذا الامر  
فما كان لي ان افارق كلية عليکده ولا يغني  
ان دار العلوم لوجعلت مدرسة انكليزية  
لا تبلغ وقتا ما درجته ولا تترقى الى رفعة تفوق  
كلية عليکده ولا تنشأ لها حال يقال لها انها  
خير من حالها وما كان لي حاجة ان اتخى لاجل  
الندوة من كلية عليکده واجعل المضارها  
اعداء لي واخالف كلهم وامنس مدرسة  
اخرى مضادة للكلية۔

اني معترف بان هذه حياقي العلمية من  
فيوض تلك الكلية وما نلت من الامتياز والجمعة  
والما تزين الامة منبها سيادة المغفور له السيد  
احمد خان مؤسس كلية عليکده ان تصانيفي  
او براعتي ونبل وابلجته كل ما حصل لي من الجلد  
والعهد والدم هي من الفقيد السيد المرحوم۔  
فتم تلك النعم الباهرة والا يادی الظاهرة  
ما كان لي ان اجاهر بخلاف الكلية بل اريد

اسکے بعد فرمایا کہ میں لوگوں میں ایک شور و غوغا سنا ہوں  
اور وہ یہ ہے کہ اب جبکہ دارالعلوم میں انگریزی زبان کا پیمانہ  
وسیع کر دیا گیا ہے تو اس سے یہ غرض ہے کہ دارالعلوم کو  
گوئزمت اسکول بنادیا جائے مگر یہ ایک سخت غلطی ہے اور  
محض خیال ہے اگر میں دارالعلوم کو انگریزی اسکول  
بنانا چاہتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ میں علیکدہ کالج کو چھوڑتا  
کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ ندوہ اگر انگریزی کولی بنادیا جائے تو کسی وقت  
میں ایسی حالت پیدا نہیں کر سکتا جو علیکدہ کالج کی  
حالت سے بہتر ہو مجھے کچھ ضرورت نہ تھی کہ میں ندوہ  
کی خاطر علیکدہ کالج سے علیحدگی اختیار کرتا  
اور وہاں کے لوگوں کو اپنا دشمن بناتا اور سب کی  
مخالفت کرتا اور کالج کے مقابل ایک دوسرے  
مدرسہ کی بنیاد ڈالتا۔

مجھے اسکا اقرار ہے کہ میری تمام علمی زندگی علیکدہ  
کالج کی بدولت ہے قوم میں جو کچھ شہرت اور نمود  
مجھے حاصل ہے اسکا چشمہ سرسید احمد خان مرحوم  
کی ذات ہے میری جملہ تصنیفات اور میری لیانات  
اور غرض کہ تمام علمی مایہ میرا گوشت اور پوست اور خون  
سب کچھ سرسید مرحوم سے ہے۔

باوجود اتنے احسانات کے کوئی وجہ نہ تھی  
کہ میں علیکدہ کالج کی صریح مخالفت کرتا

ان تنشأ في دار العلوم هذه ذجلة من التلامذة  
القادرين على القاء الخطب في اللغة الانكليزية  
على المسائل الإسلامية في كل فاد واحتفال  
يعلمون الحزب الجديد من الفتية المتفويين  
تلك المسائل في نفقهم وعلى طريقة نواتي  
مناقمهم وان كان قضاء الارب سهلابان فبحسن  
في دار العلوم للتعليم العربي تلامذة نالوا درجة  
من ملامح اللغة الانكليزية في المدارس الابتدائية  
ويتعلوا العربية والدينيات وتجري الوظائف  
عليهم فينشأ طائفة جامعة للفتين العربية  
والانكليزية الا انه ما كان يلغى في تلك الطائفة  
اثر يلغى من تعليم ادائل العزم والروح المذهب  
ثم اظهر الاسف والحزن على قتل كوزن  
داشلي في لندن وقال ان مدن لال لامر تشر  
قد قتل بغاية الجبن فحق ننبه من تلك  
الحادثة ثم قدم المشروع ان يرسله بنا  
تلك المحفلة الى الجرائد يتلغوا من  
وايد تلك المشروع فضيلة ولا ناهي عن طي  
مهم دار العلوم وحضرة النواد على حسن خا  
و تمت المحفلة

السيد علي الزينبي

میری عرض ہو کہ دار العلوم میں ایسے لڑکے  
تیار ہوں جو انگریزی زبان میں ہر ایک مح میں  
مذہبی مسائل پر تقریر کر سکیں اور سننے گروہ کو  
اونکی زبان میں اور اونکے مذاق کے مطابق  
اسلامی مسائل سمجھا سکیں اگرچہ یہ ضرورت  
اسطور پر پوری ہو سکتی تھی کہ ایسے لڑکوں کو  
جنھوں نے انگریزی اسکولوں میں کئی نگری حاصل کی ہو  
وظائف دیگر عربی کی تعلیم دیجاتی اور اسطرح علما کا ایک  
ایسا گروہ پیدا کیا جاتا جو انگریزی اور عربی دونوں  
زبانوں کا جامع ہوتا مگر اس میں نقصان یہ تھا کہ ایسے  
گروہ میں مذہبی روح کا وہ اثر نہ پایا جاتا جو ابتدائی  
عمر سے مذہبی تعلیم حاصل کر نیکی بدولت پایا جاتا ہو۔  
اسکے بعد کرزن والی کے قتل پر افسوس ظاہر کیا  
اور فرمایا کہ مدن لال امرتسری نے نہایت بزدلی کے  
ساتھ اونکو قتل کیا ہے ہم اس سے بیزار ہیں  
پھر یہ تجویز پیش کی کہ اخباروں کو بذریعہ اس  
جلسہ کی کارروائی سے مطلع کیا جائے مولانا  
حفیظ احمد صاحب مہتمم دار العلوم اور جناب  
نواب علی حسن خان صاحب نے اس تجویز کا  
کامیابی اور جلسہ برخواست ہوا

سید علی زینبی

## الناتجة الفاجعه

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ كَافِرُونَ

لعمرك ما الرزية فقتل ولا فسرحت ولا بعد  
ولكن الرزية فقد حر موت بموت خلق كثير  
قد سلب الزمان من اهل علقا نفيسا وفقد  
الفضل من ذويه ما جاد فضيلا واعد  
الادب والمجد من بيتها عمودا نبيلادوني  
الى رحمة الله تعالى المرحوم المبرور حضرة  
مولانا افاضل الاسمي لشيخ عبد العلي  
المدني اسي مدير مجلة البيان ومالك مطبعة  
اسي بريس في ۲۳ يوليو مطابق ۲ رجب  
فترك الافئدة مضطربة والاعجان حاطلة  
وليست الزمان واهله بأربعة على لفقد المجيد  
فانه كان وحيد عصره فريدة دهره عالما  
بارعا فاضلا كاملا عارفا بموزن الادب العربية  
متمكنا على كل نوع من الانشاء والبلاغة نظما ونثرا  
صعبا وقافية متقلبا في شوارع البيان بكل  
ما تفسر للكاتب المجيد والبليغ المفاخر وله  
قصائد كثيرة ورسالات عديدة في العربية  
والفارسية والاوردية الابدع فيها بكل ما جاء  
في البلاغ وسلك مسلكه وحده كان ذا طبع

## دروناک مصیبت

تیری قسم مال کا گم ہونا گھوڑے اونٹ کا مارا جانا کچھ مصیبت  
مصیبت اُس آزاد مرد کا مارنا جو جسکے منہ سے خلق کثیر مر جائے  
زمانہ نے اہل زمانہ کے ہاتھ سے ایک نفیس چیز چھین لی اور  
بزرگی نے اہل بزرگی میں سے ایک بزرگ کو دیا اور  
اور مجھ نے اپنے گھر میں ایک شریف ستون گم کر دیا  
یعنی مرحوم و مغفور حضرت مولانا فاضل آسی  
شیخ عبد العلی مدرسی مدیر رسالہ البیان اور مالک  
مطبع آسی پریس ۲۳ - جولائی مطابق  
۲ - رجب کو راہی بقا ہو گئے اپنے فراق میں  
دلون کو بے قرار اور آنکھوں کو آنسو برساتا چھوڑ گئے  
اب مناسب ہو کہ زمانہ اور اہل زمان مرحوم آپ کو کچھ کہیں  
مولانا مرحوم کتا سے زمانہ عالم باع فاضل کامل تھے  
ادب اور رموز عربیہ سے بخوبی واقف تھے  
ہر قسم کے انشاء نظم و شریح و قافیہ وغیرہ پر  
قادر تھے۔ جو باتیں بڑے جید فنی اور  
ماہر بلخی کو مشکل تھیں وہ انہیں میں رہتے تھے۔  
انکے ہمت سے قصائد اور متعدد درسا عربی اور فارسی  
اور اردو زبان میں ہیں جن میں بدیع کی صنایع کو عمدگی  
سے ظاہر کیا ہے اور دشوار گزار آرائشیں انہیں کے طبعیت



وقادہ فہرثاقب وكان له تعلق خاص ودربة  
راصة في منعة مادة التاريخ على لوقائهم والحوادث  
وكل ماله من القطعات التاريخية والقصاصات  
المبدئية لا يسع نطاق البيان لذكرها غفلة  
للفقيد المبرور وحلة سبل دار السلام۔

وحن تناسي بجله الخبيب على هذه الخطب  
الفادح ونغرية تعزية المصروع الى المصروع  
وهو مثاله في الاخلاق الفاضلة والسياسات المتألقة  
الا وهو حضرة القاري عبد الولي صاحب امتياز  
البيان سهل الله خطبه ويثيبه بخيرا الجزاء  
وبلغه الى رفعة ابيه ومزلاته۔

### الخطا بشريف السلطان

الى الضباط والجنود العثمانية بركة وجيرة في جميع  
المواقع العسكرية اولادى الساکر۔

قد جلست على عرش اجدادى بعناية الله ولطفه  
وحماية النبي الاعظم وشفاعته ودعائه  
العناصر العثمانية ومبايعتهم وحماية دستور الجند  
الذي صلا تاريخ حياة الامة بانتصاراته وحليفنا  
اول سلطان دستورى عثمانى۔

والله تعالى على ان الشريعة الاسلامية كانت  
الى ليلا في كل امالى ومقامى من اول عمرى الى

وقادہ اور فہم روشن رکھتے تھے مادہ تاریخ  
نکالنے میں آپ کو ایک خاص دلچسپی اور ملکہ تھا  
جتنے قطعات تاریخ اور پیش بہا تصدیق آپ نے  
تصنیف کئے ہیں وہ احاطہ بیان یا ہرچیز پر آپ  
آپ کی مغفرت کرے اور دار السلام کی طرف رہائی۔  
ہم ان کے صاحبزاد کے سامنے اس مادہ عظیم پر نظر فرما رہے ہیں  
اور وہ نفرت پیش کرتے ہیں جو ایک نگین اور خلیفہ کے  
پیش کرتا ہے۔ اس سے مراد وہ شخص ہے جو اخلاق فاضلہ  
اور روشن خصال میں اپنے باپ کا پیش بھی نبی خاتما رہی  
عبد الولی صاحب امتیاز الیہ خدا اس کی مصیبت کو آسان کرے اور  
انکو جزا عظیم دے اور انکو ان کے باپ کی نیت نیرت تک پہنچائے۔

### فرمان سلطانی

جو کہ بری اور بحر افسران افواج عثمانیہ کو تمام  
جما و نیون میں بھیجا گیا میرے بچہ سپاہیو۔

میں خدا پاک کی عنایت و مہربانی اور نبی کریم کی حمایت و  
شفاعت اور ارکان دولت عثمانیہ کی غربت و الماعت اور اس  
لشکر کی قوت اور ہر چیز میں ہمت کی زندگی کی تاریخ کو  
اپنے کا ناموں سے بھر دیا ہر گز اپنے باپ ادا کے تحت پر  
بیٹھا ہوں اس لیے میں پہلا پارلیمنٹ عثمانی بادشاہ ہوں۔

میں اب ہر خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اب تک میرے قہر  
میں میری تمام مرادوں اور مقصدوں میں شریعت احمدیہ

هذه الحقيقة وكان وقد تأيدت قاعة الشورى  
التي هي احد الاحكام الاساسية للشريعة الاسلامية  
التي هي المداد الوحيد لاسباب ارتقاء الامة و  
المملكة وجاتها وثلث على افر تايد هاهم مقام الاما  
والخلافة فاني ساند على كل الوسائل والاسباب  
لترقية وطننا المبارك الذي بعثت كل قوة من  
قرا ببد ماء اجلادي والتوفيق من الله -

ليكن معلوما ان المحافظة على الحدود الطبيعية  
لحکومتنا المشروعة المشروطة حتى تكون كحصن  
منيع لا ينال ثم ايضا لها اللامعة التي تليق بها  
في مندرج العرا ثم استحصان منافع الوطن والامة  
وتأيد هائل ذلك لا يكون الا بتعزيز الجيش البري  
والاسطول البحري وتزويد القابلية العسكرية  
المسلحة بحق وايسال لضبط والربط والتعليم الى  
الدرجة المطلوبة اللازمة ولذا لا اري ان اري  
مظاهر الترقى في الجيش جميع معانيه الحقيقية  
والنصيب من الله -

سأثبت ان الحفيلة لالتي لاجلادي العظام  
الذين قادوا اجلادكم لابطال اصحاب الحمية  
والانفة والشا ابقيا دهر دولة قوية ذات كيمة  
تأني ان تزول قد جعلت الجميع يعترفون للقلب العظام

میری رہبری ہی اور اب جبکہ قاعدہ شوری کی جو کھیت  
احمد کی بنیادی احکام میں کا ایک حکم یہ تائید کی گئی ہے اور  
یہی شریعت قوم سلطنت کی ترقی اور نجات کے اسباب کا دار مدار  
اور میں نے اسکی تائید کے بعد مزید امامت خلافت حاصل کیا ہے  
میں تمام وسائل اور اسباب کے کام میں لگ رہے ہیں مبارک وطن کی  
ترقی میں کوشش کر رہا ہوں جسکی ہر شئی خاک میرے پاپ  
داد اور کئے ہوئے کسی گئی ہے خدا اسکی توفیق دے -

یہ بات معلوم رہے کہ ہماری حکومت کی طبی حدود کی  
ایسی حفاظت کہ وہ مثال یک محفوظ طور کی ہوگا اور اسکو  
اس کے نزدیک چونچا تاجو آباد کی حفاظت سے اس کے شایان  
شان ہی پھر وطن اور قوم کے منافع کا حصول اور اسکی تائید  
یہ سب کام بغیر اسکے نہیں ہو سکتا کہ بری لشکر جنگی چھائی  
کیے جاویں جو افواج حق کو لٹنے والے ہیں انکی طاعت  
بڑھائی جائے ربط و ضبط اور نظم و نسق اس مرتبہ  
حاصل کیا جائے جسکی ہمیں ضرورت ہو اور اسی لیے میں  
چاہتا ہوں کہ ترقی کے مظاہر کو اپنے لشکر و زمین کے حقیقی  
معنی میں دیکھوں اور یہ سب کچھ خدا کے عنایہ میں

میں تقریباً بت کر دکھاؤ گا کہ میں اپنے ان مفرد اجداد کا  
لائق پوتا ہوں جنھوں نے آپکی عیت غیرت کا داد اور ان پر  
سزا کی ہے اور انکے حکم غیرت پر اپنے زمانہ حکومت میں ایسی  
ضبط و سلطنت کی ہے کہ انکے حکم کو کمال میں میں نے دیکھا ہے

<p>بالقبيل والاحترام والعناية من الله</p> <p>ان الجيوش لما كان قائما بوظيفة المقدسة</p> <p>حق القيام كانت المملكة بطاعته وانظامه وشجاعته</p> <p>اشبه بحصن حصين لا يتزلزل ولا يتزعزع وقد حلت</p> <p>شهرة الذلة به الاقلاق ولما قام بحركات مخالفت</p> <p>امراءه ورضاء بنيه وارشاد خليفته وادام ضبطه</p> <p>وتأدي وادى الفضالة والفضلة والفساد والجهالة ونسب</p> <p>وظيفة عام الدين والمنهج الذلة والملة السلطان</p> <p>والولى لامر وضعفت طاعته واضطرب نظامه ولم</p> <p>يقم بوفاء الدين المطلوب منه وتأييد سلامة الوطن</p> <p>المودعة له كاد يهد كيان دولة عظيمة</p> <p>ولما كان من الحقائق الواهنة ان اهم شئ في</p> <p>الجيوش تأييد لضبط والربط اللذين هما مباد</p> <p>التوفيق امرا على منكم بالشفقة والادب بطاعة</p> <p>ايها الاءاء من اركان وضباط وامراء وجنود</p> <p>ان ابين لكم ان كل من يمثل بجميع حواسبه</p> <p>الى جميع احكام القوانين والنظامات الموضوعة</p> <p>يكافأ وكل من يسير على لعكس فانه يجازى جزاء</p> <p>الولد العاق لوالده والى اشهد الله احكم</p> <p>الحاكمين بالى سابق سلكه حق النفس لا خير من</p> <p>حياتى للصاغة على احكام القانون الاساسى</p>	<p>بالاحترام والعناية من الله</p> <p>ان الجيوش لما كان قائما بوظيفة المقدسة</p> <p>حق القيام كانت المملكة بطاعته وانظامه وشجاعته</p> <p>اشبه بحصن حصين لا يتزلزل ولا يتزعزع وقد حلت</p> <p>شهرة الذلة به الاقلاق ولما قام بحركات مخالفت</p> <p>امراءه ورضاء بنيه وارشاد خليفته وادام ضبطه</p> <p>وتأدي وادى الفضالة والفضلة والفساد والجهالة ونسب</p> <p>وظيفة عام الدين والمنهج الذلة والملة السلطان</p> <p>والولى لامر وضعفت طاعته واضطرب نظامه ولم</p> <p>يقم بوفاء الدين المطلوب منه وتأييد سلامة الوطن</p> <p>المودعة له كاد يهد كيان دولة عظيمة</p> <p>ولما كان من الحقائق الواهنة ان اهم شئ في</p> <p>الجيوش تأييد لضبط والربط اللذين هما مباد</p> <p>التوفيق امرا على منكم بالشفقة والادب بطاعة</p> <p>ايها الاءاء من اركان وضباط وامراء وجنود</p> <p>ان ابين لكم ان كل من يمثل بجميع حواسبه</p> <p>الى جميع احكام القوانين والنظامات الموضوعة</p> <p>يكافأ وكل من يسير على لعكس فانه يجازى جزاء</p> <p>الولد العاق لوالده والى اشهد الله احكم</p> <p>الحاكمين بالى سابق سلكه حق النفس لا خير من</p> <p>حياتى للصاغة على احكام القانون الاساسى</p>
--	--

المطابقة للشعر الشريف مستندة على التأييد الألهي  
وقوة الجيوش والاسطول الحاميين للدستور  
وكل من عيني نفسه بامل قولي او فعل ضد القانون  
الاساسي فهو عندك مردود۔

لكل صاحب رتبة صلاحية حسب ما هو معلوم  
لاجل تأييد النظام والارتباط وان من اقصى امل  
ان يستقبل كل ضابط ما دونه بالاعتقاد والاخلاق  
وان يستعمل رضا ومحبة ما فوقه۔

اذ اعد الان مجلسا لنقل الارثي القانون العام  
لجيش البري والبحري المملوء بالفضائل والمكادم  
ان جميع الضباط والمجنود هم سوا عدى  
واجبتي وهم في نظري اعز من ابناء صلب اني  
بهذه الوصايا استقبل نظر جميع الامراء والضباط  
والمجنود واهدئهم كلهم السلام۔

وانى لصفتي كوني رئيسا لقواد الجيش البري والبحري  
حسب الشريعة والنظام مرتبط ارتباطا محكما بالجيوش  
حتى يمكن ان اقول (ان الجيوش لي وانا للجيش)  
اسأل الله عز شأنه ان يجعل من عظيم الدولة  
والامة خدمة حسنة سعيدة الى الدارين

## البيان

هذا ما خاطب به السلطان الدستوري لثمانية

جو کہ شرع شریف کے بالکل مطابق ہیں۔ تاہم الہی  
فوج و جنگی جہازوں کی قوت جو کہ پارلیمنٹ کے حامی  
ہیں میرے معتد علیہ ہونگے جو شخص سیکرٹنل جنرل کو قانون  
اساسی خلاف مائل کرے وہ میرے نزدیک مردود ہے۔

ہر ایک عمدہ دارمیں جیسا کہ معلوم ہو نظم و نسق کی  
تائید کی ایک صلاحیت ہو اور میری انتہائی آرزو یہ ہے کہ  
ہر ایک فوجی ان سرچشمہ نعت پر اقتدار و اخلاق کے ساتھ متوجہ  
کمرے اور اپنے سے اعلیٰ فسر کی رضا و محبت کا طالب ہو۔

میں اس وقت باعتبار انتقال برائی کے ایک اچھے عظیم الشان  
شکر و بی جبر کی فضا میں رہا جا رہا ہوں جو عدل و کامیابی  
تمام افسر اور فوج پر حکومت و بازو ہیں میری نظر میں  
میری اولاد بھی زیادہ عزیز و عزیز ہیں ان ہدایات کے  
ذریعہ تمام امراء اور افسران کی نظر اپنی طرف متوجہ کرنا  
چاہتا ہوں اور جس کے لیے یہ سلام پیش کرتا ہوں۔

اور میں باعتبار افسران فوج کے رئیس جو شریعت و نظام  
کی رو سے فوج کے ساتھ اپنے برست تعلق رکھتا ہوں اور اپنے  
میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ فوج میرے لیے ہو اور میں فوج کے لیے ہوں  
میری خدائے دعا یہ ہے کہ جو شخص دولت اور قوم کی عمدہ  
خدمت کرے خدا اس کا دو وزن جہان میں بھلا کرے۔

## البيان

یہ وہ فرمان ہے جو عثمانی اور دستوری بادشاہ

جلالت السلطان محمد الخامس لیساکر العثمانیة  
الدینیة والجزیة واعطاء الذمام الیہ یمثل الاحکام  
الاساسیة المطابقة للشعر الشریع وان الشریعة  
كانت له دلیلا من اولی الامر الی الان والعجب انہ  
کیف یمثل احکام الشریعة اذ لا یكون بیده امر  
من المخلع العقد شکو الامضاء علی ما عرض علیہ من  
المجلس لانیابی وقد نشرنا فی عدد من هذه المجلدات  
علی الحكومة الدستورية اذ تفتاها ان الدولة التی  
اسما الاسلام فی المسلمین هی الحكومة الدستورية  
و ذکرنا ایضا ما هی الحكومة الدستورية۔

الحکومة الدستورية حکومتہ لا تامن حیثا  
من المسالة والمحابسة ویكون فیها لكل فرد خیار المسالة  
والمحابسة سواء كانت الحكومة بید جل اور رجال  
او حزب عظیم فان كانت فی ید جل لکن یعطى  
خیار المسالة لكل فرد من الاعلی الی الادنی ولا یأخذ  
فرق عند المسالة فصح ستوریة کما كانت فی ذمین  
الخلفاء الراشدین وان كانت بید حزب عظیم  
ولا یعطى خیار المسالة لافراد القوم ویكون الامر  
بالید یحرم یضوا و سودا فلا ریب فی انها مستبد  
فان هو انفسهم اسرار اباة مستکلبین۔

جلالت السلطان ادامہ الله وابقاه۔

جلالت السلطان محمد الخامس لیساکر العثمانیة  
الدینیة والجزیة واعطاء الذمام الیہ یمثل الاحکام  
الاساسیة المطابقة للشعر الشریع وان الشریعة  
كانت له دلیلا من اولی الامر الی الان والعجب انہ  
کیف یمثل احکام الشریعة اذ لا یكون بیده امر  
من المخلع العقد شکو الامضاء علی ما عرض علیہ من  
المجلس لانیابی وقد نشرنا فی عدد من هذه المجلدات  
علی الحكومة الدستورية اذ تفتاها ان الدولة التی  
اسما الاسلام فی المسلمین هی الحكومة الدستورية  
و ذکرنا ایضا ما هی الحكومة الدستورية۔

دستوری حکومت وہ ہے جو کیون سوال اور حساب فہمی سے  
بری ہو اور اس میں قوم کے ہر فرد کو سوال کرنے کا اختیار  
فواہ وہ ایک شخص کے ہاتھ میں ہو یا چند اشخاص کے یا کسی  
گروہ عظیم کے۔ اگر ایک کے ہاتھ میں ہو لیکن سوال کا اختیار اعلیٰ سے  
لیکرا دئی تنگ ہر شخص کو دیا جائے اور سوال کے وقت اسکو  
کچھ خوف نہ ہو وہ حکومت دستوری ہے جیسے الخلفاء راشدین کے  
زمانہ میں تھی اور اگر کسی گروہ عظیم کے ہاتھ میں ہو لیکن فہمی کا اختیار  
قوم کو نہ دیا جائے اور تمام اختیار انھیں کو ہو تو اسکا کہنا  
یا سفید کریں تو اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ وہ حکومت فہمی ہے اگرچہ  
وہ لوگ اپنا نام آزاد و ذی عزت سنگف وغیرہ کہہ لیں  
جلالت السلطان المعظم ادامہ الله وابقاه۔

برحق الخیر و شل انما یتدینت انه الحفید اللائق  
 الاحیاء العظام و انه سیمقی صا د قاحق النفس  
 الاخیر و حیاه الحافظه علی حکام القانون  
 الاساسی المطابقه للشعر الشریف ابقاء الله  
 علی معاہدہ ارشد الاحرار الی مقام اثار الرسول  
 علی الصلوٰۃ والسلام و خلفائہ الراشدین فی کل  
 امر دینی و دنیوی۔  
 لکن لازمی ان ینال ہذا المرام مع تلافی العیب  
 السامعہ اتق ہد من اقطار الحزب المجدید  
 من المتنورین القی طار معا حب لہ مذہب من  
 افضل توہد و ایتقید ماء الوف من المسلمین للبل  
 الحریۃ من قیود الذہب و الشیور و یفعل بالسلطان  
 المملوک ما یفعل حق لا یوزن لہ للخصوف و الجمعة  
 و الجماعات و العجب من اصحاب الصحافۃ الذین  
 شد الذہم الیوم علی قدیدہ امثالہ من کانت  
 جبال و جوامعہم اصغر مشحونہ بمناقبہ کا نوا  
 اصغر یندون باعلیٰ صواتہم باعمالہ الحسنۃ  
 و یضویون رایہ فی کل امر و یتحسنون سیاستہ  
 و یغفرون بحدیہ و شاکلہ و کانت الخطبۃ شاکلہ  
 ین کو مہلک باسہ و لقب علی و جمعا لارض قاطبہ  
 و کان مدینہ طول حیاتہ و تاکید شوکتہ فی الجوامع  
 عثمانی افواج کو امید و لاتے ہیں اور عظیم ثابت کر دینگے  
 کہ وہ اپنے عظیم القدر احیاء کے لائق پوتے ہیں اور یہ کہ وہ  
 آخر تک قانون اساسی کی مخالفت پر جو کہ شرع شریف کے بالکل  
 مطابق ہے صادق رہینگے خدا تعالیٰ او کو ان کے معاہدہ  
 قائم رکھے اور آزادی پارٹی کو رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام اور ان کے خلفائے راشدین کی ہر ایک  
 امر دینی یا دنیوی میں پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے  
 مگر ہمارے نزدیک ان زہریلے جھوٹے سانسے یہ مقصد  
 حاصل ہوتا نظر نہیں آتا جو روشن خیالی نئی پارٹی کی جانب سے  
 چل رہے ہیں جن کے ساتھ مذہبی محبت ان کے دل سے اڑ گئی ہے  
 اور ہزاروں مسلمانوں کے خون مذہب اور شرع کی قیود سے  
 آزادی حاصل کرینگے بے ہوائے گئے اور سرول سلطان کے  
 ساتھ جو کچھ کیا جاتا ہے وہ ظاہر ہے بیان تک کہ او کو جو جمعہ  
 اور جماعت میں حاضر ہونے کی اجازت نہیں دیتا  
 اخباری دینا کے لوگوں سے بھی تمہیں ہے جنہوں نے آج کوس  
 شخص کی غیب جوئی پر کمر باندھ لی ہے جس کے اوصاف سے کل  
 ان کے اخباروں کے کالم بھر رہے تھے کل وہ اپنی بلند افق  
 و سکے اعمال حسنہ کے مقرر تھے ہر بات میں اس کی رائے کو درست  
 بتاتے تھے اس کی سیاست او کو پسند تھی اس کی مع اور اوصاف کا  
 ذکر کر کے چمچاتے تھے روئی زمین پر خلیجے او کے ذکر اس نام اور یہاں  
 تھے اس کی زندگی کی درازی کی اور یہی شریک کی

من العرب والروم الى الهند والسند الآن قد بلغت  
به رداة الاحوال الى خفض وناخر به الزمان  
كل كل السوء حتى انه اليوم يد كرفي تلك الصحائف  
بمساعة تامر فيقال انه خرب البلاد وسلب العباد  
وفتت بالمصومين عن الخطاء كان سفا حلا  
يتسبب الرب اليه سرعيا ويتفقد لتقرين بين الدنيا  
لتحصل غرضه النفسانية يقتضى سوا سة وكان  
مضطهدا جبارا فاهي الاخرة وذكرى للذن اكرين  
**عبد الحميد في نظر الهند**

تلك الثورة التي حدثت في تركيا الفتاة وانقلاب  
الدولتين حال الى حال حلم عبد الحميد عن  
حرف الخلافة وتمكن جلالة السلطان محمد الخامس  
مقامة لانقلاب استلقت انظار العالم الاسلامي  
من وجه الارض قاطبة اليه وادھش قلوب المسلمين  
بعظمته وروعته واحد تاختلاذ الاراد في اقطار  
الارض فالناس فيه بين مستحسن صميم جمعية  
الاخذ والترقي وما فعلت بالدولة العليا وبين  
مستكر مستهين لافعلها وعلما۔

ولعمري ان تلك الوقعة وقعة غريبة ما رات عين  
مثلا ولا اذن سمعت في تاريخ هذا الجيل  
الغابر وهو ما يندب انظار الناس ليعاوا اسرار

عربا وروم سے لیکر ہندوستان تک جامع سب مہذب عالمی تھی  
اور ابلہ حوال کی خرابی نے ہیکل اس سچی میں گرایا ہوا دنیا بھر کو  
ایسا بھول کیا کہ آج انھیں اخباروں میں پوری بڑائی کے ساتھ  
ذکر کیا جاتا ہے یوں کہا جاتا ہے کہ اسے ملک کو برباد کر کے  
ہندو کو لوٹ لیا ہے گناہوں کو قتل کر لیا خون نہ تھا کشر تھا  
شکل کی طرف بہت جلوہ دے تھا انفسا فی اغراض حاصل  
کر نیکی لئے لوگوں میں لغو فریق چاہتا تھا دوسروں کی بیڑی کرتا تھا پھر

جابر تھا محمد ارادوں کے نزدیکی ایک جبرتا نصیحت ہو۔  
**عبد الحمید کی نسبت ہندوستان کے خیالات**  
طرک کی موجودہ شورش اور سلطنت کی ایک حال سے دور  
حال کی طرف کا یا پلٹ عبد الحمید کا تحت خلافت سے عرب  
پڑھ چٹس سلطان محمد خامس کے قائم مقام بنائے کیا  
انقلاب ہو جسے کل حصے زمین سے اسلامی دنیا کی نظریں  
اپنی طرف متوجہ کر لی ہیں اور سلطان کے دونوں اپنے خون  
اور اہمیت کے باعث ایک بہشت پیدا کر دی اور اور  
عالم میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے بعض لوگ انھیں اتھا  
ورقی کی کارروائی کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں  
اور بعض لوگ اسکے اعمال اعمال کو بڑا سمجھتے ہیں۔

در حقیقت یہ ایک ایسا نادر واقعہ ہے جسکی مثل نہ کہیں  
آئیں گے نہ دیکھا نہ کان نے سنا اور اس کی تاریخ میں  
زیادہ لوگوں کی فکروں کو اپنی طرف کھینچنے والا اور طائر

ما یصلحت اتعلق فی فتنۃ المسلمین قد رسمہ فی  
 اعتقادات اہل ہند ان جمعیتۃ الاتحاد والترقی  
 جمعیت ثالثت من رجال مدعون الحریتۃ فی امور  
 السلطۃ والسیاسة واقصی ما یطلبون قتل  
 الاستبداد واجتياح اقامة الدستور مقامہ مع  
 خلافہ لایبالون بامور الدین وقانون الشرع۔  
 وقد تعود اهل الهند الی لان بسلم مناقب  
 السلطان عبد الحمید وما قرع اذانہم قط فی زمن  
 حکومتہم من مثالبہ وكان اقلہم معلقہ من  
 قدیم بسلطان عبد الحمید خلافتہ کا نوا بیا ہوں  
 بالخلافتۃ الاسلامیہ ویحسنون الظن بہ بالخلافتۃ  
 ما خلو فی قلوبہم قط سوء الظن بعبد الحمید  
 وقد ازداد هذا الاعتقاد منذ جمعا اجراء المخط الخدیج  
 فالحجاز وبلغ حسن الظن الی قصاۃ حتی کتبتوا بلیغ  
 المسکت الحدید یتہ فی المجاز اکتبا باجزیل وبنوا  
 نفقات لا ملادہا یشہد بذلک قوا کمال کتاب  
 فی جرائمہ التوہم ما ینصہ علی لای الاجہم  
 عبد الحمید خلافتہ الاسلامیۃ کان فی ظنہم ان  
 السلطان یجہد جہدا تاما فی خربۃ مملکۃ واصلام  
 وطنہ وقد یخفی عواما لی حدوانہ مکتبہ علم واجتہ  
 حسابات السلطۃ یتقیہ دفاترہا وامعان النظر  
 سلطانوں کے دلوں میں اضطراب پیدا کر نیوالا حادثہ ہے  
 ہندوستانیوں کے عقائد میں یہ بات پیچیدگی ہے کہ انجمن اتحاد ترقی  
 ایسے اشخاص کے مجموعہ کا نام ہے جو سلطنت اور قوانین میں  
 آزادی کا دعویٰ کرتے ہیں اور انکی انتہائے طلب ہے کہ شخصی  
 سلطنت کی بیخ کنی کر دی جائے اور اس کے قائم مقام پارلیمنٹ  
 رکھی جائے اور اس کے ساتھ دینی امور اور قانون شرع کی ان کو کچھ  
 پروا نہیں ہے ہندوستانی انکے سلطان عبد الحمید کے اوصاف کے  
 عادی ہیں ان کے زمانہ حکومت میں کبھی ان کے عیوب ان کے کان میں نہ  
 ہمیشہ ان کے دل سلطان عبد الحمید اور اسکی خلافت سے معلق  
 رہتے تھے اور وہ خلافت اسلام پر فخر کیا کرتے تھے عبد الحمید  
 اور اسکی خلافت انکا گمان اچھا تھا کبھی ان کے دلوں میں عبد الحمید  
 کی جانب بدگمانی نہیں گذری یہ اعتقاد اس وقت سے اوپر چھل گیا  
 تھا جب انھوں نے حجاز ریلوے لائن کے اجراء کی خبر سنی تھی  
 اور یہ حسن ظن انھما کو پہنچ گیا تھا ہائیک کہ انھوں نے  
 حجاز ریلوے کے واسطے بہت کچھ چنڈہ بھی دیا اور اسکی تیار کی گئی  
 بہت مال خرچ کیا وہ فریمن انکی گواہ ہیں جو ہندوستان کے  
 اخبار و نہیں شائع ہوتی میں لکھا باعث صرف سلطان عبد الحمید  
 اور خلافت اسلام کی محبت تھی انکا گمان تھا کہ سلطان اپنے  
 ملک کی تربیت ظن کی اصلاح میں کل کوشش کرتا ہو اور اسکو  
 اپنے مقصود میں ایک مددگار کیا ہی بھی ہو گئی ہے کہ سلطنت  
 کی حساب نہیں دفر و کنی نتیجہ اور اسکی تفصیل دیگر ہی نظر



فی تصامیلہا واجہاد القریحی فی استنباط التعلیل  
 والاحتیاط اللام للاقتصاد کانوا یجمعون ان  
 الامۃ تطلب من الدستور فیقول ان اقتراح حکم  
 هذا اما ان قہ تری دون ان تفتنوا الالاد بلویین  
 فی السیلمۃ وحامیة الوطن وقریبیہ وان اوروبا  
 قد مہت انضام احواماد عصولاً حق جاءت بها  
 نرا لہا من منشآت الحریۃ واقم تطلبون الی  
 ان اقلہ فیلۃ من منابت الحریۃ الی فیہا  
 واخرسہا فی اراضی أسبا الوعرۃ البائثۃ القاحلۃ  
 دعوی القہم هذه الأراضی قبل ما یحسبہا فقتل  
 اشواکھا وارفع احجارھا وافلح تربتھا واحفر  
 الاقنیۃ لدرائتھا ثم اقل تلك الفیلۃ الیہا واكو  
 اول من یطیب نفساً ویقر عیناً بفاثتھا ونضارتھا  
 واند اصلم الخزانۃ وعمر الممالک وجعل اعتبار الوطن  
 فی اعیان اوربا وحصن حدود الممالک حفظھا  
 عن الصولات الخارجیۃ وقد بث فی الوطن تعلیم  
 العلوم الجدیدۃ وقام باجراء المكاتب والمدارس مع  
 انکان عامیاً عن تلك العلوم فما حصد علی ذلك  
 الاحبال لوطن وتسد ایدادہا وبلاغ الی حد معارج  
 الترقیۃ وقد قضی من عمرہ ثلاثا وثلاثین سنۃ  
 مجتہدا فی سعادت الدولۃ والمملکۃ وقد قضی علی

ڈالنے میں متوجہ ہر تدریس پر سوچنے اور احتیاط کو کام میں  
 لانے کے لیے ہر طرح اپنی طبیعت پر بار اٹھاتا ہر وہ بھی  
 سنتے تھے کہ اسکی قوم اس سے پارلیمنٹ مانگتی ہر اور وہ یہ  
 جواب دیتا ہر کہ تمہارا یہ سوال قبل از وقت ہر تم چاہتے ہو کہ  
 سیاست اور حایت وطن میں یورپ کے نقش قدم چلو حالانکہ  
 یورپ نے اپنی زمین کو برسوں تیار کیا ہے جس حال کو یورپ نے  
 کہ آج ہم اوسیں آزادی کے منابت دیکھتے ہیں اور تم مجھے  
 چاہتے ہو کہ میں آزادی کے چمن سے ایک پودہ اٹھاؤ اور جو  
 اس وقت یورپ میں ہی ایشیا کی سخت اور دیران قحط زدہ  
 زمین میں لگا دوں مجھے اتنی مہلت دو کہ اس میں کو پہلے تیار  
 کر لوں اسکے کانٹے اٹھاؤں دوں تپھر اٹھاؤں ٹی نرم کر لوں  
 اسکے پتے کے لیے کوئے تیار کر لوں پھر یہ پودہ اسکی طرف  
 نقل کروں اور میں سب پہلا وہ انسان ہوں گا جسکا اپنی زمین کی  
 ترقی و تازگی دیکھنے سے دل خوش ہوگا اور آنکھیں ٹھنڈی  
 ہوگی اور یہ کہ اسے خزانہ کی اصلاح کی ملکہ کو آباد کیا  
 یورپ کی نظروں میں وطن کا اعتبار بڑھایا ملک کی حدود کو  
 مضبوط کیا بیرونی حملوں کو اسکو بچایا وطن میں علوم جدید کی تعلیم کو  
 رواج دیا اور مدارس اسکو جاری کئے باوجودیکہ وہ خود  
 ان علوم سے ناواقف تھا صرف وطن کی محبت اسکی دستانہ ہر  
 ترقی کی طریتوں تک پہنچانا اسکا باعث تھا اپنی عمر میں ہر سال  
 اسی طرح میں گذرے کہ سلطنت اور قوم کی خوبی میں کبھی شش کو

على سعادة الوطن عيشة وراحة مكان وظيفة الا  
 الجهد في حفظ الملك والدولة وصون السوق  
 من المسلمين وغيرهم۔  
 هذا ما عليه اهل الهند من حسن الظن بعباد الحميد و  
 الان لما قرع اذانهم انقلاب الامانة وان عبد الحميد  
 قد خلع عن عرش الخلافة من غير جنایة وجرم احثا  
 خطرف قلوب الناس ان جمعية الاتحاد والترقی قد  
 جنت جنایة هائلة في خلع عبد الحميد قد حضما  
 على تلك الشایعة طلبها الحرية في الامور كلها حتى  
 عن قيود المذهب الشيعي وان الجمعية المحمدية  
 قد قامت لحماية الدين فافسدتها وخربت بها جمعية  
 الاتحاد والترقی وصالت على الدولة صلت منكرة  
 لا يهينها العالم الاسلامي في اقطار الارض وقد  
 نشرت تلك الاعتقادات من اهل الهند في الجرائد  
 الهندية فصح حضرة مولانا السيد محمد رشيد رضا  
 منشی مجلة المنار انغراء لكشف الغطاء عن تلك  
 المسئلة وقد نقل في المنار مقاليتين احدتهما  
 لحضرة الفاضل المولوی محمد نشار الله صاحب  
 جريدة وطن والاخرى لصاحب جريدة ابزرور  
 نشارا ب عنهما وقد بالغ في تقدير انهما  
 فقد شفی قلبا قلوب اهل الهند هذا  
 وطن کی خوبی پر اپنا عیش و راحت بھی قربان کر دیا اسکا  
 کام اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ ملک دولت کی حفاظت بین  
 گوشان ہوا اور سلمان و زبیر سلمان مایا کے حقوق کا نگران ہو  
 ہندوستان والوں کے عبد محمد کی نسبت یہ خیالات پھیلے  
 اب جبکہ آستانہ کی انقلاب کی خبریں اُنکے کان میں  
 پڑی ہیں اور یہ کہ عبد محمد تخت خلافت بلا قہر اُتار دیا گیا  
 لوگوں کے دل میں یہ بات گزری ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی نے  
 عبد محمد کی معزونی میں ایک خوفناک گناہ کیا ہے اور محمد  
 اس امر نشت پر اُسکی ہر بات میں آزادی کی طلب ہے آما وہ  
 کیا ہے حتی کہ وہ مذہب شرع کی توبہ بھی آزادی چاہتی ہے  
 اور یہ کہ انجمن محمدیہ دین کی حمایت کے واسطے کھڑی ہوئی  
 تھی مگر انجمن اتحاد و ترقی نے اُسکو خراب کر دیا اور سلطنت پر  
 ایک ایسا ناگوار حملہ کیا ہے جسکو سب کو زمین کی سلامتی پسند  
 نہیں کرتی یہ اعتقاد ہندوستان والوں کی جانب سے  
 ہندوستان کے بعض اخباروں میں شائع ہوئے تھے جناب الانا  
 سید محمد رشید رضا صاحب یطیر المنار نے اس مسئلہ پر روشنی  
 ڈالنے کے لئے مہربانی فرمائی ہے اور المنار میں دو خط نقل  
 کئے ہیں ایک جناب فاضل مولوی محمد نشار الله یطیر  
 وطن کا دوسرا یطیر ابزرور کا پھر ان دونوں کا جواب دیا کہ  
 اور ان دونوں کی رائے کی سخت تردید کی ہے۔  
 اس فاضل نے اپنے بیان سے اس مسئلہ کی حقیقت پر

الفاضل ببیانہ وکشفہ الظلمة عن حقيقة تلك  
الامور لكن المباحث على العجب لا يزول عن اهل  
الهند وسبب انهم ما سمعوا قط في الدار الحميدة  
شيئا من تلك الاحاديث الغريبة التي تذاخر في تلك  
الايام في الجرائد الغنائية بمصر وخرقة وكون خفي  
عليهما امر عبد الحميد شأنه مع قيام سلطة الجرائد  
الى الهند وما تقوى احد من اصحاب الجرائد العربية  
المصرية خلافة قط والان كل جريدة تصادر  
مشحونة بمثالبه عادة لمعاينة كانها تعاديه منذ  
قديم الزمان فان قيل ان استواء عبد الحميد على  
عرش الخلافة واستبداده واستعباده العباد  
واضطهاده كان ماها عن ظهور تلك الخفايا و كانت  
تحت الاستبداد والحكومة الاضطهادية في دوايا  
المجهل والظلمة والان قد برزت للامة قاطبة  
فنقول ان استواء الملك على عرش الحكومة  
واضطهاده العباد لا يمنع الاطلاع على احواله  
الغنية ولا سيما اذا تعلقت تلك الاحوال بامور  
السلطنة والوف من العباد۔

هذا الشاه في الايران مع استيلائه على الملك  
وحكومته واضطهاده قد يعلم كل الناس حواله  
واحواله ملكه وضيعه بالناس في السلطنة وما شغلنا  
برده اٹھانے کے ذریعہ اہل ہند کو کچھ تسلی دی ہو کر جو کچھ  
اہل باغث نہیں ہٹا اسکا سبب ہو کہ اہل ہند نے حمیری  
دور میں کبھی یہ عجیب باتیں نہیں سنیں جو اس وقت عثمانی  
اور مصری اخبار و نہیں شائع کی جاتی ہیں اور عبد الحمید کا  
حال اہل ہند کو کیونکر معلوم نہ ہو سکا باوجودیکہ اخبارات کا  
سلسلہ ہندوستان تک برابر جاری ہی۔ مصر کے عربی  
اخبارات والوں نے کبھی عبد الحمید کو خلافت کوئی لفظ نہیں  
کہا اور اس وقت ہر اخبار اسکی چیخ وئی سے پُر ہو سکی  
بڑا بیان گنتا ہوا لگتا ہی گویا کہ وہ ہمیشہ سے اسکا  
دشمن ہی اگر کہا جائے کہ عبد الحمید کا سر سر آرائے  
خلافت ہونا اسکا استغلال اور لوگوں پر جبر  
اور قہران اسرار کے طور کا مانع تھا بھوتقل حکومتہ  
قہر کے بیچے جہالت و تاریکی کے گوشوں میں پوشیدہ  
تھے اور اب تمام عالم کے سامنے ظاہر ہو گئے۔  
ہم لکھتے ہیں کہ بادشاہ کا تخت نشین ہونا اور اسکا  
لوگوں پر قہر اس بات سے مانع نہیں ہوتا کہ اسکی پوشیدہ  
حالات کی اطلاع نہ ہو خصوصاً جبکہ یہ حالات سلطنت  
اور ہزاروں بندگان خدا کے متعلق ہوں۔

امر عجیب اذ سمعنا ان قد خلعتا منه من العرش  
 واقاموا بجله مقامه وانه قد فرغ الى ارسفارة  
 روسيا وقول الرصيف الفاضل ان مدافع عبد الحميد  
 التي كانت تقرم اسام اهل الهند من اصحاب الجرائد  
 كانت على سبيل الاستحجار والرشوة فنقول ان حال  
 الاحتمال قائم الآن بل القرينة قوية شديدة على  
 ان انهم ان اصحاب الجرائد قد اخذوا الرشوة والحق  
 من جمعية الاتحاد والترقي ومن جلالة السلطات  
 بمجالس الخامس على طرائقهم الدستور واعمال وضع  
 الاحرار بخلع عبد الحميد اذا عثر مثالب عبد الحميد  
 وتغير الناس عنه وان ما فعلته جمعية الاتحاد والترقي  
 هو الا ليق والاصل بالامنة العثمانية والدولة العلية  
 والوطن ويحتمل ان انقلاب الدهر من حال الى  
 حال يهتجم على موااة الدهر وفورات العصر كما  
 داب ابناء العصر فضوا اصواتهم باصوات الحق  
 الجديدين المتنورين من اولاد العلم حقيقة لا حكا  
 لا تعلم عواقب تلك الثورة والانقلاب ما يصير  
 اليه امم الدولة والخلافة لكرج طليقة المسلمين في  
 اقطار الارض قاطبة ان يحسوا الظن بالدولة  
 واعضاءها العكوفين بالاخوال والحقائق عليهم  
 اذ يتابع لامر خلافة فان السلطان مطلق في كل

جب ہے یہ سنا کہ قوم نے اسکو تخت اُتار دیا اور اسکی جگہ  
 اسکا قائم مقام بنا دیا اور اُسے سفارتخانہ روس میں  
 پناہ لی ہو تو ہمیں کچھ یوں نہیں ہوا فاضل معام کا خیال کہ عبد  
 کی مدافع جواہل ہند اخبار والوں سے سنا کرتے تھے وہ  
 اجرت اور رشوت کے طریق پر قس کے جواب میں ہم بھی  
 کہہ سکتے ہیں کہ یہ احتمال اب بھی قائم ہی بلکہ اسوقت قرینہ  
 زیادہ قوی ہو کہ اخبار والوں انجمن اتحاد و ترقی اور طالب  
 سلطان محمد فاس سے رشوت لیکر دسٹاٹھا لیا ہے۔  
 کہ وہ پارلیمنٹ اور اسکی اغوال کی اور آذربائیجان کی تباہ  
 مچ گیا کہ شے کہ آئے عبد الحمید کا خزانہ کیا کام کیا اور عبد الحمید  
 عیوب مشہور کر گئے اور لوگوں کو اس سے متنفر کر گئے اور کہ جو کچھ  
 انجمن اتحاد و ترقی نے کیا ہی وہی قوم کی حالت زیادہ بگڑا  
 اور دولت و وطن کو بھی مفید ہی یہ بھی احتمال ہو کہ زمانہ کے  
 ایک طے سے دوسرے حال کی طرف بدلتے آگئے زمانہ کی موافقت  
 پر آمادہ کیا ہو جیسا کہ انشاء اللہ کان فائدہ ہو اسکے وہ لوگ  
 نئی روشنی خیال پائی کہ ہم آداز ہو گئے ہوں اللہ اعلم  
 ہم نہیں جانتے کہ اس شورش و ارتقا کا کیا انجام ہو گا اور  
 دولت و خلافت کا رجوع کس طرف ہو گا لیکن تمام روس میں  
 پر مسلمانوں کا کام یہ ہو کہ سلطنت اور اسکی ارکین چھو  
 حقیقت حال کو بخوبی جاننے والے ہیں حسن ظن رکھیں  
 اور انیر خلافت کا اتباع ضروری ہو کہ وہ نہ سلطان کی

حالی کان فان الخلافة لا تتوقف على يد عمر  
 و بکر بل الخلافة قائمة بسلطان عادل مدبر عارف  
 بالحوال لعمارة قیقا بهم و عطا علیهم فلا ینصب  
 عبد الحمید استوی علی عرشہ بدلا لہ قد تولی الخلافة  
 باصلاح الدین و قامت بعمل اعیان السلطنة ففسد  
 ان یکون عاقبة امرها خلیلا لله ناصر لعمارة دعو  
 المولی و نعم النصیر۔

السید علی زینبی

### موازنة الخواطر

الموازنة مبارک سیر یہ غور الفضل و عیار  
 تطہر بہ زینة العقل فتری بها شاعر اصناف  
 الکلام حسن الیاء جبر الضع متصرف کافی و شاعر  
 کثیر المذاہف و علی شعره رونق و فرند و ما  
 و آخر جاکر یا علی و تیرہ لایحہ عنہا قلبی اللفظ  
 متصنع المعنی عسیر المقصد قاصر علی فصاح  
 یحیط فی توحی المعنی خط عشوہ فی اللیلۃ الطخیاء  
 هذا الشان شعر العرب الذین هم امراء القول  
 و فیهم و شجعت اعراقہ و عطفت اغصانہ فما ظنک  
 بشعراء العربیة من الجمجم الذین هم متطلقون علی  
 ما تکرر الشعر متصلون لغة العربیة عشون فہا  
 یجھون فی ابانة القول، جل فصلہا یا تویا شاعر

ہر حالت میں پیروی چاہیے جو کوئی بھی ہو کیونکہ خلافت  
 دیر عمر و بکر پر موقوف نہیں ہے بلکہ خلافت کا قیام ایسے  
 سلطان کی ذات سے ہے جو عادل مدبر عارف و واقف  
 علیہ پر عمل فرمان ہو اگر علیہ حمید مل گیا تو دوسرا سلطان  
 اس کا بدل تخت پر بیٹھ گیا اور خود قوم سلطنت کی اصلاح کی  
 متولی ہوئی ہے اور تمام بوجہ اپنے سر لیے ہیں امید ہے کہ انجام  
 اچھا ہو گا اور اشد پاک اپنے بند و نکامدگار ہے۔

سید علی زینبی

باہمی موازنہ ایک آلہ ہے جس سے لیاقت کی گہرائی دریافت  
 کی جاتی ہے اور پاشنگ ہے جس سے عقل کا وزن معلوم ہوتا ہے  
 موازنہ سے نظر آتا ہے کہ ایک شاعر شاعری کا درگرہ جس کی صفت  
 و کاریگری عمدہ ہے مختلف مضامین پر قادر ہے اور شاعری  
 میں مختلف راہیں نکالتا ہے اور اس کی شاعری میں کتب تلخیصی ہے  
 دوسرا ایک خاص طریقہ پر چلتا ہے جس سے نہیں ہوتا اس کی شاعری  
 مست، مضمون آور، مطلب میں عقیدہ آقا مضمون کی  
 تلاش میں طرح بیرہ چلتا ہے طرح اندہ معیری راہ میں ان کی  
 جب یہ ان خورے عرب کا حال ہے جو شاہان شاعری تھے جس میں  
 شاعری کی بڑگی اور اس کی شافین حکیم تھے کہ ان عربی  
 شعر کی نسبت تھا را کیا خیال ہے جو شاعری کو بہتر زبان پر  
 طفیلی اور عربی زبان کے غلط منسابہ مدعی ہیں و یوں بیان میں

اءكرو الوحنى لشكر الذى لا يعرفه اكثر الناس  
 يستعظمون وديارهم يستنقون الجبل يستمنون  
 من هؤلاء الشعراء لا يحام عبد الرحمن الجاسى لكن  
 حان قصبا سبق في شعرهم من بعد صيته في العجم  
 ومن ديه انه في الشعر الفارسي ان ياتي فيه بشرط  
 عربي يستلحه ابتداء العربية فقال في ابيات تغزله  
 فارسي نشر الصيا وصاح الديك  
 فاستعذ به شعراء العربية من عجم فخذوا من  
 قولهم واكثره اجازة هذا الشطر المبيت فاشترنا  
 ان تقطعت ايبا قم هذه ليتر فضل شاعر على صابة  
 وان كانت كلها عند علماء العربية المعربين في الاجاب  
 عا طلة غفلا ليس عليها طلاوة ولا فيها حلاوة  
 قال ابو محمد العاصي صاحب تصانيف الكلبية والرسائل  
 المستكرة الشهيرة وكفى له فخرا ان يكون له ولد مثل محمد  
 ادبكي ساري لماقت به كركوشى غير نزل ورسيل الفاظ لا تزل  
 بنكوا اكثر لو كنتم من جانتى تاكر لو كنتم من جانتى  
 انتمين شعر عجم بين علماء بلخ حان عاصي ديج غارنى  
 نهايت بالمال بين او عجم بين او نكا بشارت ساري ادبكي ما دى  
 كذا راسي شعر من كوفي عربي مصرعه لآل قمين تاكر  
 عربي وان اسى چاشنى لين ايك غزل من بلخا جامي كسمن  
 صباكي خوشبرهيلي اور مرغى نه آوازى  
 عجم كى عربي شعر نه اس مصرعه كو بهت پند كيا كو چاشنى كيا كيا  
 ورازى او اس عجم صبر صبر كيا كيا كيا كيا كيا كيا كيا  
 منتخب كردين تاكر هر ايك شاعر كى لياقت معلوم بلوچه يك كى  
 كل علماء عربيت كى نزديك جواب بين مهارت تاكر كى  
 ساده غير آراسته بين جن بين نه آيت تايب بهت خوشبرهيلي  
 مولانا ابو محمد عاصي صاحب تصانيف كثيره اور رسائل متبذره وقراتى بين  
 اور انك ليه نه خوركيا كم به كى محمد صبيبه انك بيه بونى

فاحمد ربح الصبا وصاح الديك	فانتهى واقف عنك ما ينفعك	واخلع الثعل في الهوى ولها
دادن منا فانا تدنيك	واستلمها سلافة سلمت	من اذى من بغى لها تشريك
فاور مدحها الفصيح وقل	كل مدح بغير تلك ريك	وتعشق وكن اذا فطنا
كل شئ عشيقه بفنيك	واقف عنك الوجودا فنجد	نفحة من قبولنا تنيفك
وان تسرؤينا تسروا	مت فالسير دونها نعيمك	فاذا هالك المحمدم وهم
في حانا فانتا خيمك	وتخلق بما خلقت له	فهو من مورد الوى خيمك
جد بنفس تجذ نفيس هدى	كف كفا من غيرنا نكفك	خل خل منالك بي بمنى



عمرک اللہ قل لنا کما	یا حام لاداک ما یبلیک	تروی غاب عنک اهل منی
بعد ما قد توطنوا وادیک	ان یی بان ربهم رشاً	طوفان تمّت اسمی صیک
ذا قسول م کا به عنص	مال لما بدابہ التحریک	لست انساہ اذا قی سحرأ
وحده وحده بغیر شریک	طوق الیاب خائفاً وجلا	قلت من قال کل من یرضیک
قلت صرح فقال فقیل من	سيف الحاکظه تحکم فیک	بات یسقی وبت اشربها
قهوة تترك المنقل ملک	ثم جاذبتہ الرداء وقد	نجا من الخطر طوفه القتیك
قال لی ما تريد قلت له	یا منی القلبی قبله من فیک	قال خذها فخذت فطرفت بها
قلت نردنی فقلت لا وایک	ثم سدّته العین الی	ان ذکا الصبر قال لی یکنفیک

قلت مهلاً فقال قم فقله فاحر ریح الصبا وصاح اللیلک

واقتمتی اثره الشیخ علی بن ابی طالب الاھل فی التخیل  
 بالخرین ولد الشیخ یا صفھان سنۃ و اخذ من  
 والده و غیرہ من الجھاد بدۃ حتی اذ عن کل منا  
 واشتد کاهله ووصفت من العلم مناهله وبنی فضا  
 الشعر یا الفارسیۃ ثم رغب فی السبلۃ فجاہل من  
 سنوات و تنقلت بہ البلاد و اجتمع فی انشاء ذلك  
 بکثیر من اهل الفضل ثم اتی حصاه فی بلاد الهند  
 وقصده الشعر من کل فجرح فی ربه فنبهتک  
 لایات علی متوالک نفرس

انکے بعد شیخ علی بن ابی طالب شہور بحرین انکا اتباع کیا  
 شیخ صفھان بن ستمین پیدا ہوا اور اپنے والد سے اور  
 دوسروں فضلا سے علم حاصل کیا یہاں تک کہ ہر ایک شاعر اور  
 خواہر دار ہو گیا اور انکا دوش مضبوط ہو گیا اور علم کا ستر  
 اوکنے لے صاف ہو گیا اور فارسی شاعری میں کمال حاصل کیا  
 پھر سیاحت کا شوق ہوا اور چند سال حسیا کی اور شہر فہرین پھر  
 اور اس سیاحت میں بہت اہل کمال سے ملاقات کی پھر ہندوستان  
 میں اقامت کی اور شعر ادا کئے پاس لے یہاں تک کہ  
 وفات پائی اور فارسی طرز پر شعر لکھے۔

یکبدیع الجمال منذ اھولیک	أبلی المبتلی تحیر فیک	بلغ الذمع واصلاً لربک
--------------------------	-----------------------	-----------------------

لہ قلا خطاً الشیخ جت قال اھولیک اراد اودک من باب ضرب فہو انما اھو صغیر المودۃ من باب سمیع  
 وھو الذی جلا من باب فہو معناه سقط کقولہ تعالیٰ والعجم اذ اھوی فی ظن لا یلک مسکھا آخر



یوم سوء مجرت عن ادیک	لیمکت الملائک ما ریدیا	بعد ما قد قدرت رقی علیک
قد حکاه الرشاة منی	فاتانی وقال ما ینیک	قلت ما البعا دیا سکنی
قال وصلی رجوت ان یتفیک	ودنی ..... وروئی	لی حدیثا بلحظه لغتیک
قال ما یتبغی؛ فقلت له	یا مسیح ابد امة من فیک	فقتانی وقال لست تری
میتة بعد ما لعمرا یدیک	شتر قلب الحزین من رشاء	فبقی فارغا عن التفکیک
واقیع سبیلہ ونظم علی هذا الاسلوب البیضی	اور انکی تقلید میر غلام علی آزاد نے کمر مورخ	
علی البحر می المورخ لادیب، صاحب سبیلہ	ادیب مصنف سبیلہ المرجان ویرید بیضا کھے	
والید البیضاء کان البحر امی نسیم وجل فی التاریخ	فرد کھے تاریخ میں فرد کھے کوئی اذکا مقابلہ تھا	
منقطع الاقران فی معرفتنا خیال الا والی ترجم	اس فن میں بہت سی کتابیں نصیف کین	
الناس و طبقاتہم و تفسیرہا سما ثم صنف فیہا	جو تاریخ بہترین کتابیں ہیں لیکن اذکی	
کتبا ہی من خیرة کتب التاریخ واحسنها یدلک	شاعری میں عجبت کی بوہے اگرچہ اون کے	
فی شعرہ و اشد من الجمہ و کان یحجم لا لفظا عند	الفاظ روان، عبارت شیریں، تشبیہ عمدہ آہلاد	
العبارة جند التشیب لا تجارة قال حمد اللہ	بہتر ہے ان بگرا می کہتے ہیں۔	
ہی سلمی جا لہا بکفیک	فی العیون المراض یتفیک	شکر اللہ سعی فافصة
ہی عن ہم لحظہا یتفیک	صاح حتام تشک عطفیا	شتم من النجر ہا رقا یریک
صانک اللہ روح الی اضم	ثم ترع غزالہ تسبیلک	ان ضللت للعقیق مضطربا
فنا من عقیقہا یدیک	مدحت فی الغور ساجدة	وہی فیما ظلت تعینک
واری انت لا ترق لہا	لم هذا الا انی ما ینیک	لا تخافن لا ثما سحبا
حب سلمی مہند یحییک	انیت الفراش فی قلو	کیف یصوب الی اللغی نامیک
مت غراما ولا تکن وجلا	آرج من نسیم یحییک	یا ندیمی اقص واقعة
عرضت ل لعلہا تسلیک	اقلت انجمیة سحر	قلت ہا لغاریس آتزدیک

فاشارت ائی مقلتها	فی حضور الرجال لا یتک	قلت مهلا سلت راضية
حان ان یدهبوا بلا تعریک	ذهبوا کلهم فقلت لها	یا فتاة اجلسی وراى لبیک
رغبة فی الجلوس ائنة	قلت دومی، مہجعتی نذیک	انت شرفت منزلی کوکا
یخدم العبد خدمۃ ترضیک		
وجاء بعد العلامة شمس العلماء <sup>الحج</sup> محمد سعید	انکے بعد علامہ شمس العلماء، محمد سعید	جعفری
اعظم ابا دی و صاحب تصانیف شافعیہ و اشعار و تفسیر	اعظم ابا دی و آئی کے جو عمدہ کتابوں کے مصنف اور عمدہ	
ولد العلامة سنة احدى ثلاثين اثنى عشر مائة	کننے والے تھے علامہ ۱۲۳۱ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۳۵	
وتوفي في حدود سنة ۱۲۵۰ للهجرة، تلمذ علی المولانا مفتی	کے حدود دہین و فاسات پائی مفتی	
ظہور اللہ و اخذ علوم الحدیث سنة ۱۲۶۳ من السيد	ظہور اللہ صاحب کے شاگرد تھے اور ۱۲۶۳ میں	
الاعظم المذنب والسید محمد السنو المفسر الشریعہ	سید محمد عطوسی، فی اور سید محمد سندھی مغربی	
الدیالمی و شرح لامیة الہند للقاضی عبد القدر	شیخ عبد الغنی و مباحی علم حدیث حاصل کیا تھا فی بلدہ	
الکندی الدہلی قال قتله مجتہدا لهذا الیست	دہلی کے لامیۃ الشریعہ شرح، علامہ مدوح کہتے ہیں	
قل لنا ما لطرفک الفییک	کل لحظہ بقینا یفتیک	ان قل الحب عد وانا
لضلال فریبنا یهدیک	یا منی انقلب لاجنایۃ لی	غیر ان الفوا و یطمع فیک
امضک الله فالک من طرب	لا تبانی بہم مشتاکیک	فی الہوئی طال ما بکیت واما
انت ما قلت قط ما یمیک	قطع الہجر والنوی کیدی	صل حبا بروحہ یفدیک
صا دنی شاد دنی قلبی	ہبہ ساکن بغیر شریک	نقطۃ الخال فوق مبسمہ
کسواد یزین عین الدیک	ارنی بائنة کفامتہ	ان تکن باحمام فی داویدک
یا لہقد کانہ غصن	من نسیم الصبالہ تمزیک	جاء بعد البعاد معتذرا
قال یا مستہام ما یرضیک	قلت لقیاک فورنا ظیونی	وعتاق و قباۃ فی فیک
قال قمر واعتنق خودی من	کان دقلنا قصار ملیک	فمت، عانت عاقبہ

قال ذرني فقلت لا وابيك	قال لي يا مقل لا تكثر	او ما كان واحدا يكفيك
سقم جنينك قلت ارفق	قال صبرك مراغف تشفيك	أتبني قهوة متعشعة
نقضت عهد زاهر نسبك	قال فاشرب فانها ماء	كنت اذ مقامسي هيبك
يبرك مع بلاريب	جوهر مانع بلا تشيك	قال ان لاله غفار
وادا لكوسها مايك	اخذ الكاس من يد بيضا	وسقاني وقال لي تهنيك
بات يسقى ويحسني حتى	طلع الفجر ثم صاح اليك	اذكر الله يا سعيد ودع
	ذكر سعدي وخذ بما يعينك	

یہ آخری شعر تھے اور مشک مہر ہے،

وہذا آخر الابیات ومسك الختام

### اخبار ونکا انتخاب

بغداد

اخبار طان راوی ہے کہ تین انجیر ایک فرانز کا  
دوسرا جرمن کا تیسرا اسٹریا کا اسکندر ورتہ سے  
ریلوے لائن کی تجویز کو جاری کرنے کے لئے چلے ہیں  
جو حلب کو اسکندر ورتہ سے ملاو گی۔

یہ تجویز اُس صلی تجویز کے علاوہ ہے جو بندہ اُن کی اُس ریٹرو لائن کے  
منطق پر جس سے اٹلنے کا بکٹش اور طلبا بش سے اسکان مقصود  
ہو اور اسی لائن سے ایک بریج لائن نکالی جائیگی جو  
اٹلنے کو حلب سے ملاو گی اور یہی لائن غفر میں اٹلنے سے شروع  
ہو کر ایاس کے کنارے پہنچتی ہوئی اسکندر ورتہ پہنچے گی جہاں تک  
پہنچے گا اُن کی کو کاشی ہوئی ہوئے اٹلنے کے کنارے پہنچتی  
ہوئی حلب کو جائیگی یا موجودہ راستہ پر جائیگی۔

### مقتطفات الجرائد

داد السلام

جاء في جريدة الطان ان ثلاثة محمد سين  
احمد فرنسي والثاني الماني والثالث نمسوي  
سافروا من اسكندرونه لمدس مشرق مسكة  
حدید تربط حلب باسكندرونه

وهذه المشرق بشار المشرق الاصلی مسكة حدید  
بغداد والذی كان یزاد به ربط اٹلنے بکٹش و طلبا بش  
و یفرع من الاخرة خطیر ربطها بحلب هذا الخط  
الجدید سیبتدئ من اٹلنے و یمتد بازا المشرق  
من ایاس الی (اسکندر ورتہ) عنتر قافضات  
موقع (میلان) و متوجها نحو حلب محتملا علی  
جانبی بحیرة انطاکیة او متبعا للطریق الموحدة لانی

الذی تسیر فیہ البغال و هذا المشرع ینطبق مع غایت  
اھالی حلب و اسکندرونہ فان الاولی تعتبر السوق  
الطبیعی لتجارة الثانیة و کثیر من المدن الماخلیہ  
الآخرے۔

### الحکومة العرفیة

ان الحکومة العرفیة فی الاستانة العلیة تھم کثیرا فی  
مصادرة الارباعا عین محاکمة من تشبھہ فیہم  
لا فی الاستانة العلیة فقط بل فی سائر الولايات العثمانیة  
فھی تأخذ علی التھمة او لا و کنتھا لا تبرم حکما قبل  
التحقیس الدقیق و قد ثبت لعطوفة البطل الفلانی  
محمود شوکت باشا حفظہ اللہ ان کثیرین من القاضین  
علیہم بدعوی الاربعاء ہم ارباء ہما نسب الیہم فارسل  
عطوفۃ امراسامیالی عموم الولايات و المتصرفیات  
المستقلة قاضیا لوجوب التثبت من اموال الذین یزعمون  
بالاربعاء حتی لا یؤخذ البری بجریمۃ الایثم۔

(العملان)

### جلالة امیر کابل

قد افاق جلالۃ لہ میر عن جمہ الذی ابتلی فیہ فضل  
عن الطریق الدکتور میلواللہ علیہ السلام من حکومت  
للاستعلاج۔

والذین اخذوا فی مکیدۃ کابل مع الدکتور عبد اللہ بن عبد اللہ  
فقد محالۃ الامیر باعلام ثلثۃ اشخاص منهم۔

جسرا سوخت خچر چلتے ہیں اور یہ تجویز طلب واسکندرونہ  
کے باشندہ دن کے دلی منشا کے مطابق ہی کیونکہ  
حلب اسکندرونہ کی تجارت کے لئے اور دوسرے  
اندر و فی شہر و نکلے ایک اصل منڈی ہو۔

### مارشل لا

آستانہ علیا میں مارشل لا باغی اور شبہ لوگوں کی  
نسبت حکم احکام جاری کرنے میں سخت اہتمام کرنا  
اور یہ بات نہ صرف آستانہ میں ہو بلکہ تمام لایا عثمانیہ میں  
اول نمٹ کی بنیاد پر منو کو پڑتی ہو مگر تحقیق و تدقیق سے  
پہلے کوئی قطعی حکم نہیں لگانی جناب محمود شوکت باشا خان کی  
نسبت معلوم ہو کر بہت لوگ جو بدعوی بناوت گرفتار ہوئے  
و جرم سے پاک سے حواہ پر لگایا گیا تھا اسلئے باشا جنہ  
نے تمام ولایات صوبہ نین فرمان سامی جاری فرمایا جو میں حکم کیا  
کیا ہو کہ جو لوگ بناوت کی نسبت میں گرفتار کیے جائیں ان میں کمال  
تحرک کام لیا جائے ایسا ہو کہ بے گناہوں کو ہٹا کر کے میں آجائے۔  
(العملان)

### ہر میجسٹری امیر کابل

امیر صاحب جس رد میں قبلا تھے اس سے اب فاقم ہو  
ڈاکٹر میلول جو گورنمنٹ ہند سے علاج کے لئے طلب  
کئے گئے تھے وہ راستہ سے لوٹ آئے۔

جو لوگ کابل کی سازش میں ہندوستان میں ڈاکٹر بلین کی کشتیاں  
گئے تھے امیر صاحب نے ان میں سے تین شخصوں کو لے کر ان کی حکم فرمایا۔

## نوابیاد عصر گھڑی

مسلمانوں کی عنان توجہ جس زمانہ سے علوم و فنون کی طرف منتقل ہوئی اُس وقت سے ہزار ہا اشخاص نے خاص خاص فنون میں حیرت انگیز ترقیاں کیں جو آج یورپ میں بھی تعجب کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں مگر مسلمانوں کی نسبت گوگون کا ایک عام خیال یہ جم گیا ہے کہ مسلمانوں نے زیادہ تر اپنی کوششیں صفا اذہن اور ترقیات عقلی پر خرچ کیں ایسے علوم فنون کا اُنکے زمانہ میں زیادہ رواج ہوا جن میں ہر ایک بات بزموشگافیاں ہوتی تھیں آسان سے آسان بات کو مشکل بنا لیا جاتا تھا ہر ایک معمولی بات میں منطق و فلسفہ سے کام لیا جاتا تھا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی قوت بحث مناظرہ اور احتمالات عقلی پیدا کرنے میں خراج ہو گئی اور کبھی انکو مفید ایجادات کی طرف توجہ نہیں ہوئی مگر حقیقت میں یہ خیال محض غلط اور بے بنیاد ہے اگرچہ مسلمان ایجادات میں اُس مرتبہ تک تو نہیں پہنچے جسکو آج اقوام یورپ نے حاصل کیا ہے مگر زمین شک نہیں کہ اسلامی پسلاک میں ہر ایک افراد ایسے گزرے ہیں جنہوں نے اپنے مختلف ایجادوں سے بہت سے کام لیے یوں تو مسلمانوں کو ہر ایک علم و فن سے طبعی اور ذاتی شغف تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا جبکہ اُنکے پیشوا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرودہ احکمہ ضائع المؤمن انکو ہر وقت پیش نظر رہتا تھا اور ایک ایک فن میں صد ہا اہل کمال ایسے گزر گئے جنکی تصانیف کے سمجھنے اور پڑھنے والے آج میسر نہیں آتے مگر خصوصاً وہ فن مسلمانوں کی علمی دنیا کے زیادہ مایہ ناز و فخر سمجھے جاتے تھے تاریخ اور ریاضی۔ علم تاریخ کو کوئی ایسا فن نہیں تھا جسکی ترقی ایجاد آلات کے ذریعہ ہو سکتی ہو بلکہ اُممیں تو یہی ترقی سمجھی جاتی کہ قدیم زمانہ کے حالات کا تحقیق کے ساتھ پتہ لگایا جائے واقعات کی صحت و غلطی کو عقل و نقل رسم و رواج عادات اقوام شہرت و تواریکی کو سوئی پرکس کر صحیح کو غلط سے جدا کر دیا جائے مگر مسلمانوں نے اس فن کو جس حد تک پہنچایا ہے اسکی شہادت کے لیے مومنین اسلام کے وہ بڑے بڑے دفتر جو ہر وقت تمام دنیا کے کتب خانوں میں موجود ہیں ایک کافی اور کافی گواہ ہیں رہا وہ سفر یعنی ریاضی سو اُس کا حال اس زمانہ میں پورے طور سے منکشف ہونا ایک دشواریات ہے کیونکہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی ریاضی گویا ایک حد تک معدوم ہو چکی ہے نہ صرف اس لیے کہ مسلمانوں میں قدیم ریاضی کے جاننے والے نہیں رہے بلکہ اس لیے بھی کہ مسلمانوں کی تصنیف کا سراپہ قوم کی غفلت اور بد مذاتی سے بہت کچھ تلف ہو گیا ہے علوم و فنون کی فرستوں سے جن کتابوں کا پتہ چلتا ہے آج اُنکے نام کسی کی دہائی نہیں سننے ملتے کچھ تو

جدید علوم و فنون ریاضیہ نے انکو یکساں بنا دیا ہے اور زیادہ مسلمانوں کے افلاس اور پست جمیتی نے انکے محفوظ رکھنے کی  
 نوبت نہیں آنے دی مگر تاریخ اسکی گواہ ہے کہ مسلمانوں نے ریاضی میں کس حد تک ترقی کی تھی اگرچہ ریاضی کے مواد دوسرے  
 فنون سائنس وغیرہ کی طرف بھی مسلمان متوجہ ہوئے اور بہت سے نئے معلومات انکو ہم پھونچے چنانچہ اُس زمانہ میں جبکہ  
 وہ اہمیت میں حکومت کر رہے تھے بہت سی عجیب عجیب کلین اور مفید آلات انھوں نے بنا کر لگائے تھے جن سے  
 مختلف قسم کے کام لے جاتے تھے تو تاریخ میں اندلس کے حالات میں اُسکا مفصل ذکر موجود ہے۔ عدم خلا کے  
 مسئلہ پر مبنی رکھ کے کسی نے دو برتن بنائے تھے ایک کا نام قبح عدل تھا دوسرے کا نام قبح جور مگر اسکے موجد کا نام  
 معلوم نہیں ہو سکا قبح عدل کی یہ خاصیت تھی کہ اُس میں ایک معین حد تک نشان لگایا گیا تھا اگر اُس نشان تک اُس میں  
 پانی بھرا جاتا تو برتن میں ٹھہر سکتا تھا اور اگر نشان سے کچھ اوپر تک پانی بھرا جاتا تو کل پانی برتن سے نکل جاتا تھا  
 قبح جور کی یہ خاصیت تھی کہ یا بل تھوڑا پانی اُس میں ٹھہر سکتا تھا یا پورا برتن بھرا ہو اگر اسکے درمیان کسی حد تک  
 برتن کو بھرا جائے تو کل پانی برتن سے نکل جاتا تھا اس آئد کو اگر اس شیشے دکھا جائے گا اسکی بناء عدم خلا پر ہے تو وہ  
 علم طبیعی کا مسئلہ ٹھہرنا ہے اور اگر برتن کی مقدار معین کی طرف نظر کھجائے تو وہ علم ہندسہ کے فروغ سے ہو جاتا ہے  
 سائنس کا ایک مسئلہ ہے کہ اجسام جیسے صورتوں کے اعتبار سے مختلف ہیں اسطرح نقل کے اعتبار سے بھی مختلف ہیں خود  
 ایک ہی جسم مختلف مقامات میں مختلف وزن رکھتا ہے بعض تپہ پر یا معدنی چیزیں بعض کی نسبت زیادہ ثقیل اور ٹھوس  
 ہوتی ہیں اس لیے وہ گارہے قوام کو بھاد کر کر کے طرف جانے میں نسبت دوسرے جسم کے زیادہ سوجھ ہوتی ہیں اوس  
 نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ دو جسم اگر ہوا میں برابر نقل رکھتے ہوں تو یہ ضرور سمجھیں کہ پانی میں بھی یہ نسبت اُنکے درمیان محفوظ رہے  
 مثلاً کانٹے کے ایک پلہ میں ایک پتھر رکھ دیا جائے اور دوسرے میں سونا یا چاندی اور ہوا میں انکو برابر وزن کے ساتھ  
 نقل لیا جائے اور پھر کانٹے کو اُسی شان کے ساتھ پانی کے کسی خوض میں داخل کر دیا جائے تو سونے یا چاندی والا پلہ  
 جھٹک جائیگا کیونکہ سونے یا چاندی کا جوہر بہ نسبت دوسرے پتھر کے زیادہ ٹھوس اور بھاری ہے اگرچہ ہوا میں دوسرے  
 پتھر کے برابر وزن ہو گیا تھا مگر پانی میں یہ مساوات جاتی رہیگی اور چونکہ سونا یا چاندی پانی کو بہ نسبت دوسرے پتھر کے  
 زیادہ بھاد کر رکھ سکتا ہے اس لیے ضرور ہے کہ سونے یا چاندی والا پلہ پانی میں جھٹک جائے اور دوسرا بلند رہے

یہ ایک مسئلہ اصول تھا جو مجھ سے ثابت ہوا تھا مگر معلوم یہ کرنا تھا کہ تمام معدنی اشیاء آپس میں اس نقل کے لحاظ سے کیا نسبت  
تفاوت رکھتی ہیں اور اسکی ترکیب یہ تھی کہ ہر ایک جوہر کو پانی کے بھرے برتن میں ڈالا جائے اور پھر اُس پانی کا اندازہ کیا جائے  
جو ہر کے ڈالنے کے بعد برتن میں بچ گیا ہے پھر کسی دوسرے جوہر کو ڈال کر اسی طرح پانی کا اندازہ کیا جائے اور دونوں پانیوں کا  
ماہ الفرق معلوم کیا جائے جس سے دونوں جوہروں کے نقل کی نسبت دریافت ہو سکے گی۔ البتہ محال ہی ہونی نے یہی نسبت  
دریافت کرنے کے لیے ایک آہ بنایا تھا اسکی گردن پر ایک میٹر یا پیرا لہ لگا ہوا تھا جیسے صراحی کے منہ پر ہوتا ہے پرانے کے  
نیچے برتن کے سرے پر ایک پلہ لگا گیا تھا جو کانٹے کا کام دیتا تھا جسوقت اُس آہ میں پانی بہر کر کوئی جوہر اس میں ڈالا جاتا تھا  
تو جوہر کے ڈالنے سے اُس قدر پانی پیرا لہ کی راہ سے نکل جاتا تھا اور وہ پلہ اسکا وزن بتا دیتا تھا لیون ہر ایک  
جوہر کی نسبت خف و ثقل باسانی معلوم ہو سکتی تھی۔ مگر ان فنون کے علاوہ مسلمانوں نے ریاضی میں بکثرت آلات  
بنائے اور ان سے بہت ہی مفید کام لیے اسوقت اُن ایجادات کا ذکر کرتا جو ریاضی سے تعلق رکھتے ہیں ایک تطویل لفظ ہوگی  
اور میں بھی اسکی تلاش میں ایک بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑے گا اسوقت جو کچھ میں ذکر کرنا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے  
ریاضی سے صرف دنیا کے کام نہیں لیے بلکہ ہر مذہبی اور دینی مسائل کو ریاضی کے ذریعہ سے حل کر کے قابل اطمینان  
اور آسان طریقہ بتا دیے مثلاً شریعت میں بتاتی ہے کہ روزہ رکھنے والے کو طلوع صبح سے کچھ نہ کھانا چاہیے اب طلوع  
صبح اگرچہ ایسی چیز نہیں کہ خواہ غواہ اسکا انکشاف ریاضی کے باریک مسئلوں پر مبنی ہو مگر ایک شخص جاہل اور عالم میدان یا بلند  
سکان سے میں طلوع صبح کو طلوع ہوتے دیکھ سکتا ہے مگر علماء اسلام نے علم صبح و شفق کی جدول بنا کر ہر شخص کے لیے اتنی  
آسانی کر دی کہ اندر کو ٹھہری میں بیٹھ کر ابر کے دن ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ اب سوئی کھانے کا وقت نہیں بہا سیدھے شریعت نے  
ہم کو نماز کے وقت قبلہ رخ کھڑے ہونے کا حکم فرمایا ہے اور صرف بہت قبلہ کے سامنے ہونا کافی سمجھا گیا ہے اگرچہ یا نکل  
قبلہ کا رخ نہو مگر علماء اسلام نے اسکے بھی ایسے صحیح قواعد مرتب فرما دیے جس سے ہر شخص اپنا رخ قبلہ کی طرف معلوم  
کر سکتا ہے مسجد میں صبح رخ پر بنائی جاسکتی ہیں قواعد یہی ہیں جو آجکل انجینیری اور جہاز رانی میں کام آ رہے ہیں  
مگر مسلمانوں کی حب مذہبی نے یہ اجازت نہ دی کہ انکو مذہبی تحقیقات کے صحیح اور آسان ذرائع ہم چھوچھین اور  
انکو دین کے کام میں نہ لائیں اس میں شک نہیں کہ گھڑی کے موجد نے گھڑی کی شرف و وقت معلوم کرنے کے لیے ایجاد کی

مگر کیا ایک مسلمان گوارہ کر سکتا ہے کہ دفتر اور گھری اور تمام ذبیہ کا دوبارہ کو تو وہ گھری کے ذریعہ انجام دیتا ہے اور نماز کے اوقات میں گھری کا استعمال صرف اس لیے دکرے کہ شرع نے اسکو گھری کے ذریعہ وقت معلوم کرنے کی تکلیف نہیں دی ہاں یہ نیک صحیح ہے بلکہ شرع نے وقت پہچاننے کا جو معیار رکھا ہے اُسکے مقابلہ میں گھری کی کوئی حقیقت نہیں ہے مگر جب ہمارے لیے زمانہ کی حقیقت نے ایک اور زیادہ آسان راستہ کھول دیا ہے اور شرع اُس سے منع بھی نہیں کرتی تو کیا وجہ کہ ہم تمام ذبیہ کا سون میں اُس سہولت کو اختیار کریں اور نہ ہیبتیں اُسی قدیم مشکل طریقہ کو پسند کریں اور اس سہل طریقہ سے کام نہ لیں غایت درجہ یہ کہ دار و مدار شرعی احکام کا اسکو نہ بنائیں۔ منجملہ شرعی احکام کے نماز و عصر کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں بہت کچھ ریاضی سے کام لیا گیا ہے اور وہ حقیقت اسکی ضرورت بھی تھی اس لیے کہ شریعت نے جب ہمارے لیے اوقات نماز متعین فرمائے تو ہمیں بتایا کہ نماز کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہو کر اس وقت تک رہتا ہے جبکہ ہر شیء کا سایہ اصلی سایہ چھو کر ایک مثل یا دخل علی اختلاف الروایین ہو جائے اور نماز کا وقت ختم ہونے کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے سایہ اصلی اُس سایہ کا نام ہے جو ٹھیک دوپہر کے وقت شمال کی جانب ہوتا ہے اور اُس نے اُس سے زیادہ کسی شے کا سایہ گھٹ نہیں سکتا مگر یہ سایہ سال کے ہر دن میں مختلف ہوتا ہے اور روزمرہ اسکی مقلد گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اسی طرح ہر شہر میں اسکی مقدار جدا گانہ ہوتی ہے ایک ہی تاریخ میں مختلف شہروں کا سایہ مختلف مقداروں میں پایا جائے گا مگر معظمہ میں بسبب عرض بلد کی مقدار کم ہونے کا اسکی زیادہ دقت اٹھانی نہیں پڑتی کیونکہ وہاں سایہ اصلی بہت کم مقدار میں ہوتا ہے مگر جو شہر میل کلی کے باہر ہیں وہاں اسکی ضرورت پڑتی ہے کہ ہر تاریخ کا سایہ اصلی معلوم کرنے کا کوئی آسان قاعدہ ہو کہ نماز و عصر کا وقت بسہولت معلوم ہو سکے فقہ کی بعض کتابوں میں جو طریقہ بتایا گیا ہے وہ اُسی دائرہ ہندیہ کے ذریعہ بتایا گیا ہے جو سمت قبلہ معلوم کرنے میں کام آتا ہے اگرچہ اُس طریقہ سے صحیح طور پر سایہ اصلی ہر تاریخ کا معلوم ہو سکتا ہے مگر اس میں جو تکلیف ہے وہ جاننے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے ہر روز دوپہر کے وقت پہلے دائرہ کے قریب بیٹھ کر یہ معلوم کیا جائے کہ آج کی تاریخ میں سایہ اصلی کی کیا مقدار ہے تب اُس روز نماز و عصر کا وقت صحیح طور پر معلوم ہو سکے اس مقصد کے حاصل ہونے کے لیے آج تک کوئی آسان



طریقہ نکلتا تھا مگر جناب مولوی حافظ ابوالعلی صاحب صدیقی رہنمائی کی جچ پشتر نے جو

### عصر گھڑی

ایجاد کی ہے وہ اس کام کے لیے بہت ہی کافی و کافی ہے اور نہایت صحت کے ساتھ ہر تاریخ کا سایہ اصلی خود ہی منہا کر کے ظہر و عصر کا وقت بتاتی ہے اگرچہ اس عصر گھڑی کو ایجاد ہوئے کئی سال گزر گئے مگر بیک کے کان اب تک اس سے نا آشنا ہیں اور اس ایجاد کی اسلامی دنیا میں اب تک وہ قدر نہیں لگی گئی جسکی درحقیقت وہ مستحق تھی ہم نے چونکہ جناب سوجد سے اسکے بنانے کے قواعد کو بخوبی سمجھا ہے اور اس راز کو معلوم کیا ہے کہ کیونکر ہر تاریخ کا سایہ اصلی خود بخود شئی کے پورے سایہ میں سے منہا ہو جاتا ہے اس لیے مناسب سمجھا کہ البیان کے ناظرین کے لیے اسکے قواعد کو شائع کیا جائے شاید کسی دل میں شوق پیدا ہوا اس طرح یہ قابل قدر علمی ایجاد دنیا میں کچھ دنوں باقی رہے اور جلد ہی مسلمانوں کے دوسرے کاموں میں بجا آئے۔

باقی آئندہ

سید علی رضوی امر دہوی

### امام غزالی کا زمانہ کی رفتار مقابلہ

یہ ایک مشہور مثل ہے کہ زمانہ کی رفتار انجن کی رفتار کے مشابہ ہے کوئی شخص اُس کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا قدرت نے فطرتی طور سے زمانہ کو ایسا منتقل بنایا ہے کہ اُس کا ہر ایک دور دنیا میں ایک نیا کھیل اور تماشہ لیکر آتا ہے اور ابنا و زمان کو چار و ناچار اُسکی مرضی کے موافق اُسی راستہ پر چلنا پڑتا ہے جس پر زمانہ اُنکو چلا جا رہا ہے زمانہ کے ہر ایک جدید دور میں ہر ایک سلسلہ اس طرح متغیر ہو جاتا ہے کہ اُس سے پہلا سلسلہ اگر بالکل نیست نابود نہیں ہوتا تو متوک الاستعمال اور معیوب تصور ہی ہو جاتا ہے اور کوئی سلسلہ اسکے اثر سے متاثر ہوئے بغیر باقی نہیں رہتا وضع لباس اخلاق و عادات صنعت و حرفت اس طرح متغیر ہو جاتے ہیں کہ پھر پہلے سلسلہ کا کوئی نام تک ایسا گوارہ نہیں کرتا اور ہر شخص اس امر پر مجبور ہوتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے ماتحت رہ کر اُسکی تمام حکومتوں کو تسلیم کرتا رہے ہر زمانہ میں کسی وقت ایسے امور بھی رونق پاتے ہیں جو درحقیقت قابل حذر و اور اخلاق انسانی پر زہر افروز و تلخ ہیں

تب ہی عوام تو درکنار خواص کو اُنسے کنارہ کشی ایک شوار گزار راستہ پہنچنا ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ وہ اپنی زندگی زمانہ کے اثر سے پاک صاف رکھ کر بالکل علمی طور پر بسر کرے تو وہ چاروں طرف سے ہتھکڑیاں لگا کر زمانہ کا اثر جس طرح صنعت و حرفت اور دوسرے سلسلہ کائنات پر پڑتا ہے اور عوام اُس سے متاثر ہوتے ہیں اس طرح علوم و فنون کی حالت بھی زمانہ کے تغیر سے بچ نہیں سکتی بلکہ حقیقت یہی تغیر تمام تغیرات کا غشا اور انکا سرچشمہ ہوتا ہے علما کی حالت میں ایک عظیم الشان انقلاب اور نمایان تغیر واقع ہو جاتا ہے اور ہر شخص اُسی ایک رنگ میں لگا ہوا دکھائی دیتا ہے یہ ظاہر ہے کہ اگر ایسے وقت میں کوئی شخص جداگانہ طریقہ قائم کرنا چاہے تو اُسے کتنے مصائب کا سامنا کرنا ہوگا مگر بعض بہادر انفاس ایسے بھی پیدا ہو جاتے ہیں کہ وہ نہایت استقلال اور کامل ہمت کے ساتھ زمانہ کے مقابلہ کے لیے سینہ سپر ہو کر لڑنے کو تیار ہوتے ہیں اور اُنکی اولوالعزمی عالی جوصلگی اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ کورانہ تقلید میں مبتلا ہو کر ایک گمشدہ فرقہ کے پیچھے چلیں جبکہ دروز روشن کی طرح دیکھ رہے ہیں کہ زمانہ بناؤں اور جس راستہ پر جا رہا ہے وہی کی طرف لیجاؤ والا نہیں ہے

ترسم نہ رسی بکعبہ اسے اعز ابے      کین رکھ تو میری بہ ترکستان است

ہمارے ہیرو امام غزالی علیہ الرحمۃ اسی فوج کے سپہ سالار ہیں جنہوں نے اپنے زمانہ میں جب یہ دیکھا کہ علما کا علمی مذاق بالکل بگڑ گیا ہے علم و فضل کے پردہ میں جھاپڑتی جاہ طلبی آہستہ آہستہ اپنا قدم جماتی چلی آتی ہے تو انہوں نے نہایت دلیری اور جرأت کے ساتھ اپنے ہم عصر و نکوٹاؤں اور یہ بتایا کہ انسان کو حقیقی ترقی حاصل کرنے کے لیے اور اس درجہ تکمال پر پہنچنے کے لیے جو اسکی آفرینش کا اصلی راز ہے جو وسائل درکار ہیں اس سے آپ لوگ بہت دور ہیں اور جن وسائل کو آپ کام میں لارہے ہیں یہ بالکل اُسکے خلاف کی طرف کھینچ رہے ہیں اور بُرے استقلال کے ساتھ اپنی رائے پر چکر اچیاؤں علوم اور کیمیا سے سعادت جیسی کتابیں تصنیف کیں اب ہم اُس زمانہ کے حالات اور امام غزالی کی رائے کا خلاصہ اس مقام پر درج کرتے ہیں۔ امام غزالی جس زمانہ میں پیدا ہوئے وہ فلسفہ کا زمانہ تھا اور ایک جم غفیر قدیم فلسفہ کی سیل میں جو دھوکہ کی ٹٹی سے کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا اپنی بیش قیمت عمر کو ضائع کر رہا تھا اور وہی لفظی دلائل جن سے کبھی کوئی قابل طبعانان نتیجہ نکلنے کی امید نہیں کی جاسکتی لوگوں کا مستعد علیہ اور علمی سرمایہ شام کیا جاتا تھا۔ فلسفہ عقلی کا قدم اس مضبوطی کے ساتھ جما تھا کہ علماء مذہب بھی اُسکے اثر سے خالی نہ رہتے تھے اگرچہ بادی النظر میں علماء کے دو فرق نظر آتے تھے ایک وہ کہ جنکو معقولات اپنے منطق و فلسفہ میں کامل

انہماک تھا دوسرے وہ محض اپنی خدمات کو انھوں نے اپنے ذمہ لیا تھا اور انکا زیادہ تر اشتغال مذہبی علوم میں تھا مگر فلسفہ کا رنگ ان پر بھی کچھ ایسا گرہا تھا کہ علم فقہ بالکل ایک نیا فلسفہ بن گیا تھا اور فلاسفہ کا طریق استدلال فقہاء نے بھی سیکھ لیا تھا اس لیے علوم مذہبیہ بھی عقلی علوم کے دوش بدوش ہو کر چلنے لگے تھے اور یہی سبب تھا کہ عراق میں اسی علم فقہ کے باعث خفیہ اور شافعیہ میں سخت سخت ہنگامے اور فتنے برپا ہوتے تھے ورنہ اگر اختلافی مسائل کو محض رائے کے حوالے کر دیا جائے تو نزاع کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی خصوصاً ایسی صورت میں کہ جب ایک فریق دوسرے فریق کی تفصیل نہ کرتا ہو بلکہ مصیب بتاتا ہو البتہ مالکی فرقہ اس جنگ جہل کچھ محفوظ رہا تھا اسکا سبب تھا کہ یہ لوگ زیادہ تر بلاد عرب اور اندلس میں تھے اور وہاں دوسرے فرقے کے لوگ بہت کم پائے جاتے تھے اس کے علاوہ بغداد میں علم کلام نے اشاعہ اور معتزلہ کے درمیان ایک سخت ہنگامہ برپا کر رکھا تھا اور یہ مذہبی لڑائیاں مختلف رنگ اور متفرق شانیں بدلتی رہتی تھیں کبھی تو اشاعہ اور معتزلہ کا آپس میں مقابلہ ہوتا تھا اور کبھی خود معتزلہ آپس میں بٹھرتے تھے کبھی فلسفیوں کے مقابل تمام متکلمین متفقہ قوت کے ساتھ مل پڑتے تھے کبھی اشاعہ اور حنابلہ کے بعض اختلافی مسائل میں ٹھن جاتی تھی غرض کہ اسلامی علوم علماء اسلام کی ایک خاصی رزمگاہ بن چکے تھے اور یہ سب کچھ جناب فلسفہ صاحب کے قدمِ مہمنت لزوم کی برکت تھی ورنہ اس سے پہلے غیر القرون میں کبھی اس قسم کے ہنگامے برپا نہیں ہوئے صحابہ اور تابعین آپس میں بعض بعض مسائل میں اختلاف رکھتے تھے مگر اسی شائستگی اور تہذیب کے ساتھ جو اسلامی تعلیم کا لازمی نتیجہ ہونا چاہیے جسے خلفائے عباسیہ کے زمانہ میں فلسفہ یونان کا عربی میں ترجمہ ہونا شروع ہوا اور فلسفہ یونان عربی لباس پہن کر علوم اسلامیہ کو تیرنگا مچھن سے دیکھنے لگا جس ائمہ مذہب نے یہ نتیجہ نکالا کہ ایک قبہ اسلام اور فلسفہ میں بھاری کشت و خون ہونے والا ہے اسوقت علماء اسلام میں دو فرقہ ہو گئے ایک محدثین و فقہاء کا گروہ جنھوں نے فلسفہ اور علم کلام کے پڑھنے کی قطعی ممانعت کی مگر فلسفہ کا طوفان انگریز سیلاب کچھ اس شدت کے ساتھ مڑا تھا کہ فقہاء و محدثین کے روئے ہرگز نہ رک سکتا تھا دوسرا وہ گروہ تھا کہ جس نے اس حملہ آور لشکر کا علم کلام کے تیغ و تبر سے سختی مقابلہ کیا مگر فلسفہ کا پہلا وار خالی نہ گیا اور اول ہی مرتبہ ایک بڑی جماعت کے قدم حدود اسلام سے کچھ پیچھے ہٹا دیے اور ان کے عقائد میں فلسفہ کی آمیزش سے ضرور کچھ خلل پیدا ہو گیا اور یہ گروہ معتزلہ کا گروہ تھا اور تیسری صدی ہجری تک اس فرقہ کا زیادہ زور و شور نہ تھا مگر جو تھی صدی ہجری کی ابتداء میں ابوالحسن اشعری

اور ابو منصور مائتیری جیسے علماء پیدا ہوئے جنہوں نے اسلام کے عقائد کی پورے طور پر تفتیح کی فلسفہ اور اعتزال کا پوری ہمت سے مقابلہ کیا ہم اس بحث میں اپنے مقصد سے کچھ دور نکل گئے اسلئے اس ذکر کو ہمیں یہ چھوڑنا مناسب معلوم ہوتا ہے ورنہ علم کلام کی پوری تاریخ ہمیں بیان کرنی پڑ جائیگی اور اصل مقصد فوت ہو جائیگا۔ حاصل یہ ہے کہ امام غزالی کا زمانہ وہ زمانہ تھا جو ان باہمی جھگڑوں کا میدان کارزار بنا ہوا تھا اور یہی قصے لوگوں کا علمی سرمایہ اور باعث نادانچہی مگر امام غزالی وہ تمنا فرما رہے تھے کہ پہلے ایک خلافت اسے قائم کرنے کا خیال پیدا ہوا اور انھوں نے بڑی سختی کے ساتھ مروجہ علوم کو قبیح بتلایا اور فرمایا کہ یہ علوم وہ علوم نہیں ہیں جنکے ذریعہ انسان خدا تک پہنچ سکے اور طرارت قلب حاصل کر کے انسان کامل کہلانیکا مستحق ہو۔ اپنے فرمایا جو علوم انسان کو کچھ مفید ہو سکتے ہیں وہ وہ علوم ہیں جنہیں مولانا نفس اخلاق جمیلہ کا حصول اخلاقِ مذلیہ سے اتر کر کا طریقہ بتایا جائے اور حقیقت یہی علوم علوم حقہ ہیں اور فرض عین کہلانے کے بھی یہی مستحق ہو سکتے ہیں علم فقہ کو تمام لوگ فرض سمجھ کر پڑھتے ہیں مگر جب ایک فقیہ سے خلاصہ ذکر نکل کے معنی دریافت کیے جائیں تو یہاں سے بچنے کی تدبیر دریافت کھلے تو سکوت کے سوا کچھ جواب نہیں ملتا اور اگر اعلان و ظاہر طلاق و نکاح کی بحث چھیڑی جائے تو وہ نادور و نادر صورتوں کے ذکر کھل جاتے ہیں کہ جتنا کہ ایک کبھی واقعی نہیں ہوا اور شاید آئندہ بھی کبھی واقع ہونے کی امید نہیں معلوم ہوتی ایک فقیہ کو رات دن ان نادور و نادر مسائل کے یاد کرنے کے سوا اور کچھ کام نہیں اور حقیقت جو شئی ضروریاتِ دین سے ہے اس سے بالکل بے پروائی ہے اگر فقیہ سے فقہ میں توکل کی وجہ دیا گیا ہے تو وہ یہی جواب دیگا کہ یہ علم دین ہے اور فرض کفایہ ہے مگر حقیقت نفس کا دھوکا ہے اگر فقہ پڑھنے والے کی غرض محض ایک اور فرض اور ضرورتِ دینی ہوتی تو فرض عین زیادہ مستحق تھا کہ اس کو فرض کفایہ پر مقدم کیا جاتا بلکہ اس کا فرض کفایہ ایسے باقی تھے کہ وہ اس سے زیادہ ضروری اور قابلِ تقدیم تھے جیسے ایسے شہر ہیں جہاں اہل ذمہ کے سوا کوئی مسلمان طیب نہیں ہے مگر ایک مسلمان بھی ایسا نظر نہیں آتا جو علم طب کو سیکھے اور یہ فرض اس شہر میں ادا کرے البتہ فقیہوں کی ہر جگہ کثرت ہے خلافیات اور جدیدیات کا کوہِ بوجھل ہے سخت تعجب کی بات ہے کہ یہ فقہاء اپنے شاگردوں کو ایک ایسا فرض سیکھنے کی توجہات دیتے ہیں جنکو قوم کے بہت سے افراد انجام دے رہے ہیں اور اس طرف کوئی بھی توجہ نہیں کرتا جس کا ادا کرنے والا ایک بھی نہیں۔ اسکا اصلی سبب یہ ہے کہ طب کے ذریعہ وہ مفاد حاصل ہونیکا امید نہیں ہو سکتی جو فقہ کے ذریعہ ہو سکتی ہے اوقات و مصالح کی تولیتِ تیسرے مال کی نگہداشت مناسب

تضا کا حصول اقتدار و حکومت معاصرون کے مقابل ایک قسم کا اتیا: ژنمون پر تسلط و غور و فیہ سب کچھ فقہ کی دست  
 ہو سکتا ہے نہ طب کی اور یہ ہے نفس کی اصلی حواس جسکو فرض کفایہ کا لباس پہنا یا گیا ہے اور ایک بڑا گروہ یعنی مذکورہ  
 مشکلمین پر جو اعتراض کیا ہے وہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے وہ کہتے ہیں کہ علم کلام میں جو دلائل مذکور ہیں جنسے کچھ نامہ  
 حاصل کیا جاتا ہے وہ بعینہ قرآن مجید اور احادیث میں بھی مذکور ہیں اور اسکے علاوہ اور کچھ ہے وہ تطویل و اطاعل ہے کیونکہ  
 انہیں یا بیہودہ جھگڑے ہیں یا وہ مشاغبات ہیں جو مقابل فریقوں کے ساتھ اُنکے بعض احوال نقل کر کے گئے ہیں جن سے  
 طبیعت نفرت کرتی ہے کان انکو سنتا نہیں چاہتے اُن میں فکر کو ضائع کرنا دین سے کچھ تعلق نہیں رکھتا اور نہ عصر و زمان  
 یہ طریقہ رائج تھا بلکہ اُس زمانہ کے لحاظ سے ان سب کو بدعت کہنا چاہیے مگر اس زمانہ کے لحاظ سے اسکا حکم بدل گیا ہے  
 کیونکہ آج کل اس قسم کی بدعات پیدا ہو گئی ہیں جو عوام الناس کو قرآن و سنت سے ہٹانے والی ہیں و ایسی جماعت ظاہر  
 ہوئی ہے جسے کچھ شبہات ترتیب دیکر اسلام پر حملہ کرنا چاہا ہے اسلئے یہ بدعت بھی حکم الضرورات تیج لمخظورات کے مباح  
 بلکہ فرض کفایہ ہوگی مگر اسیتقدرو جو مبتدعین کے مقابلہ میں ایسے وقت کام آسکے جبکہ وہ عوام کو بدعات کی جانب راغب  
 کرتے ہوں۔ ورنہ درحقیقت خدا کے پاک اور اسکی صفات و افعال کی معرفت علم کلام سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ تزیین  
 قیاس ہے کہ علم کلام اُسکے لیے ایک پردہ بن جائے معرفت ذات و صفات حاصل کرنے کا طریقہ مجاہدہ نفس کے سوا اور کچھ نہیں  
 امام غزالی خود اپنے نفس پر ایک اعتراض وارد کرتے ہیں کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ علم فقہ اور توحید و کلام (امام اس) پر  
 گرا دیا جائے جبکہ ہم صراحتہ دیکھتے ہیں کہ امت میں بہترین گروہ جو علم و فضل کے اعتبار سے مشہور تھا اور علمی حیثیت سے قوم اسکی  
 عزت کرتی ہو وہ یہی فقہاء و مشکلمین کا گروہ ہے اور جبکہ خدا کے نزدیک وہ افضل خلق ہیں تو ہمیں انکی اتنی توجہ نہ کرنی چاہیے  
 مگر اس اعتراض کا خود ہی جواب ہی دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حق حال کے ذریعہ نہیں پہچانا جاتا بلکہ درحقیقت رجال کو  
 حق کے ذریعہ پہچانا چاہیے اور اگر محض تقلید کو کام میں لا کر اس بات پر نظر کجائے کہ لوگ کس چیز کو درجہ فضل سمجھتے ہیں  
 تو صحابہ کے حالات پر ایک نظر ڈالنی چاہیے کہ جنکے فضل و تقدم کا اس زمانہ کے فقہاء و مشکلمین ہی انکا نہیں کر سکتے مگر کیا  
 کوئی کہہ سکتا ہے کہ صحابہ کو یہ فضیلت اس زمانہ کا مروجہ فقہ و کلام پڑھ کر حاصل ہوئی تھی نہیں ہرگز نہیں بلکہ انھوں نے  
 یہ فضیلت علم آخرہ اور اُسکے سلوک طریق سے حاصل کی تھی امام غزالی نے اسطرح ہی ایک گہری نظر ڈالی ہے کہ فقہاء  
 مشکلمین میں محاورہ و مناظرہ کی بنا کمان سے چمچی اور وہ کیا اسباب تھے جنکے باعث یہاں تک ذہن پرچی انکو سبوتا کرنا لگا

ضرورت اس لیے پڑی کہ بہت ترہ کسی شے کا حسن وقوع خود اس شے سے معلوم نہیں ہوتا اور سطحی خیالات کے انسان  
 جنکی طبیعت کو تلاش اسباب کی عادت نہیں ہوتی اس شے کے حسن وقوع دریافت کرنے سے عاجز ہوتے ہیں بلکہ اکثر  
 ایسا ہوتا ہے کہ انکی طبیعت میں حسن وقوع کا خیال ہی پیدا نہیں ہوتا تقلید پسند طبع بہت امور کو صرف اس لیے اپنا  
 شعار بناتے ہیں کہ ایک سواد اعظم کو انکا حامل رکھتی ہیں مگر روز اندیش حقیقت شناس طبیعتیں جو اشیاء کے حسن وقوع کا  
 راز انکے اسباب سے دریافت کرنے پر قادر ہیں وہ محض تقلید پر قناعت کرنا گوارا نہیں کرتی خصوصاً ایسی حالت میں کہ  
 جب عوام الناس پر ایسا ایسے امر کی قباحت ظاہر کر دی مقصود مجرمین ایک عالم مثلاً ہو تو ضرور یہ کہ اس امر کے سباب سے  
 بحث کیجائے تاکہ یہ بات صراحتاً معلوم ہو جائے کہ یہ افعال کن کن امور کا نتیجہ ہیں اور اسباب کے حسن وقوع سے سببیت کے  
 حسن وقوع کا راز معلوم ہو سکے اگر سباب از قبیل مکروہات ہیں تو انکے نتائج کو بھی مکروہات سے ماننا ایک لازمی امر ہوگا۔  
 اور پھر آسانی کے ساتھ لوگ اپنی عنان توجہ کو اس سے پھیر سکیں گے۔ اس باب پر بحث کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ  
 جب خلافت کا سلسلہ ایسے اشخاص تک پہنچا کہ وہ خود علم فقہ میں کافی دستگاہ نہ رکھتے تھے تو چاروں ائمہ انکو ایسے  
 لوگوں کی ضرورت پڑی جو فقہ میں مہارت رکھتے ہوں اور قضاء و حکومت فیصلہ مقدمات میں انکو ایک گونہ مدد دے سکیں  
 اس لیے اس زمانہ کے لوگوں کو خود فقہ کی تحصیل کی فکر دانگی ہو چلی اور علماء کا ایک گروہ کیفر فقہ کی طرف بڑھنے لگا اور  
 حقیقت میں اس عزت و احترام کے لحاظ سے جو اس وقت خاص فقہاء کے ساتھ کیا جاتی تھی ایسا ہونا ضرور بھی تھا  
 اس لیے دنیاوی ثروت و جاہ عزت وقبال حاصل کرنے کی غرض سے ایک مخلوق فقہ پر جھجک پڑی ہر شخص دنیاوی کی طرف  
 متوجہ ہو گیا اور علماء کا حکام و قضا ایک مضبوط رابطہ قائم ہو گیا جسکی ولایت و حکومت میں سخت ضرورت تھی۔  
 کچھ زمانہ کے بعد خلافت کا وہ دور شروع ہوا جس میں خلفاء و دیگر حکام کی توجہ مذہبی عقائد کی طرف پائی گئی اور سین منظر  
 و مجاہدہ سے انکو ایک خاص دلچسپی تھی اور ہر طرف کے دلائل کو وہ بغور سنتے تھے یہ دیکھتے ہی علماء کی جماعت میں ایک  
 انقلاب پیدا ہو گیا اور وہ کوششیں جو اس سے کچھ زمانہ پیشتر علم فقہ پر صرف کی جاتی تھیں اب انکا یہ علم کلام کی  
 طرف پھر گیا اور تھوڑے زمانہ میں علم کلام میں دفتر تصنیف ہو گئے اور مجاہدہ کرنے کے طریق مرتب ہونے لگے  
 ان لوگوں کا خیال تھا کہ ہم سب پھر دین کی حمایت کے لیے کرتے ہیں اور مہدیین نے جو سنت پر حکم کیا ہے اسکا قلع و قمع  
 ہمارا اہل مشائخ ہے۔ جیسا کہ فقہاء اس سے پہلے کیا کرتے تھے کہ فتوے نہیں مشغول تھے ہماری اہل غرض دین ہے اور

اور یکہ تقدیمات کے فیصلہ میں کسی قسم کی غلطی نہ ہو تاکہ خالق اللہ کے حقوق میں کچھ خلل نہ پڑے گو یا عام بخاری کی زیر خواہی ہے  
انکو علم فقہ کی طرف مائل کیا تھا۔ اسکے کچھ عرصہ بعد حکام کا وہ گروہ پیدا ہوا جس نے علم کلام اور مناظرہ سے اس لیے نفرت ظاہر کی  
کہ اسکے باعث مسلمانوں میں بڑے بڑے فقہ ائمہ نے دین اور فضول جھگڑوں سے کبھی کبھی جنگ جلد خویری کی نوبت آجاتی تھی  
مگر انھوں نے اسکے قائم مقام فقہی مناظرہ کو اپنا مشغول بنایا اور یہ بات عدالت بحث میں پیش ہوتی کہ امام شافعی کا  
مذہب زیادہ قابل اعتبار ہے یا امام ابو حنیفہ کا البتہ امام مالک سفیان احمد بن حنبل کے مذہب سے اتنا اعتقاد نہیں کیا گیا  
انکا خیال اس بحث کے چھوڑنے سے یہ تھا کہ شریعت کے دقائق کا استنباط کیا جانے پر مذہب کی علت تلاش کی جائے اور اصول  
فقہ مرتب کیے جائیں چنانچہ آج تک یہ ہی طریقہ چلا آ رہا ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہماری بعد کے زمانے میں کونسی نئی بات پیدا ہوگی  
یہ ہیں وہ سبب جنکی بنا پر عام توہمات فقہ دکلام وغیرہ کی طرف مائل ہو گئیں اگر کسی وقت ایسا ہوگا کہ ارباب ثروت و مرتبہ کسی علم کلام  
مختلف پھر انکی تردید نہ کرے ہو جائے تو ہمیں کچھ شک نہیں کہ یہ بڑے بڑے ارباب دنیا کا ساتھ دیتے اور اپنے منشا کی غرض غایت تمام دین و دنیا کے  
مناظرہ کی نسبت امام غزالی کی رائے

### مناظرہ کی نسبت امام غزالی کی رائے

چونکہ اس زمانہ میں مناظرہ میں ایک علم عادت مخالف دینے کی سوجھ بوجھ جیسے باعث وہ اپنے مناظرہ کی قدیمیت بڑھانا  
چاہتے تھے اس لیے امام غزالی کو بھی مناظرہ سے نفرت تھی مگر فی افسوسہ مناظرہ کو بڑا نہ جانتے تھے اس لیے کہ خیر صحا کیا کہنا  
بعض مختلف فیہ مسائل میں اصل حقیقت دریافت کر کے لیے مناظرہ کیا ہے لہذا انھوں نے مناظرہ کی نسبت بھی اپنی رائے  
جدا گانہ قائم کی تھی وہ فرماتے ہیں کہ حق پر پہنچنا ایک عمدہ بات ہے اور جس مناظرہ سے وصول الی الحق مقصود ہو اس کے  
محمود ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے مگر امام نے مناظرہ کے لیے کچھ قواعد اور شروط مرتب کیے ہیں کہ  
ہر شخص انکی پابندی کا دعویٰ بھی نہیں کر سکتا ہم ان شروط کو دفعات ذیل میں درج کرتے ہیں۔  
(۱) مناظرہ زیادہ سے زیادہ فرض کفایہ ہو سکتا ہے اس لیے کبھی اس شخص کا جوابی فروض عیان سے خارج نہیں ہوا  
یعنی حق نہیں ہو سکتا کہ وہ فرض کفایہ ادا کرنے کی طرف پیش قدمی کرے اور جس شخص فرض میں کو چھوڑ کر فرض کفایہ ادا کرنا  
چاہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میری غرض اس سے حق ہے وہ بھولتا ہے اور اسکی ایسی مثال ہوگی جیسے کوئی شخص خود کو  
نماز نہیں پڑھتا مگر کہتا ہے میں مشغول ہے تاکہ جو لوگ کپڑا میسر نہ ہو سکے باعث ننگے نماز نہیں پڑھ سکتے انکو کپڑا پہنا کر  
نماز ادا کرانے اگر یہ یہ بات ممکن ہے بلکہ ایسا اتفاق بھی دیا میں ہوتا ہوگا کہ محض کپڑا نہ ہونے کے باعث کوئی شخص

ادارے نماز سے عاجز ہو کر یہ صورت فقہاء کی نادر صورتوں سے جن کو وقوع کا بہت ہی کم اتفاق ہوتا ہوگا زیادہ مشابہ ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ آج کل کے مناظرین بہت سے فرض عین چھوڑے بیٹھے ہیں۔

(۲) ایک فرض کفایہ کو دوسرے فرض کفایہ پر ضرورت کے لحاظ سے ترجیح دے سکتا ہو یعنی یہ فیصلہ کر سکتا ہو کہ اس وقت خاص میں مناظرہ کے بہ نسبت دوسرے فرض کفایہ کی زیادہ ضرورت ہے اور اُسکی اہمیت کا اعتقاد بھی رکھتا ہو ورنہ اگر ضرورت تو ایک کی سمجھے اور کرے دوسرا کام اُسکی ایسی مثال ہوگی جیسے ایک شخص دیکھ رہا ہے کہ ایک جماعت سیاسی مری جاتی ہے اور ان لوگوں کو بانی پانے کی سخت ضرورت ہے مگر وہ شخص بھائے اسکے کہ بانی پلا کر ان لوگوں کو موت سے بچائے جراحی ممکن ہے میں مشغول ہے اور یہ کہتا ہے کہ جراحی بھی ایک فرض کفایہ ہے اور اُسکا ادا کرنا ضرور ہے اگر کہا جائے کہ اس کام کے کرنے والے شہر میں اور بہت ہیں تو وہ بھی جواب دیتا ہے کہ یہ اس سے فرض فرض نہیں ہیں بلکہ یہ ایک شخص بھی اور جسے ضروری چھوڑ کر کہ جسکی زیادہ ضرورت ہے اور اُنکا انجام دینے والا بھی کوئی نہیں ہے مناظرین میں مشغول ہوا ہو

(۳) مناظر مجتہدانہ رائے رکھتا ہو کسی ایک امام کی تقلید کا پابند نہ ہو اگر اُسکو کسی مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کی رائے حق معلوم ہو تو امام شافعی کی رائے چھوڑ کر اُسکو اختیار کر سکتا ہو اور اُسکی کافتوی دے سکے جیسا کہ صابراور ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ تھا اور جو شخص تہہ بہ تہہ داند رکھتا ہو جیسے کہ آج کل تمامی اہل عصر کا حال ہے اور فتویٰ دینے کے وقت صرف اپنے امام کا قول نقل کر دینا اُسکا وظیفہ ہو اور اگر اپنے مذہب کا ضعف اُسکو ظاہر ہو جائے تو اُسکو چھوڑنا اُسکے لیے جائز نہ ہو ایسے شخص کو مناظرہ سے کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکا مذہب ایک شیعین مذہب ہے اُسکے سوا اُسکو فتویٰ دینا جائز نہیں اگر اُسکو اپنے مذہب میں کوئی اشکال پڑ جائے تو اُسکو یہ کہنا ضرور ہوگا کہ ممکن ہے کہ میرے امام کے پاس اس کا کوئی جواب ہو اور مجھے نہ معلوم ہو میں منتقل طور سے مجتہدانہ رائے نہیں رکھتا امام غزالی کا یہ قول نہایت متانت اور عجیدگی پر مبنی ہے اور اس زمانے پر آشوب کے لحاظ سے نہایت ہی غور کے قابل ہے وہ اپنے کل اہل زمانہ پر یہ حکم لگاتے ہیں کہ ان میں ایک ایسی ہی اجتماع کی قابلیت نہیں رکھتا مگر اس جو دھوین صدی میں مجتہدین کی وہ کثرت ہوئی ہے کہ ہر کس ہر کس جو قرآن و حدیث کا اصول عربی کے لحاظ سے صحیح ترجمہ تک کرنے کی قدرت نہیں رکھتا دوسری اجتماع رکھتا ہے اور اپنے حقوق و استنباط مسائل کے لحاظ ابوحنیفہ و شافعی کے حقوق کی سیطرہ میں نہیں رہتا جب تک کسی مسئلہ کی ضرورت نہ پیش آئے یا پیش آنے کا اندیشہ نہ ہو مسکت تک مناظرہ نہ کرے مگر یہ دیکھتے ہیں کہ ایسے



مسائل جنہیں فتویٰ کی ضرورت پیش ہوتی ہے مناظر میں یہ کمکر نظر انداز کر دیتے ہیں کہ یہ ایک معمولی مسئلہ ہے اور  
 اخراجات و دراز کا مسائل میں بڑے بڑے مناظر منعقد ہوتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ ان اخراجات میں بحث و مجاہدہ  
 زیادہ موقع ملتا ہے جس سے انکی وقعت و شان ابراء کے نزدیک اور زیادہ ہوجاتی ہے سخت تعجب کی بات ہے کہ  
 مسائل حقہ کو چھوڑ کر خواہ مخواہ تطویل کلام کے طریقے اختیار کیے جاتے ہیں ورنہ طلب حق کا غشا تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ  
 آسانی کے ساتھ مختصر کلام کے ذریعہ انتہائے حق پر وصول ہو جاتا اور کلام کی بلا ضرورت طویل کرنے کی کچھ حاجت نہ پڑتی۔  
 (۵) مجلسوں اور عام مجھوں کی نسبت تنہائی میں مناظرہ کرنا زیادہ پسند خاطر ہو کہ نہ تنہائی میں طبیعت مطمئن فسر  
 مجتمع ہوتی ہے ذہن ادراک حقیقت کی طرف جلد و دڑتا ہے بخلاف اسکے اگر مناظرہ کی مجلس عام ہوگی اور حکام خلفاء  
 و سلاطین وہاں موجود ہونگے تو علاوہ انتشار قلب کے ریا و خود پسندی کو فروغ ہوگا اور ہر ایک فریق نفسانیت  
 اور تعصب کے لحاظ سے یہ چاہے گا کہ علم فتح اُسی کے ہاتھ میں رہے اگرچہ وہ باطل پر ہو اس امر کا اندازہ یہاں سے  
 ہو سکتا ہے کہ مناظر میں کو زیادہ شوق بڑے بڑے مجھوں میں اظہار لیاقت کا ہوتا ہے جس شخص سے وہ  
 مناظرہ کرنا چاہتے ہیں اُس سے مدلول ملاقات اور شمت و برخاست و کجائی کا موقع ملتا ہے مگر جس مسئلہ میں  
 مناظرہ ہوتا ہے اُسکی نسبت ایک حرف ہی زبان پر نہیں آتا بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ شخص سے کچھ سوال کر لیا  
 مگر اسکو کافی جواب نہیں دیا جاتا مگر جسوقت مناظرہ کے واسطے کوئی جلسہ یا مجمع منعقد ہوتا ہے تو وہاں اپنی فتح کی  
 جتنی تدبیریں اور حیلے بن پڑتے ہیں انہیں سے ایک بھی اٹھا نہیں رکھا جاتا اور رسوالات و اعتراضات کا ترکش  
 اکھول دیا جاتا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس مناظرہ سے مقصود احقاق حق ہے بلکہ صاف ظاہر ہے  
 کہ صرف علو شان اظہار لیاقت ثروت و جاہ کے سوا کچھ ہی مقصود نہیں ہے۔

(۶) مناظر کی شان طلب حق کے بارہ میں ایسی ہونی چاہیے کہ جیسے کوئی شخص اپنی گمشدہ شئی کو ڈھونڈ رہا ہو  
 اسکی مطلق براداری کو کہ شئی مطلوبہ کس کو دستیاب ہونی چاہیے اپنے مقابل مناظر کو معادن سمجھنا چاہیے نہ کہ خصم اگر  
 بالفرض اسکی کوشش سے حق ظاہر ہو جائے تو اُسکا مشکور ہونا چاہیے کہ اُس نے ایک غلطی پرستہ کر دیا مثلاً گمشدہ  
 چیز کا تلاش کرنے والا اگر ایک راستہ پر اپنی شئی کی جستجو میں جاتا ہو اور ایسے وقت میں ایک دوسرا جنبی آدمی  
 اسکو یہ بتا دے کہ تمھاری مطلوب شئی اس راستہ پر نہیں ہے بلکہ فلاں راستہ پر ہے تو کیا جستجو کرنے والے کو اس

بنانے والے کا اتباع کر کے اُس مسئلہ پر چلا جانا چاہیے جو اُسے بتایا ہے یا ہٹ دھرمی اور ضد کو دخل دیکر اس مسئلہ کے بعد اُلٹ کر چلا جائے۔  
 اگر ہم دیکھتے ہیں کہ موجود زمانہ میں مناظرین کی یہی حالت ہے اگر ان کے مقابل کی زبان پر حق ظاہر ہو گیا تو ان کو مارنے مارنے کے سر اٹھانے کا موقع نہیں ملتا اور ان کو اپنی رو سیاہی کا باعث سمجھتے ہیں اور اپنی تمام طاقت اُس شخص کی مخالفت پر خرچ کر ڈالتے ہیں جس کے مقابل ان کو خاموشی کی ذلت اُٹھانی پڑی ہے اور دھر بھر کے لیے اُس سے مداوت کا سلسلہ قائم ہو جاتا ہے۔  
 (۷) اگر مغل جو کسی دعویٰ کے درپے اثبات ہے ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف انتقال کرنا چاہے تو اُس کو روکنا نہ چاہیے۔ یہ کچھ غور نہیں ہے کہ ایک دعویٰ باک ہی دلیل سے ثابت ہو سکتا ہے دوسری دلیل سے نہیں ہو سکتا اگر ایک شخص کو ایک دلیل میں کچھ حجت یا شبہ محسوس ہو ہے اور اس نے وہ اسکو چھوڑنا چاہتا ہے تو حق پسندی کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم اُس کو اسی دلیل کے تمام پر محیط رکھیں بلکہ جس طرح اُس نے انصاف کی روش سے دلیل کا فتنہ معلوم کر کے اُس کو چھوڑ دیا ہے اور یہ مناظرین و المناظرین جہاں جہاں یہی فرض ہے کہ ہم اُس سے درگزر کر کے دوسری راہ چلنے کی اُسے بطیب خاطر اجازت دیں۔ مگر مناظرہ کی اکثر مجالس مجاہرات یہود سے بندھوتی ہیں اور خواہ مخواہ صرف دوسرے شخص کو مجبور کرنے کے لیے غرضالات کیے جاتے ہیں مثلاً ایک شخص جو کسی شئی کو دوسری شئی پر قیاس کر نیکی کے لیے ایک دلیل پیش کرتا ہے اس میں ایک منی کو علیہ قیاس بنانا ہے اب اُس سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ تم نے کس دلیل سے معلوم کیا کہ اس شئی میں حکم کا باعث یہی علت ہے اس کے جواب میں یہ کہیگا کہ میری سمجھ میں ہی علت معلوم ہوتی ہے اگر تمھاری سمجھ میں کوئی اس سے بہتر علت معلوم ہوتی ہو تو تم اُسے پیش کرو اس پر معترض کہتا ہے کہ اس شے میں بہت سے منے ہیں جن میں علت بننے کی صلاحیت ہے اور میں اُسے پوری واقفیت رکھتا ہوں مگر میں بیان کرنا نہیں چاہتا اس پر استدلال کہتا ہے کہ تمھیں ضرور بیان کرنا چاہیے کیونکہ تم دعویٰ کرتے ہو کہ اسکے سوا کوئی اور بھی علت ہے معترض کہتا ہے کہ مجھ پر بیان لازم نہیں میں فقط سائل ہوں اہم اس طرح مناظرہ کی مجلس میں ایک شور و شغب برپا ہو جاتا ہے اور معترض نہیں سمجھتا کہ وہ اپنے اس قول میں کہ میں جانتا ہوں مگر میں بیان کرنا نہیں چاہتا کس شرعی اور اخلاقی حرم کا مرتکب ہوا ہے وہ ایک گونہ شرعی کی تکذیب کرتا ہے جسے شے کو وہ خود جانتا ہے مگر صرف ایک مسلمان کو ذلیل کرنے اور اُس پر دسترس حاصل کر کے اپنی نام آوری چاہنے کے لیے اُس کو ظلم کرنا نہیں چاہتا وہ کاذب اور خدا کا دشمن ہے اور اگر واقعہ میں اُس کو معلوم نہیں محض دھوکہ دینے کے لیے

واقفیت کا دعویٰ کرتا ہے تو اُسکے فسق اور کذب میں کیا شک ہو سکتا ہے اُسکا یہ کہنا کہ میرے ذمہ بیان کرنا ضرور نہیں اسکا یہ مطلب کہ میری اس ترشیدہ شریعت مجاہدین جو آج کل کے مناظرین کی معمولی پٹا اس کا کاظم کرنا جیل اور مکر سازی کی حیثیت سے مست گناہ ہے۔ دوم ایسے شخص سے جو علم و تعلیم کے سلسلہ میں مشغول ہے اور اُس سے کچھ فائدہ کی بھی امید ہے مناظرہ کرنے میں کچھ پاک و بیکار زیادہ مناظرہ کے لیے ایسے ہی اشخاص منتخب کیے جائیں جو غلطی پر جلدی تنبیہ کر سکتے ہوں اور اظہار حق میں اُن سے کافی معاونت مل سکتی ہو مگر اسکے خلاف موجودہ زمانہ کے مناظرین بڑے بڑے علماء سے مناظرہ کرتے ہوئے ذرا جھجکتے ہیں اُنکو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ غالباً وہ ہماری سب غلطیاں نکال کے باہر رکھ دیں گے اور ہم کو اُن کے مقابلہ میں کامیابی کا موقع نہ ملے گا اور ہمیشہ مناظرہ کے لیے اپنے سے کمزور اور کم نیافت والا آدمی تلاش کرتے ہیں مگر یہ کس قدر اخلاقی غلطی ہے کہ صرف اپنی رسوائی کے خیال سے بڑوں کو چھوڑ کر چھوٹوں کو بچھاڑنے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں طلب حق کی شان اگر مروتی تو اُسکا طبعی مقتضی یہ تھا کہ اپنے سے زیادہ نیافت والے سے مناظرہ کرتے ہوئے کبھی خوف نہ معلوم ہوتا اگر کسی کی زبان پر حق کا اظہار ہو جاتا تو اُسکے تسلیم کرنے میں کسی قسم کا عذر نہ کیا جاتا بلکہ یہ زیادہ خوشی کا باعث ہوتا کہ حق تک رسائی ہو گئی۔ یہ وہ روشن اور پاکیزہ خیالات ہیں جو مناظرہ کی نسبت امام غزالی نے ظاہر فرمائے ہیں اور اُسکے نفع نقصان کے ہر پہلو پر منصفانہ نظر ڈالی ہے مگر افسوس کہ تعصب نے ہماری آنکھوں پر وہ گاڑے ہوئے ڈالے ہیں کہ ہم اس صاف اور پاکیزہ روشنی سے مستفیض نہیں ہو سکتے اور اس زمانہ تک وہی حالت چلی آتی ہے جسکی شکایت امام اپنے زمانے میں کرتے ہیں امام اپنی تمام جہتیں پوری کر کے فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے سب سے بڑے دشمن شیطان سے منظرہ نہیں کرتا حال اُنکو وہ ہر وقت اسکی گھات میں لگا ہوا ہے اور اُس کے قلب پر ہر طرف سے محیط ہے اور ہمیشہ اسکی ہلاکت اور گمراہی کی فکر میں رہتا ہے اور اُس کو چھوڑ کر ایسے مسائل میں کہ جس میں خطا کرنے پر بھی مجتہد کو مصیب کا شریک ہو جانا پڑتا ہے انسانوں سے مناظرہ کی جستجو کرے وہ اسی قابل ہے کہ شیطان اس پر ہنسے اور اُس کا مذاق اڑائے۔

باقی آئندہ

# ایک حادثہ عظیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَا جَعَلْنَا لِشَيْءٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ - أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ  
 تم سے پہلے بھی ہم نے کسی شخص کو دوامی زندگی نہایت کی۔ کیا وہ مر گئے تو یہ لوگ ہمیشہ زندہ رہینگے۔  
 اس آیت پاک میں خداوند جل و علا ارشاد فرماتا ہے کہ فنا کے لیے ہو اور اپنے اُن بندوں کو  
 جن کے قلوب بوجہ غریزہ و اقارب و دوستوں کی موت کے مضطرب ہو جاتے ہیں اور جو  
 بہت جلد اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہیں یوں تسلی فرماتا ہے: ”دہمنے کسی شخص کو دوامی  
 زندگی نہیں عنایت کی“ پھر زندوں کی طرف ارشاد کر کے فرماتا ہے: ”کیا وہ مر گئے تو یہ لوگ  
 ہمیشہ زندہ رہینگے؟“ لیکن انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ انسان اعز الیٰ جبرائی سے ملوں  
 و غلین ہو اور خصوصاً ایسی جبرائی سے جس کا انتہائے زمانہ قیامت ہو اور پھر ایسے نفوس کی  
 جبرائی جن سے بڑھ کر محبت کرنے والا دنیا میں کوئی نہ ہو۔ درحقیقت وہ انسان جو اپنے  
 ایسے چاہنے والوں کے اٹھ جانے پر غمناک اور ایشیا کرتا ہو، جو مرقہ انسانیت سے  
 خارج ہو۔ انسان کو لازم ہو کہ ایسے حادثہ ہائے بین اس آئہ کریمہ پر نظر کرے اور  
 اپنے اگلوں کی حالت کا خیال رکھے موت سے کسی کو نجات نہیں۔ بقاصرت اُمی ایک  
 ذات کو ہر جو خالق کون و مکان ہو۔

ہم جناب علامہ آسی مولانا شیخ عبدالعلی مدرسی ثم الکنوی قدس اللہ سرہ کی  
 کیفیت پر آنکے صاحبزادوں اور متعلقین سے دلی ہمدردی کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ

خدا سبکو صبر عطا کرے۔ حضرت مغفور رحمۃ اللہ علیہ خدا کے خاص بندے تھے۔ خدا کی رحمت نے آخر انکو اپنے پاس بھیج بلایا۔ سچ ہے فنا تو سکے لیے ہے لیکن صد اس بات کا ہے کہ اتنے بڑے بزرگ کا سایہ ہمارے سروں پر سے اٹھ گیا۔ ایسی حالت میں بجز صبر و شکر کے کیا چارہ ہو۔ اول صبر آخر صبر۔ کلام پاک میں خدا سے تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے اور اس طرح شکستہ دلون کی تسکین کرتا ہے: **وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ** (خوشخبری دو ان صبر کرنے والوں کو جنہیں مصیبت پہنچتی ہو تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے پاس سے آئے ہیں اور اللہ ہی کے پاس پھر واپس جائیں گے) اس عالم کوئی فساد بین یوں تو روزانہ ہزاروں مرتبہ بین اور ہزاروں پیدا ہوتے ہیں۔ دنیا کا یہی کارخانہ ہے۔ ایک آہٹا ہی دوسرا جاتا ہے۔ کہیں خوشی ہے کہیں غم۔ کہیں شادی ہو کہیں ماتم۔ لیکن بعض نفوس ایسے ہوتے ہیں جنکے مرجا۔ نہ سے ایک عالم مرجاتا ہو اور دنیا پر ایک مصیبت چھا جاتی ہو ایسی ذات جو اسلام کے لیے باعث رونق ہو جسکی وجہ سے اسلامی علوم زندہ ہوں جو منبع فیض اور مبداء خیر و فلاح ہو جب اس دنیا سے اٹھ جاتی ہو سیکڑوں کو اپنے غم میں خان کے آنسو رلا جاتی ہو۔ یہی حال اسوقت مسلمانان ہند کا ہے جو جناب علامہ آسی مولانا شیخ عبدالعلی مدداسی ثم الکنوی کی ذات اقدس سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے اور انکی ذات بابرکات کے فیض سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو گئے۔ علامہ مرحوم و مغفور کے علمی کارنامے محتاج بیان نہیں اپنی عمر بھر مرحوم و مغفور علمی خدمت کرتے رہے اور آخر وقت تک اسلامی علوم میں مشغول و مصروف رہے۔ ہندوستان کو مسلمان ایسے بزرگ کے اٹھ جانے پر حقدار رنج و افسوس کریں کم ہی

علامہ آسی رحمۃ اللہ علیہ انتقال سے دو برس پیشتر ریاست رامپور سے جہان آٹھ برس تک اسٹیٹ ہائی اسکول میں عربی پروفیسری کی ذمہ داریوں کو انجام

دیتے رہے تھے اپنے مکان واقع لکھنؤ محلہ محمود نگر بوجہ وجع المفاصل خدمت سے سبکدوش ہو کر تشریف لائے تھے۔ علالت روز بروز بڑھتی جاتی تھی و ضعیف و نقاہت نے علامہ مرحوم و مغفور کو بالکل مجبور کر دیا تھا۔ ضبط و استقلال حد درجہ کا تھا کبھی حرف شکایت بھی زبان پر نہ آیا۔ جولائی ۱۹۰۹ء میں مرض کا زور بہت بڑھ گیا تھا۔ ۱۳۔ جولائی سے قریب قریب غذا ترک ہو گئی تھی۔ دوا کی طرف بھی بہت کم توجہ فرماتے تھے اور بہت کئے ستے سے نوش کرتے تھے۔ لیکن باوجود اس حالت کے علمی شاغل بدستور جاری تھے اور اگر ذرا بھی طبیعت سنبھلتی تحریر و مطالعہ میں مشغول ہو جاتے۔ آخر کار حالت روز بروز نازک ہو گئی اور علامہ اسی ۲۳۔ جولائی ۱۹۰۹ء کو مطابق ۲۔ رجب ۱۳۲۸ھ بروز جمعہ وقت عصر بم سنہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئے اور ہمکو ہمیشہ کے لیے اپنی مفارقت کا داغ دیکھنے اُنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ دوسرے روز ہفتہ کو بوقت صبح اپنے مکان ہی کے متصل مدفون ہوئے۔ دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ بعد انتقال چہرہ مبارک بالکل نورانی تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ استراحت فرما رہے ہیں۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ مرحوم و مغفور کی عمر ۶۰ برس سے متجا وز تھی۔

”دالبیان“، علامہ آسی رضی اللہ عنہ کی علمی سرپرستی اور علو ہمتی کا نتیجہ تھا اور آج تک آپ ہی کی سرپرستی میں جاری تھا۔ باوجود زمانہ کی ناقہ دانی اور مالی وقتوں کے آپ نے کبھی گوارا نہ فرمایا کہ دالبیان، جو ہماری مقدس عربی زبان کا ہندوستان بھر میں ایک ہی رسالہ ہو بند کر دیا جائے۔ افسوس ہے کہ وہ سرپرست اب اٹھ گیا۔ علامہ مرحوم کی جانکاہ موت نے جو کمی علمی دنیا میں پیدا کر دی ہے اسکی تلافی اب ہونا نامکن معلوم ہوتی ہے اب رسالہ کے قیام کا بار قوم کے ذمہ ہے جس پر واجب ہے کہ اس سرپرست کی یادگار میں نہ صرف جاری رکھے بلکہ اعلیٰ پیمانہ پر جلانے کے لیے قلم سے اور درم سے مدد کرے۔ ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان آباد ہیں

سہایت افسوس ہی اگر وہ اپنے اس مذہبی مقدس عربی زبان کے چرچہ کو نہ قائم رکھ سکیں۔ اگر معاذین البیان بہت کریں اور قدر افزائی سے کام لیں ایک لاکھ ناظرین کا ہوجانا کوئی بڑی بات نہیں، صرف توجہ اور ملحوظی شرط ہے۔ اگر قوم نے ہماری اعانت کی اور اس علمی مقدس پرچہ کی سرپرستی کی تو وہ سب دیرینہ خرابیاں اپنے اشاعت میں غیر معمولی تعویق وغیرہ جسکے اکثر ناظرین شاکی ہیں بالکل دور ہوجائیں گی۔ یہ مستقل راہ دہ کر لیا گیا ہو کہ علامہ آسی مرحوم مغفور کی یادگار البیان، کو قوم کی سرپرستی اور اعانت سے قائم رکھا جائے۔ اسکے لئے انتظام کیا گیا ہے کہ آئندہ سے انشاء اللہ وقت پر شائع ہو اور باقاعدہ نکلے۔ پچھلے چند مہینوں میں جو البیان کی اشاعت میں تاخیر ہوئی اسکی وجہ محتاج تصریح نہیں۔

اب ہم علامہ آسی قدس سرہ کی غیر مطبوعہ تصانیف کا کچھ اقتباس بس ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اگر خدا نے ہماری مساعرت کی اور ہمیں موقع ملا تو ہم انشاء اللہ علامہ آسی رحمۃ اللہ علیہ کی مفصل سوانح عمری معاریف المند کے سلسلہ میں شائع کرینگے منجملہ انکی تصنیفات کے ایک طویل قصیدہ ہے جس میں بڑی تحقیق و تدقیق کے ساتھ اردو زبان کی ان غلطیوں کی اصلاح کی ہو جو عام طور پر زبان زد خواص و عوام ہیں۔ قصیدہ کو اس طرح شروع فرماتے ہیں۔

### انتخاب از قصیدہ

بلا محذور خالق سب انشا غلط ہے	بلا لغت احمد سب املا غلط ہے
بلا منقبت آل و اصحاب کے بھی	ہے کمنا غلط اور پڑھنا غلط ہے
خصوصاً خلافت کے چاروں صحابہ	ذرا بھی خلافت انہیں کرنا غلط ہے
وہ صدیق و فاضل و عثمان علی ہیں	خلافت میں شک انکے لانا غلط ہے
یہ اردو زبان ایسی گدیسی کہ جس کا	بگڑنا محسوس اور بنسٹنا غلط ہے

مگر بان جو ہو قوم کی کچھ توجہ  
 اس اردو کی تعریف ہو غلط بحث  
 اگر ہو کم و بیش سوشون کی گنتی  
 وہ ٹکسال باہرین صحت کی رو سے  
 غرض اتنی صحت تو ہو آدمی کو  
 جہنم صحیح اور غلط ہے جہنم  
 ہے سرِ ریشہ آیا نہ سرِ ریشہ  
 حجامت صحیح اور غلط ہے ہر حجامت  
 قراقرم صحیح اور غلط ہے قراقرم  
 ملازم صحیح اور غلط ہے ملازم  
 چغل اور دوم اور فیکہ ہے ثابت  
 اسی طرح آیا پلیستہ بھی مل  
 غلط عرصہ مدت کے معنوں آیا  
 ہے بکرید بقرید شب رات مل  
 اجارہ صحیح اور غلط ہے اجارا  
 معاتب کو معسوب نقلی کو قلعی  
 آجئے ہے جمع جنین اولنت دان  
 سقایہ صحیح اور غلط ہے سقادیہ  
 لغت بین توریشوت ستان ترشی ہی  
 ہے انفی صحیح اور غلط آیا انفی  
 برکت تحت کبخت اور تحت اللص  
 تو پھر بن کے اسکا بگڑنا غلط ہے  
 تو اس میں تو ہر اک زبان کا غلط ہے  
 تو اس سے بھی حرفوں کا شوشا غلط ہے  
 کہ تصحیح میں جنکا سکا غلط ہے  
 کہ بچا رہ کی جا بچا را غلط ہے  
 پڑا دہ صحیح اور بچا دہ غلط ہے  
 احاطے کی جا حاطہ آیا غلط ہے  
 نصیحت صحیح اور نصیبتا غلط ہے  
 خزانہ صحیح اور خزانہ غلط ہے  
 ہی پچھتہ صحیح اور پچھا غلط ہے  
 چغلور دویم فلیستہ غلط ہے  
 نصیبہ صحیح اور نصیبنا غلط ہے  
 مطالع منافع مسالا غلط ہے  
 اسی طرح گوش اور شور و غلط ہے  
 اشارہ صحیح اور اشارا غلط ہے  
 آجئے کو جنات کسنا غلط ہے  
 مگر جمع جن اسکو کسنا غلط ہے  
 بجاز آیا بزاز کی جا غلط ہے  
 جو راشی کے اسکا کسنا غلط ہے  
 منین فرس میں انفی آیا غلط ہے  
 آمنت انامست دوانا غلط ہے

مگر بان جو ہو قوم کی کچھ توجہ  
 اس اردو کی تعریف ہو غلط بحث  
 اگر ہو کم و بیش سوشون کی گنتی  
 وہ ٹکسال باہرین صحت کی رو سے  
 غرض اتنی صحت تو ہو آدمی کو  
 جہنم صحیح اور غلط ہے جہنم  
 ہے سرِ ریشہ آیا نہ سرِ ریشہ  
 حجامت صحیح اور غلط ہے ہر حجامت  
 قراقرم صحیح اور غلط ہے قراقرم  
 ملازم صحیح اور غلط ہے ملازم  
 چغل اور دوم اور فیکہ ہے ثابت  
 اسی طرح آیا پلیستہ بھی مل  
 غلط عرصہ مدت کے معنوں آیا  
 ہے بکرید بقرید شب رات مل  
 اجارہ صحیح اور غلط ہے اجارا  
 معاتب کو معسوب نقلی کو قلعی  
 آجئے ہے جمع جنین اولنت دان  
 سقایہ صحیح اور غلط ہے سقادیہ  
 لغت بین توریشوت ستان ترشی ہی  
 ہے انفی صحیح اور غلط آیا انفی  
 برکت تحت کبخت اور تحت اللص  
 تو پھر بن کے اسکا بگڑنا غلط ہے  
 تو اس میں تو ہر اک زبان کا غلط ہے  
 تو اس سے بھی حرفوں کا شوشا غلط ہے  
 کہ تصحیح میں جنکا سکا غلط ہے  
 کہ بچا رہ کی جا بچا را غلط ہے  
 پڑا دہ صحیح اور بچا دہ غلط ہے  
 احاطے کی جا حاطہ آیا غلط ہے  
 نصیحت صحیح اور نصیبتا غلط ہے  
 خزانہ صحیح اور خزانہ غلط ہے  
 ہی پچھتہ صحیح اور پچھا غلط ہے  
 چغلور دویم فلیستہ غلط ہے  
 نصیبہ صحیح اور نصیبنا غلط ہے  
 مطالع منافع مسالا غلط ہے  
 اسی طرح گوش اور شور و غلط ہے  
 اشارہ صحیح اور اشارا غلط ہے  
 آجئے کو جنات کسنا غلط ہے  
 مگر جمع جن اسکو کسنا غلط ہے  
 بجاز آیا بزاز کی جا غلط ہے  
 جو راشی کے اسکا کسنا غلط ہے  
 منین فرس میں انفی آیا غلط ہے  
 آمنت انامست دوانا غلط ہے



آسامی۔ آرا منی صحیح آیا ہر اک  
 صحیح اقسیرائی غلط اقصائی  
 غلط آیا افسلیم <sup>کنا</sup> فتح الف سے  
 الاؤ آیا بے بدلت کے مخالف  
 لغت میں ہے ہمیشہ بے با کے آیا  
 امام حسین اور امام حسن کو  
 غلط قیبت آیا ہو قیبت کی جا پر  
 غلط آیا اکسیر فتح الف سے  
 مزا اور فدا غلط ہے الف سے  
 غلط آیا آثار اک وزن کا نام  
 صحیح ہشتر فی اور غلط ہی اشتر فی  
 غلط اصبطل ہے ہر اک کی زبان پر  
 آناس آئی ہے ناس کی جمع سمجھو  
 ہے اخوان صحیح اور غلط آیا اخوان  
 آرجتا صحیح اور غلط ہے احبہ  
 صحیح آیا آر قام جمع رقم میں  
 قیاس اگرچہ یہ افعال سے ہی  
 مساحت صحیح اور غلط ہی مساحت  
<sup>بہا</sup> غلط آکر <sup>لہ</sup> اور صحیح آکر <sup>لہ</sup> آیا  
 غلط ہے زیادت کے معنوں میں <sup>لہ</sup> ایزاد  
 ہی عروج ابن عروق آیا صحت کی رو سے

لکہ آسامی۔ آرا منی آیا غلط ہے  
 صحیح آیا آئیسنہ آیتا غلط ہے  
 نہ کسرے سے اقلیم آیا غلط ہے  
 نہ آلاؤ کا مد سے کہنا غلط ہے  
 اسے کہنا ہمیشہ بابا غلط ہے  
 زبان پر اضافت سے لانا غلط ہے  
 ہی بدحت صحیح اسکا فتح غلط ہے  
 نہ کسرے سے اکسیر آیا غلط ہے  
 اسی طرح میوا و میدا غلط ہے  
 نہیں سیر و استار آیا غلط ہے  
 فسانہ صحیح اور فسانہ غلط ہے  
 نہیں لفظ اصبطل آیا غلط ہے  
 بوزن انات اسکو پڑھنا غلط ہے  
 ہے عنقا صحیح اور عنقا غلط ہے  
 اعنترہ صحیح اور عنترہ غلط ہے  
 مگر لفظ ارتام لکھنا غلط ہے  
 ولیکن یہ باب اس سے آیا غلط ہے  
 ہے جز یہ صحیح اور جز یہ غلط ہے  
<sup>لہ</sup> و بیلہ صحیح اور <sup>لہ</sup> و بیلہ غلط ہے  
 نہیں اذ دیا و اسین آیا غلط ہے  
 نہ ابن عنق یہ تو موٹا غلط ہے

دوسری کتاب خمسہ اسی ہی حسین۔ اول اسکا قصیدہ حمد و نعت ہی جسکے ہر بیت ہے  
قادر الکلامی اور شاعری کا صحیح مذاق پایا جاتا ہو۔ چند ابیات اسکے لکھے جاتے ہیں۔

حمد خدا سے دوسرا نعت پیر خدا	بذبح آل و صحبا	سرگرم در ابتدا
سَرِّ بِلَا مَعْدَا صَلَّ عَلَیْ مُحَمَّدٍ	مُبْتَدِئًا بِسَرِّ مَدِّ مُشْتَمِلًا عَلَی الْمَدِّ	
وَهُوَ شَفِیعُ أُمَّةٍ سَيِّدِ كُلِّ قُمَّةٍ	كَاشَفَ جُلَّ غَمَّةٍ عَادِرَ جِرْ ذُرْوَةِ الْعُلَّةِ	
أَفْرَدَ عَیْنَ اصْطِفَا غَرَّةَ جَبْهَ صَفَا	وَرَّهَ تَاجَ اجْتَبَا صُرَّةَ مَحْزَنِ شَفَا	
تَاجِ سَرِّ پیمبری	شمسہ کا رخ بر تری	نوریں نخل سروری
گوشش بحر و خبر چشم براہ ادا اثر	تاریخ حکم اوت در	رؤبرضا سے اوقضا
تَحَاكُمُ رَفِی مَطْبَیْهِ كُلَّ عِلَاجٍ صَبَّیْهِ	تَحَاكُمُ مَقَامَ رَبِّهِ وَهُوَ نَهَى عَنِ الْهَوَى	
تَجَامُعُ كُلِّ مُرَلَفَةٍ قَامِعُ كُلِّ كَلَفَةٍ	هَامِعُ غُلِّ الْفَةِ سَامِعُ خُلِّ مَآخِلَا	
رُشْكُ تَفَرُّجِ جَمَنِ غَرِثِ شَمْعِ انْجَمَنِ	رُكُوشِ مَطْلَعِ مِیْنِ طَلَعَتْ رُوبِیْ صَفَا	
قبلہ اکبر روئے تو کعبہ قبلہ کوئے تو	مردم دیدہ سوئے تو	اے بدرت تشریف گدا
از تو دو جو جسم و جان و ز تو شہو داین و آن	سوئے تو روئے قدیمان	روئے تو سوئے اُنیمنا

معدود شمار کردہ شدہ و سر ہمیشہ وندی ہر روز ادا نہایت و بجز کردہ غمرا نہ وہ و ذر وہ نگر و علی جمع علی بلند ہوا  
۱۱۔ قمر مردک و خلی قرہ سپیدی و روشنی و سر و کیسہ ۱۲۔ آئینہ کرمیہ قل کفی باللہ یقینی و یقیناً شہید گایف  
تلفی السموات و الارض یعنی بگو ای محمد پس خدا گواہان ہیں تمام میدانہ انجہ در آسمانہا و زمین ست جزا کرے ۱۳۔ قضا  
حکم الہی در مخلوقات کہ دفعہ واقع شود و قدر انجہ بند بر یک بر طبق آن حکم اولین بر صرہ ظہور رسد پس قضا منورہ اعصیت  
و قد رزل بامور ۱۴۔ یعنی علاج کرد و مطب خود در علاج عشق محبت خود را و خاف مقام قہر اقتباس ست انا یکریمہ و اما  
من خاف مقام ربی و فی النفس عن الهوی فان الجنة ہی المادوی یعنی لیکن ترسیدہ باشد از ایستادن  
بمحض پروردگار خویش و باز داشته باشد نفس از شہوت پس ہر آئینہ بہشت چنانست جاسے اوج بہود ہست  
جمع کنندہ ہر ترسیدہ کندی ہر تکلیف بآرندہ آب روان شکی محبت مشنوندہ حال دوست خلوت ۱۵۔  
آئینہ کرمیہ قایم کو اوفتم و بختہ اللہ یعنی پس ہر سو کہ رو آید چاہا مستردی خدا ج ۱۶۔

<p>رُودِ شَنِ فَلَکَ تَوْنُی اَز پَس پَرْدَہٗ دُجَی  کُرسی دُعرش پَایہ اَت لُوح و قَلَمِ عِلْمِ تَرَا  فَرعِی دُعرش مَکنت سَفلی و عُلویت سَرا  دُرد زبَان کُن اِین دُعا صَہْل عَلَی نَیْنَا</p>	<p>اَوَّلُ مَا خَلَقَ تَوْنُی اِخْرُ مَا سَبَقُ تَوْنُی  مُکَوَّبِی دُسدہ سَلیات رُفَر و قَلْبِیہ اَت  اُمی و عِلْمِ حَزَنَت عَرشِی دُفرش مَدَنَت  اَسی اَز اِین کُن سَرا بَاشد اِگر سَفَر تَرَا</p>
---	--

خودم قصیدہ نعیمہ عربیہ ہر جیسے ۶۲ - آیات میں ناظم نے دو اوصاف بلاغت دی ہیں  
چنانچہ فرماتے ہیں

<p>وَالنَّجْمُ ضُحَا مِنْ ضُحُوتِهِ  اور ستارہ چمکا آپ کی چمک دمک سے  لَمَعَ الشَّعْرُ مِنْ طَلْعَتِهِ  جگمی نجر آپ کی روشن صورت سے  وَطَرِيقُنَا بِطَرِيقَتِهِ  اور طریقہ ہمارا آپ کے حق ہونے میں ہے  وَعَلَا أَلْيَا مِنْ مِرْقَتِهِ  اور جڑ ہے آسمان پر اپنی بندی سے  طَرَبَ الْعَيْرُ بِقَرَاءَتِهِ  خوشامین آتے تھے پرندے آپ کی خوش الحانی سے  أَحْرَسَ أَحْلَى بِحَلَاوَتِهِ  ہر چیز زبردست اور شیریں آپ کی شیرینی سے ہے  نَجَلَتْ طُوبَى بِرِشَاقَتِهِ  شرمندہ ہوتے تھے خوش قدموں آپ کی خوش قدمی سے</p>	<p>الصُّبْحُ صَفَا مِنْ صَفَوَاتِهِ  صبح روشن ہوئی آپ کی روشنی سے  طَلَعَ النُّجُومُ مِنْ جَبْهَتِهِ  روشن ہوئی صبح آپ کی پیشانی سے  فَشَرِيعَتُنَا بِطَرِيقَتِهِ  پس سیدھا راستہ ہمارا آپ کی پیروی میں ہے  فَا زَالَتْ لُفٌّ مِنْ رُكُفَتِهِ  بلوغت مرتبہ اعلیٰ کو اپنے عالی مرتبے سے  رَاقَصَ الطَّيْرُ بِتِلَاقَتِهِ  اجنبی تھیں پران آپ کے قرآن خوانی سے  أَشْمَى أَصْفَى بِصَفِيَّتِهِ  ہر چیز خواہش کی گئی اور برگزیدہ آپ کی برگزینی سے ہے  نَجَلَتْ حُصْنٌ بِرِشَاقَتِهِ  تکام ہوتے تھے حسین مشرق آپ کے حسنِ جمال سے</p>
--	---

سَلَامُ فَرَمُودِ اَعَزَّتْ عَلَی سَہْ طَیْمِہِ سَلَامُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ دُنَیْیَی دُیْنِی دُخَدَی قَالِی دُر اَبَدِ اَفْرَہٗ دُورِ مَن اَسْتَعِیْ

<p>جَبَّحُ الطَّرَمَ لِعُدُوَيْتِهِ          ہتی ہوئی شہد کے اپنی شیرنی سے          سَفَرُ الْخَضْرَاءِ مِنْ رُؤْيَتِهِ          روضہ ہوا گیا آسمان آکے دیکھنے سے          وَهُجَّجْنَا مِنْ قِبَدَتِهِ          دی ہمارے بڑے بزرگ میں اور بزرگی دیکھنے میں بزرگی سے          يَوْمَ الْبَاسِ بِشَفَاعَتِهِ          قیامت کے دن انصرت ملی اللہ طہر و کم کا غارش سے</p>	<p>مَوْفِي الْحَدَمِ لِذَوِي السَّلَمِ          آپ حرم محترم میں واسطے اہل اسلام کے چلتا ہوں          نَصَرَ الْقَحْوَا خَضِرَ الْغَبَرِ          تروتازہ ہو گیا جنگل سرسبز ہو گئی زمین          فَحَمَدُنَا هُوَ أَحْمَدُنَا          پس حمد ملی اللہ طہر و کم ہمارے نبی ہیں          يَكُونُ لَنَا رَبُّ الشَّاسِ          امید رکھتا ہے اسی نگین نبی مصنف آدمی کے پروردگار سے</p>
<p>سوم قصیدہ موسوم بہ بے حجابی خانہ خرابی، جس میں بے حجابی کے نقائص ایک قصے کی          طور پر بیان کیے ہیں۔ حمد و نعت کے بعد فرماتے ہیں۔</p>	

<p>لیکن آزاد بی نساں کو سمجھتے تھے احب          پرے کو چھوڑ دو کہتے تھے پھر شور و غیب          جوش زن دل میں تھا یورپ کے تہن کا طرب          پھر وضو ہاتھوں کا کس طرح سے ہونے کا سبب          نہ تھے ہندو نہ یہودی نہ نصاریٰ عرب</p>	<p>ایک صاحب تھے کہ تھا جکا مذہب مذہب          پردے کو توڑ دو کہتے تھے بغیر غیظ و غضب          سرزمین سودا تھائی روشنی کی ظلمت کا          سجدے کو ہیٹ تھا اور مسح کو کالزاع          بالکل آزاد تھے پابند کسی دین کے نہ تھے</p>
--	---

<p>اسی طرح صاحب کی وضع و لباس وغیرہ کا اچھی طرح خاکہ کھینچ کر فرماتے ہیں۔          اپنی بی بی سے کہ اے صاحبہ عقل و ادب          اس میں مرد و نکاح خصوصاً نہیں کوئی منصب          اگرچہ ہیں عورتوں پر مرد قوی اور اغلب          ایک تائیدی الف آیا بجا ملے دو سبب          حج میں عیدین میں مسجد میں چلے جاتے ہیں</p>	<p>دیکھ کر بیومن کو بے پردہ وہ بولے اے در          نعمت سیر و تماشا ہے عموماً سب کو          نفس خلقت میں ہیں مخلوق برابر و ذول          بلکہ تم مردوں نے اقویٰ مدد الصرف میں ہو          دیکھو آزادی سے مردوں کی طرح عورتیں بھی</p>
--	--

انکی پیوی پڑھی لکھی اور پردے کی حامی تھی۔ چنانچہ انکی رائے سے اختلاف کرتی ہے۔	
<p>حرف بے پردگی اور پردہ عصمت مطلب  نہو اکوئی نہوگا کبھی آئندہ نہ آب  بے جانی کا خطاب درندت کا لقب  کس قدر صدمہ و غم در دوالم رنج و تعب  عورتیں گھر سے بلا پردہ نکلتی تھیں جب  فَمِنْ اِلٰہِ لَکَا لَبْسٌ جَلَابِیْتُ وَجَبَتْ  کیا نہیں پردہ کے معنوں میں تجلبب تجلبب</p>	<p>پردہ داری بود از نشان عفت  آج تک خیر سے اس کنبہ میں پردے کے خلاف  کیا عجب سمین مجھے قوم کی جانب سے بلے  پھر تو بدنامی سے ہوگا کہیں اور نیز نہیں  اور بھی اس باب میں پردہ کی یہ آیت اتری  فَزَلَتْ اَیۡہُ یُدۡرِیۡنَ عَلَیۡہِمَا اِلٰہُ  کیا نہیں پردہ کے اثبات میں یہ نص صریح</p>
جب بحث میں غالب آئے تو دوسرا طریقہ اختیار کیا	
<p>آج ہوٹل چلو ساتھ اپنے کہ ہر چاندنی شب  جن کو دیکھا نہیں تھے کبھی پردے کے سبب  حُب قومی و دلی درد ہر جن کا مشرب</p>	<p>کما کل دن کو تو کی سیر اکیلے سے  میں وہاں نیز ہر قسم کے کھانے طیار  ہم تم آداوی سے کھا بیٹھے اُن اجاب کے ساتھ</p>
آخر عورت تھی!۔ انکے کہنے میں آگئی	
<p>مجھے مطلوب وہی ہو جو تمھاری ہو مطلب  چلو گلگشت گلستان کرو یا سیر کلب  دیتی تھی ہو کے کھڑی لکچر و سیج و خطب  ذوق سے کرتی تھی نائنگ کا نظارہ ہر شب  بنص دکھلانے چلی جاتی تھی بے پردہ طلب  جو بن اپنا وہ دکھاتی تھی ہر اک جلسہ میں جب</p>	<p>پس کہا لوجی میان آپکا کت ہی سی  خوش ہو لو آج ہی سے میں نے اٹھایا پردہ  پھر تو وہ مردوں کے ہر جلسہ میں بے شرم و حجاب  شوق سے بھرتی تھی بازار و چین میں ہر روز  جب ذرا سی بھی طبیعت ہوئی ناساز کبھی  خلیل تھے سب اس گل پہ فدا حسن پرست</p>
<p>سہ پس اشد تم کی طرف سے ہائے واسطے اور صفا پردے کی چادر دکا واجب ہو انفس پرست کی جیکو عیب  سہ جَلْبَبُہ جَلْبَبُہ یعنی چادر پوشیدہ جَلْبَبُہ جَلْبَبُہ چادر پوشیدہ جَلْبَبُہ جَلْبَبُہ کہ ظن</p>	

میں نے خود دیکھا کہ ان کی سیر اکیلے سے ہوتی تھی اور وہ ہر قسم کے کھانے طیار ہوتے تھے اور وہ ہر جلسہ میں بے شرم و حجاب ہوتی تھیں اور وہ ہر روز بازار و چین میں ہوتی تھیں اور وہ جب ذرا سی بھی طبیعت ہوئی ناساز کبھی ہوتی تھیں اور وہ خلیل تھے سب اس گل پہ فدا حسن پرست ہوتے تھے

کبھی مبر کبھی سکر ٹیری اور صدر کبھی	کبھی سر حلقہ میٹنگ کبھی سر خیل کلب
ذوق سے کھائی تھی ہوٹل کے مطامع ہر دو	شوق سے دیکھتی تھی ٹیٹر کے ٹافے ہر شب
چلے ٹم ٹم پہ اسے لیکے وہ صاحب اک روز	میں نے ڈھکا تو کہا مال عرب پیش عرب

اسکے ہند اس بیوی کے حسن کی تعریف ہی۔ اور بے پردگی کا خاکہ۔ انجام کار اور اسکا کسی کے ساتھ بھاگ جانا۔ شوہر صاحب بی بی کے فراق میں بچپن میں اور اپنی عقل پر تفریق کرتے ہیں پردے کو عین سبب عفت و پاکبازی کہتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ

وئی کیا رات کو بھی عورتیں نکلیں نہ کبھی	گر جب ہے حکم میں پردے کے وجود ہر شب
نگ و ناموس کے پردہ میں رہیں خیر کے ساتھ	انہیں بے پردگی کے شر سے بچا نایا رب
مزد بھی قانع نہ کیا آؤ لی گلا بھڑا کر پڑھیں	عورتوں کو بھی سبق پردہ کا دیتے رہیں سب
اسی اس نظم دل آویز سے ثابت یہ ہوا	دین اسلام میں ہی پردہ ہی عصمت کا سبب

قصیدہ چارم ۲۵۵ بیتوں کا منظرہ سلام و نیچہ

دوش دیدم کہ شدہ نیچہ و اسلام ہم	ہم جو گردان کہ بھرگ آمدہ با صد دم و خم
شد بیا ہر دو طرف معرکہ جنگ جدال	مثل جاپانی دروسی کہ ستیزند ہم
گفت نیچہ سرن تو متحدیم از رہ دین	چند جا با تو مگر گونہ خلافی دارم
ایچہ پابندی رسم و رہ دنیاوی	ایچہ مشغولی اذکار و وظائف یہم
ایچہ از ہر زیارت بقابر رفتن	ایچہ کہ زیر زون طنطنہ کہ لغتہ یہم
ایچہ پیری چہ مریدی و چہ خرقہ شجرہ	ایچہ کشف و چہ کراست و چہ امر و نہم
ایچہ دستار و چہ تسبیح و چہ دلقی دربر	ایچہ گفتار و چہ رفتار و چہ تقلید امر
ایچہ ریش بست زمیشت کہ بیش است از حد	ایچہ حمام و سر سنج کہ دارد صد خم
گفت اسلام کہ اے دشمن دین اسلام	موج دین را مکن اینسان بندمت منضم
اکثرش مضحکہ جو بعض عوام جلاست	ورنہ من ہم بتو دین گونہ مطاعن گویم

اینچه طره سر سرائیچه شکافی پس پشت  
اینچه جاک کف و کارچه گلوبند بدو  
اینچه ریت بود از سبک و آستران ریش  
اینچه بر خویش کنی قلم در سال پروت  
روی اسلام ز ریش است و خرابش چه کنی  
حکم بزطاهر اسلام شریعت باشد  
بر قیاسی که بود صورت اسلام ناز  
گفت اسلام که ای نیچه تصویر پرست  
اگر چه این عکس ز فتو دست و لیکن منیست  
گفت نیچه که از نیست پرستش مقصود  
اکلها بدو دهنم چون دُر را اندر دُر جاک  
خود تصور بدین وصف خدا آمده نیز  
گفت اسلام بود حرمت تصویر نمیش  
لازم آید هم ازین قاعده رفع علل  
رفع علت نبود موجب رفع معلول

اینچه سوط است چه کوکاست چه چوبی هر حکم  
اینچه بتلون و چه هیست است اگر انبار الم  
اینچه سویت بود از زپ و ز پرن اند و کم  
اینچه بر ریش زنی استر و ظلم و ستم  
رو ز محشر چه روی پیش محمد صلعم  
حکم صورت بود اندر میر سیرت محکم  
همچنان ریش بود صورت مسلم ز سلم  
تو که ذی روح تصاویر منی در البسم  
منی تصویر ازین صنعت خاص آید  
علت و حش این بود بر شاه امم  
شکله در سرین چون صور اندر البسم  
خود در اخلاق مخلوق بخدا آمده هم  
رفع علت نهد حکم جوازش جز دم  
رفع معلول ز بهتا و و شتها و صنم  
در نه یک قطره کوکیف نیار و در کم

له كما قال الله تعالى وهو الذي يَصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لِنَبِّئَ أَنْ هَذِهِ سُنَّتُهُ ۚ

مکمل کنند و غایب است اگر چه بعضی مطلقاً این مثل را بر سر سر و علت فاعلیه و کسبه السببیه بر وجهی از اکثر افعال و احوال و بعضی ۱۲

علت حرمت تصویر پرستش نبود  
صنعت صورت ذی روح بخالق خاصیت  
لا طری همچو قمار آمده در حکم حرام  
گفت نیچر که ربا را بعلیگه و سونگی  
قوم را با زر سودی فتنه اکثر حاجت  
قوم بے سود بود و بتزلزل هر آن  
حرفش رفت و اباحت بضرورت آمد  
گفت اسلام که هند آمده دارا لاسلام  
شعبه نیست در اسلام تحسین با  
پس بلا و سوسه در بودن حکم نهیش  
گفت اسلام بخوانیم در دو تسبیح  
گفت نیچر که بود باطل حق نیست در آن  
تو که نیچر بتکاب چاه تنزل نازل  
گفت نیچر که ای اسلام نگون سر فادق  
یعنی این نام مرکب زنی و چر داری  
نیچر آخر سپر انداخت به پیش اسلام  
ما بتا بے چو بر افتد بکنان گرد و چاک  
گفت اسلام بصورت و فر با نیچر  
إِنَّ بِالْحَمَلَةِ لِلنَّيْجَرِ قَالِ لَا سَلَامَ  
گفت اسلام که من بخورد امکان خص  
یعنی از نیچری آزادی و اطلاق آمد

شرک با خالق اشیاست کیفیت و کم  
عام نبود که در آن خلق تواند زد و دم  
با خلق معنی او هست به میسر تو ام  
قائم از بهر فنا هست قومی بختم  
پس بلا سود چه سان سود دهد و دم دوم  
قوم با سود نهد و بدترتی هر دم  
دار حرب از پی آن الکه هند آمده هم  
کا ندین نیست خلافتی علما را با هم  
زانکه در حرمت آن حکم خدا شد حکم  
نقض قرآن مجید است بحکم محکم  
گفت نیچر بود این هر دو نگو بهید به شیم  
گفت اسلام که این است حق و نیست هر دم  
سن که اسلام در آیوان ترقی رسد  
گفت اسلام که ای نیچر نیچر خا فقه  
نے جریدن به بهائم نزد و نے به شیم  
زانکه رو باد چه سر نیچر زند با ضیم  
آفتابے چو بر آید رود از گل شبنم  
من که مانم بهر بر و تو که مانی بنتم  
إِنِّي أَعْلَمُ فِي الْمُنْطِقِ مَا لَا تَعْلَمُ  
گفت نیچر که من محل اطلاق اعم  
همچو اسلام با حکام مفید نشوم



<p>قید امکان او امر ہے اسلام بود گفت نیچر کہ ندانی تو دلیل نمی کرد گل منطق اسلام چون جذر منطق الغرض از پس بجای و تقاریر طویل ایسی اسلام شده غالب نیچر مغلوب</p>	<p>طوق اطلاق نواہی بگلویم توام گفت اسلام کہ نمی و ہم اتی دانم نیچر از تا طق لال مد چون جذر انم نیچر از منطق اسلام شد آخر اکرم حال نیچر شده چون حالت حرف مدغم</p>
---	--

پنجم قصیدہ ہمدردی وجوہ نمودی جسکے چند ابیات بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔

<p>باہزاران حمد و شکر داور دادار باش واقف اسرار باش کاشف اسرار باش تشنہ باش میاگر سہ خفتہ یا بیدار باش آئینہا السکافی کہ دکاشم من انکھرا اظھو تا توانی از عطا در ائت و رحم و کرم سہدہ افلاس دارند اہل ملک اند جگر خیر خواہی کن اگر باشی تو خیر اندیش قوم زین چہ حاصل تویم خود را خاص باشی فکسار یاری و ہم یاری را اگر اثر داری بہ دل گر تو مردی مردمی مردانگی را خادمی از دیانت و زامانت و میان بل ملک آبرو دے گوہر در دلی خواہی اگر با خوشی و بے غلش در دوستان و دشمنان از خلوص دل بیاطن قوم را ہمدرد شو</p>	<p>با فردان نیست و ذکر احمد مختار باش باش در ہر جا کہ باشی بلیک بے آزار باش ہر چہ باشی باش لیکن اندکے زردار باش دزمی سر جوش قومی جوش دل شہار باش مرہم ز خسبم دل قوم جگر انگار باش بہر اخراجش بجائے شربت دینار باش در وہ پند و نصیحت سودی و عطار باش عام با توجہ نبی آدم بہ دل غمخوار باش بامساکین و یتامی یا در وہم یار باش خادم مردان و غمخواران قوم زار باش پیش کہرس سرخرو چون لالہ و گلزار باش در گلوے قوم چون عقد در شہوار باش مثل بلبل دگلستان مثل گل در غار باش گو بظاہر و خلافت نیک و یابد کار باش</p>
---	---

قوم را هم دست و هم بازوی و هم پای قوی	قوم را آلات و هم ادوات و هم لوازش
معنی همدردی قومی همین است و همین	نیک افعال و نیک اقوال نیک اطوار باش
باش و قومی گلستان نوبهالی سر بلند	کاندران از خیر خواهی نفعه نیز از بار باش
اولاً فرط طواف کعبه خدمات قوم	ثانیاً بیت المحرم را حاجی و در توار باش
محسن الملک و تقار الملک و تشریف صفت	قوم را هم یاور و هم یار و هم غمخوار باش
صدوقی ۱۲ شتاق حسین ۱۳ سید احمد ۱۴	عالم علم کلام و ناسخ اخبار باش
همچو شیخی ناطق ندوه بعلم و انتقاد	در جزایش مستحق اجر دهده بار باش
خالصاً بقدر کنی خیر کنی تو یک یک بار اگر	یا چو هر روزه و روز بمنزل بر سر رهوار باش
باش در دنیای دون همچون شاد و در سر لے	همچو آسی عامل ستم امر بر خور و آزار باش
ای پسر خواهی که بر خور دار باشی در جهان	

انتخاب از مجموعه رباعیات مستثنی به چندین شکل بر لے اکل - بادشاه - اردولی -  
استثاری اطباء - نیچرشی - پیرو سرسید - طلبه علیگڑه کالج - درویش قانع

### بادشاه

شاه بر شاه و گداز فتح و ظفر میخوابد	لشکر و طبل و علم تیغ و سپهر می خوابد
تخت و دیمیم بصد شوکت و فری خواهد	بهر اکل این همه شکل ست که ز رمی خواهد

### اردولی

اردولی خاص که بیغام رساند بخشور	گوید آن را که در آید بخشور پُر نور
اندکی باش که اینک کثرت پیش ضرور	بهر اکل این همه شکل ست که ز رمی خواهد

له این معنی استفاد از این آیه که میله است ۱۲ من جاء بالحسنه فله عشر مثاکلها ۱۳ که مانی الحدیث  
الصحيح كن في الدنيا كما نكك غيرك اوك غايه سبيل ۱۴ یعنی نظر بر خود دار که در حق معنی مساوتند  
مستعمل است در تقيقت از سر امر و کس باشد که بر از بر دین یعنی با هر آخرت توشه از داد و دوش و احسان و طوبی همراه خود ببرد و هم  
خود را زور دین بی حکم مکنوا من الطيبات هر چه از اکل حلال و مال طیب میر آید بخور و هم دار از داشتن یعنی برای  
اهل و عیال خود چیزی هم از باباً صالحه مانده که تا بعد مرگ خود ایشان را بوقت ضرورت بکار آید ۱۵ -

## اشتہاری اطبا

آن اطبا کہ سراسر ہمہ حرص آزند      اشتہارات دہند اشتہب دعوات آزند  
ہمچو غوکان بر شکال بلبند آوازند      بہر اکل این ہمہ شکل ست کہ زرمی خواہد

## نیچسری

نیچسری دعویٰ ہمدردی قومی بکند      اذہ عایت کہ از صدق مقرر باشد  
خود گدائی کند و بیچ گداری دہد      بہر اکل این ہمہ شکل ست کہ زرمی خواہد

## پسر و سرشید

آنکہ در سر سر سید پیچہ دارد      تخم ہمدردی قومی بدل و جان کار د  
از بے قوم سوا لے چو گدایش آرد      بہر اکل این ہمہ شکل ست کہ زرمی خواہد

## طلبہ علیگرہ کالج

آنکہ باشد تہرقی مدارج عارج      گوید از بہر پس اندازی دغل خارج  
و ن سو پی فینڈ بہ بہر علیگرہ کالج      بہر اکل این ہمہ شکل ست کہ زرمی خواہد

## درویش قانع

مگر آن کس کہ گسی لب نکشاید سوال      قانع و شاکر و صابر بود اندر ہمہ حال  
انسی اورا نتوان گفت چنین نوع مقال      بہر اکل این ہمہ شکل ست کہ زرمی خواہد  
ہمارا ارادہ ہی کہ ان تمام نظمون کو چھاپکر بیلک کی خدمت میں مرحوم کی آخری یادگار پیش کریں

## خصوصیات عربی

یہ مضمون جناب قاضی تھذیب صاحب اہم۔ اسے (علیگندھ) عظیم الشان تعلیم انگریزی و وہ العلماء کے پرزور قلم کا نتیجہ ہے۔ آپ کو عربی زبان سے ایک خاص دلچسپی ہے۔ آپ نے آئندہ بھی سطح سلسلہ مضامین کا وعدہ فرمایا ہے۔

عربی زبان ایک عجیب زبان ہے جو اپنی بعض خصوصیات کے اعتبار سے کل زبانوں سے ممتاز ہے۔ علماء یورپ جو السنہ قدیم کی تحقیقاتوں میں مشغول رہتے ہیں، انھوں نے بہت محنت اور تحقیق سے یہ اسے قائم کی ہے کہ جو زبانیں اس وقت دنیا میں رائج ہیں وہ تین اصل پر جا کر ختم ہوتی ہیں ایک اصل آریہ جس سے ایشیائین سنسکرت، زند و فارسی پیدا ہوئیں، اور یورپ میں اسی زبان سے یونانی۔ لاطینی اور اسکی شاخیں (انگریزی۔ فرانسیسی وغیرہ) ظاہر ہوئیں۔ دوسری اصل ترکی ہے جو کسی وقت میں ترکستان اور منگولیا کی زبان تھی۔ تیسری اصل سمیاطی زبان ہے۔ اسے عربی۔ عبرانی۔ قلدی۔ جمیری۔ باہلی اور سریانی زبانیں پیدا ہوئیں۔ (ان اصلوں کے سوا اب ایک اصل اور بھی مانی جاتی ہے جو ان زبانوں پر حاوی ہے جو جزائر بحر الہند وغیرہ میں بولی جاتی ہیں) اس وقت مقصود ان تمام قبائل السنہ میں صرف عربی کی چند خصوصیات کا بیان کرنا ہے۔ اول بلحاظ درجہ کے عربی شق اول میں جو معنی وہ کسی دوسری زبان سے نہیں نکلی ہے بلکہ مثل سنسکرت اور یونانی کے تقسیم اول میں شامل ہے۔

دوسرے بلحاظ قدامت کے یہ نہیں ثابت ہو سکتا کہ کوئی اور زبان عربی سے قدیم ہے سمیاطی زبان کی شاخوں میں سریانی عبرانی سے نکلی ہے۔ باہلی اور قلدی زبانیں بالکل جدا گانہ ہیں۔ اور ان کے زمانہ کا کوئی خاص یقین نہیں ہو سکتا۔

جمیری اور عربی دراصل تھوڑے فرق سے ایک ہی زبان ہے۔ عرصہ تک یہ خیال قائم رہا ہے کہ عبرانی عربی سے مقدم ہے، عبرانی زبان میں قدیم آسمانی کتابوں کا ہونا اور متواتر پیغمبروں کا

عبرانی زبان میں مکمل کرنا۔ یو اسرائیل کی تہذیب کا عرب کی تہذیب سے مقدم ہونا۔ مذہبی اعتبار سے یورپ کا عبرانی سے قریب ہونا، ایسے شواہد اور اسباب ہیں جنہوں نے لامحالہ یہ خیال پیدا کر دیا کہ عبرانی کو عربی پر ترجیح دیجائے مگر غور و تامل کے بعد کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ عربی۔ عبرانی سے قدیم ہو۔ علماء السنہ اس امر پر متفق ہیں کہ ہر زبان کی قدامت کا پتہ اس کی صرف و نحو سے چلتا ہو۔ جس قدر قواعد وسیع اور پچھرا ہوں گے اُسی قدر زبان قدیم بھی جائیگی کیونکہ ہر ایک دور جدید یا اس امر کا آرزو مند ہوتا ہو کہ قواعد مختصر۔ سہل اور صاف ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ جدید زبانوں میں اعراب مطلق نہیں ہیں۔ اور حسبہ حوادث زبان ہوگی اُسی قدر اشتقاق بھی اُس میں کم ہونگے چنانچہ زمانہ موجودہ میں جو عربی مصر وغیرہ میں بولی جاتی ہے اس میں اعراب کا بہت ہی کم لحاظ کیا جاتا ہے اور وہ زمانہ دور نہیں جب عربی سے کلیۃ اعراب ساقط ہو جائیں اور یورپ کی زبانوں میں اشتقاق روز بروز گھٹتا جاتا ہو۔ بس جب اس کلیہ کو پیش نظر رکھ کر دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے عربی عبرانی سے قدیم ہو کیونکہ عربی کی صرف و نحو اور اُس کی پابندی اعراب عبرانی سے بدرجہا زیادہ دقیق اور وسیع ہیں۔ علاوہ ازیں الفاظ کا مقابلہ خود اس بات کو ظاہر کر دیتا ہے کہ عربی نے عبرانی کو مدد پہنچائی ہے۔

تیسری خصوصیت عربی کی یہ ہے کہ اس میں ہر خیال کے اظہار کے لیے ایک وزن جدا گانہ ہو ترکیب الفاظ سے اس میں بہت کم کام لیا جاتا ہے۔ صیغہ شنیہ۔ اسم ظرف۔ اسم اکہ۔ اسم تفضیل مبالغہ اور زبانوں میں الفاظ ترکیبی سے بنائے جاتے ہیں، عربی میں ان کیلئے جدا گانہ اوزان مقرر ہیں اور اس اعتبار میں وہ اپنی بن جمیری سے فوقیت رکھتی ہے۔ جمیری میں اظہار مبالغہ کا کام ماضی یا مضارع سے لیا جاتا ہے۔ مثلاً شمر (جمیری میں یہ صیغہ ماضی مبالغہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے) عربی میں اس کے جدا گانہ لفظ شمار موجود ہے۔ یا میر عیش اور پشرب مضارع کے صیغے ہیں اور جمیری میں مبالغہ کے کام آتے ہیں۔ عربی میں اشد ارعاشاً اور اشد ثیراً بولاجائیگا۔ ماضی اور مضارع کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

چوتھی خصوصیت جو نہ صرف عربی پر محدود ہو بلکہ کل سمباطی زبان میں عام ہو وہ یہ کہ ان زبانوں کے الفاظ عموم سے مخصوص کی طرف بڑھتے ہیں برخلاف اسکے آریہ زبانوں کے الفاظ مخصوص سے عموم کی جانب ترقی کرتے ہیں۔ مثلاً ہاتھ (اُردو اور انگریزی میں اسکے معنی ایک خاص

عضو کے ہیں اور استعارۂ قوت کے معنی بھی لیے جاتے ہیں۔ برخلاف اسکے عربی میں لفظ ہاتھ کے حقیقی معنی ہاتھ کے ہیں، استعارۂ اس سے قوت کے معنی لیے گئے اور پھر اس سے ہاتھ کے معنی جو اٹھار قوت کا خاص ذریعہ ہو۔ اسی طرح عربی میں سیف کے معنی اہلی نیت کو دینا ہو۔ اب عام زبان میں اسکے معنی تلوار کے ہو گئے ہیں۔ یا لوسد کے معنی تلے اور پر رکھنے کے ہیں۔ اٹھا داس سے تکیہ لگانا ہو۔ اور نیز سونا۔ اس قسم کے استعارے ہر زبان میں رائج ہیں لیکن انکی دو قسمیں ہیں ایک تو عام استعارہ جسکا مفہوم سیاق کلام سے پیدا ہو سکتا ہے مثلاً اس سیف کے معنی کہیں کہیں فصاحت زبان کے بھی آجائے ہیں، دوسرا وہ استعارہ جس نے اصلی معنی لفظ کو اس طرح بدل دیا ہو کہ اس کے لیے اب سیاق کلام کی ضرورت نہ باقی رہی ہو۔ جیسے سیف بمعنی تلوار۔ پس عربی کے اکثر الفاظ میں اس دوسرے قسم کا استعارہ موجود ہے۔ لیکن چونکہ اب لفظ کے معنی ہی بدل گئے ہیں اس لیے اس طرف خیال نہیں رجوع ہوتا۔

پانچویں خصوصیت جو سوائے عربی کے کسی قدیم زبان کو اس وقت نہیں حاصل ہو وہ یہ کہ عربی اپنی اصلی قدامت کی حالت میں اب تک بولی جاتی ہو۔ حضرموت اور نجد کے اندرونی حصے میں ابھی زبان میں کوئی تغیر نہیں آیا ہو اور خالص عربی بولی جاتی ہو۔ برخلاف اس کے اب سنسکرت۔ زند۔ لاطینی اور یونانی اور عبرانی وغیرہ کے بولنے والے کہیں پر وہ دنیا پر نہیں پائے جاتے۔

چھٹی خصوصیت عربی لغت کی ایک عجیب و غریب پر اسرار کیفیت ہو۔ وہ یہ کہ عربی زبان کے تمام الفاظ ثلاثی الاصل ہیں۔ اگر کسی لفظ کے حروف تین سے کم ہیں تو وہ کسی وجہ سے گر گئے ہیں اور جو تین سے زائد ہیں یا وہ الفاظ ترکیبی ہیں یا حروف ہجائیں سے کوئی حرف اصل حروف میں بڑھا دیا گیا ہے۔ اس عجیب خصوصیت کا یہ نتیجہ ہے کہ ہر تین حرف کی ترکیب سے

چھ لفظ پیدا ہو سکتے ہیں۔ مثلاً اب و۔ اس سے الفاظ ذیل بنتے ہیں۔ ابد (ہیشکی) بدو  
(شروع) و آب (ریح اٹھانا) و با (یہ لفظ لغت عرب میں نہیں) ادب (الطیر) باؤ  
(لغت میں نہیں)۔ اسی طرح قرو (کاسہ سنگ) روق (پانی) قور (سیاہی) ورق  
(پتہ) رقو (مٹی کا ڈوہا) و قر (بفتح گرائی گوش و کسر بارخر)۔ اسی طرح قسرب (شہد اور  
قشرٹ بکون راء مارنا) ابض (امعاء) ضمیر (جہول) برض (قیل)۔ بقر (بطلان شہ)  
رضب (آب و ہن)۔

غرض کہ اسی طرح پر کل حروف کی ترکیب ہو سکتی ہو، خارج از زبان الفاظ کے محال دیکھ کے  
بعد عربی لغت کی تدوین اسی بنا پر کی گئی ہو۔ یعنی عربی لغت میں حروف آخر کے اعتبار سے باب  
قائم کیے جاتے ہیں اور حروف اول کے اعتبار سے فصل اس طرح ہر باب چھبیس فصلوں پر منقسم  
ہوتا ہو۔ اہل یورپ نے جو اس رمز کو سمجھ کر عربی لغات حروف اول کے لحاظ سے مرتب کیں ہیں۔  
اس کا نقصان ان لغات کے استعمال کرنے والوں پر ظاہر ہے۔ ان میں ایک مادہ کے مختلف  
مشقات ایک جگہ نہیں مل سکتے ہیں۔ مختلف کلمات اور ابواب کے لیے مختلف مقامات دیکھنے  
ہوتے ہیں اور چونکہ اس طرح تعداد الفاظ اور تکرار معانی لاکھوں تک ہو جاتی۔ کتاب  
کا حجم بیفائدہ بڑھتا ہو۔

غرض کہ یہ چند خصوصیات عربی زبان کی ایسی ہیں جو دوسری زبانوں میں نہیں پائی جاتی ہیں  
میں نے بہت اختصار کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے تاکہ طوالت زیادہ نہ ہو جائے۔

باقی ائندہ

## البيان کی مستقل مستقبل زندگی

البيان عربی کا ماہوار رسالہ ہے، ایک ایسے ملک سے نکلتا ہے جہاں عربی زبان مادری زبان اور نہ اس کے سمجھنے والے اور نہ ہی والدین کی تعداد کثیر ہے اور عربی زبان کے لکھنے والے تو تقریباً ہندوستان سے معدوم ہیں، لیکن البیان کیوں پہلے عربی مسلمانوں کی مذہبی کم اتھافتی سے، اپنی حقیقی مادری زبان (عربی)

ساتھ بے توجہی سے اپنے اجزاء کو پیشے بدل دینے سے، کیا یہ تعجب خیز امر ہوگا کہ یورپ اور امریکا جیسے ملکوں عربی کے کچھ اتھادرسائل اور اخبارات شائع ہوں اور ہندوستان کا ایک سالہ بھی مسلمانوں کی اعانت سے نہیں چل سکتا، حالانکہ سوائے عربی مذاق کے یورپ اور امریکا کو عربی زبان سے مذہبی تعلق ہے اور نہ قومی محبت ہے، خود ہمارے سامنے ایک زندہ قوم کی مثال موجود ہے جسکی زبان مردہ ہے، بھاکا اور شنسکرت اسوقت کمین بولی نہیں جاتی ہے، خود ہندو ہین بونے مگر اسوقت ہندوستان میں ہندی، بھاکا شنسکرت زبان میں متعدد اخبارات اور رسائل شائع ہوتے ہیں اور

قدردان قوم نہایت عرصے کے ساتھ اسکو لیتی ہے اور پڑھتی ہے یورپ کا ایک عالم لکھتا ہے کہ ممکن ہے کہ دنیا سے تمام زبانیں مٹ جائیں لیکن جب تک قرآن موجود ہے عربی زبان نہیں مٹ سکتی، لیکن اگر وہ عالم آج ہندوستان میں موجود ہوتا تو اسکو اپنے قیاس کی غلطی معلوم ہوتی، البیان کی خرید و فرو

فروست مختصر نہیں ہے لیکن بچہ، ادا کرنے والوں کی فہرست مختصر ہے، بار بار کے تجویز سے جب امر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ ہندوستان کے مسلمان اپنی مقدس زبان کی حمایت اور اسے قاصرین تو دوسروں کی طرف نظر اٹھانی پڑی۔ اور بھگت اس دروازہ سے محروم نہ آ پڑا اور اسکی مستقبل زندگی ایک حد تک مستقل ہو گئی۔

(۱) سب سے بڑا اطمینان اس امر سے ہوا کہ یورپ کے مشہور مستشرق (اور ٹیلیسٹ) اور مسلمانوں کے تنہا قومی کلی کے عربک پروفیسر جناب ڈاکٹر جوزف ہور ویز صاحب نے البیان کی صرف علمی جہد دی کی بنا پر سرپرستی قبول کی جتا مدح نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اپنی پوری کوشش سے البیان کی امداد فرمائینگے، ڈاکٹر صاحب کی اس جہد دی و احسان کے نہ صرف ہم ممنون ہیں بلکہ ہندوستان کے تمام مسلمان انکے شکر گزار ہونگے کہ وہ مسلمانوں کی مقدس، بچھا قومی، اور علمی زبان کو ہندوستان میں زندہ کرنا چاہتے ہیں (۲) دوسرا اطمینان اس سے بھی ہوا کہ مولوی سید سلیمان صاحب ماڈرن عربک پروفیسر دارالعلوم چنگی اردو اور عربی انشاپور تمام ہندوستان میں مسلم ہو چکی ہے انھوں نے صرف اس شخص اور ذوق کی بنا پر جو انکو عربی علم ادب سے ہے البیان کی آئری آئری منظور کی ہے اور انکا ارادہ کہ مستقل طور سے نہایت جانفشانی کے ساتھ سالہ وقت پر





اسنے ایک خیم تصنیف یادگار محمدی تصنیف کل علوم  
فلسفہ کا خلاصہ اور پنجویں ہے آخر جلد ہون کتاب ختم ہے  
ایک جلد فلسفہ کی ایک ایک مشائخ پر مشتمل ہے،

فرنیس ٹی کاہن نے فرانس کا پیر ہزار ہون فرسنگ کی  
جائداد اسیلے وقت کی تاک وہ ان پہن علوم کو پتہ چلا  
کہ مالک کی سیر و سیاحت سے اپنے معلومات اور تجربہ بڑھائیں  
کیا ہندوستان کی قسمت میں بھی کوئی ایسا شخص پیدا ہوگا

فرنیس ٹی کاہن نے حال میں پندرہ ہزار فرسنگ اسیلے  
وقت کیا ہے تاکہ اس سے ہر سال دو عورتیں لوہا اور لکڑی  
امریکا کی سیاحت کیا کوئی خوش قسمت کن عورتوں کے لیے  
شرط ہے کہ وہ کسی ہائی اسکول کی اُستانی ہوں یا کوئی  
دوسری غیر مادی زبان جانتی ہوں،

۱۸۷۶ء میں ولایات متحدہ امریکا نے ۵۸ ہزار فرسنگ  
۵۵ ہزار اور انگلستان نے ۷۷ ہزار فرسنگ اور اٹلی نے  
بیس بیس ہزار فرسنگ کا رقبہ بنائے،

قرم زمانہ کی مدت سفر کو خیال کرو اور اس قدر کہ لوگوں کا بھی  
۵۰ روز میں ۶۰۰۰ گز سے بڑیا کا سفر کیا،

کیا بعد وہ پیرس کا سالہ اسلامی دنیا، لکھتا ہے،  
جزیرہ کرکے کل باشندے ۳۰۳۵۴۳۳۰۰۰۰ ہون جن میں سے  
۳۳۴۹۶۰۰۰ مسلمان ہیں ۱۸۹۶ء اور ۱۸۹۷ء کی شورش میں بہت  
مسلمان ایک ایک کر کے جزیرہ سے نکلے جس جزیرہ کو سخت  
مالی نقصان اٹھانا پڑا مسلمانوں کی تعداد ۱۸۹۶ء کی مردم شماری میں  
۳۲۳۳۰۰۰ تھی اسی زمانہ میں مردم شماری میں ۳۳۴۹۶۰۰۰ رہی، اور  
اب تک ہمیشہ مسلمان وہاں کے مظالم سے تنگ آکر ہجرت  
کر رہے ہیں اور چونکہ مسلمان اکثر کاشتکار ہیں اس لیے جزیرہ کی  
بادی پر اسکا روز بروز بہت اثر پڑ رہا ہے،

عمر کی درازی میں آفتاب کو بہت دخل ہے تجربہ ثابت ہوا  
کہ جہاں آفتاب نادر رہتا ہے وہاں دیگر مالک کی نسبت عمر میں  
طویل ہوتی ہیں جیسا کہ سویس کے بعض بیاتوں نے لکھا جا رہا  
ہوگا کہ صوبہ جو کیر و ماگرو واقع ہے اور لوکانا کا صوبہ اور  
ماگلہ لوکانا صوبہ جو نوٹس میں پر سویس میں واقع ہے وہاں  
مشہور ہیں کہ وہاں بہت دیر تک آفتاب رہتا ہے وہاں کے بعض  
مقامات میں سال میں ۳۳۱ دن آفتاب چمکتا اسیلے وہاں کے  
لوگوں کی عمر بہت دراز ہوتی ہیں وہاں اکثر لوگ سو برس کی عمر پاؤں  
اور تھی اسیلے برس کی عمر وہاں معمولی بات ہے،

یہ سب کا بہت بڑا پروفیسر کا نام اڈورڈی پرنسٹن لکھا گیا

ہجرت کا حکم ہوا اور آپ پر جہاد فرض کیا گیا۔ آپ نے اپنے اصحاب کو بھی ہجرت کا حکم دیا جو وقتاً فوقتاً مکہ سے نکل کر روانہ ہوتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع ابوبکر رضادائے خدام عامر بن فہیرہ اور عبد اللہ بن ارقم دہلی کے (ایک روایت میں ارقطہ) مکہ سے نکلے۔ آپ کے پاس بہت سے لوگوں کی امانتیں رکھی تھیں انکے ادا کرنے کے لیے آپ غلی کو اپنا خلیفہ بنا گئے تھے جنکو پہنچا کر وہ بھی آپ سے جاملے۔ جسوقت آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ کی عمر تیرن سال کی تھی جب بیان ابوالیقطان رحمہ اللہ بن حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسی بارہ مین کہا ہے۔

ثوی فی قریش اضع عشرۃ حجۃً      یدکر لویلتے جیسا مواتیا  
ویرض فی اہل المواسم نفسه      قلم یرمن یوسے دلم یرد عیا  
فلما اتانا واطمانت بہ النول      فاصبح مسروراً بطبعہ رضیا

محمد بن اسحق بیان کرتے ہیں کہ پہلا شعر صریح بن ابی انس الانصاری کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو شنبہ کے دن ربیع الاول کی دسویں تاریخ مدینہ میں داخل ہوئے اسی لیے تاریخ کا شمار ربیع الاول سے ہوا کرتا تھا جو بعد مین محرم سے قرار پایا کیونکہ یہ سال کا پہلا مہینہ ہے۔ پہلے آپ مقام "رقبا" مین کلثوم بن المدم کے یہاں مقیم ہوئے جو بنی عمرو بن عوف الادسی کے خاندان سے تھے کلثوم کا انتقال ہو گیا تو آپ سعد بن خثیمۃ الاوسی کے پاس جا رہے۔ غرض کہ آپ نے ایک مہینہ چار دن تک قیام فرمایا یہاں تک کہ اقامت گزنیوں یعنی بستی مین رہنے والوں کی نماز پوری پوری تکمیل کو پہنچی تکمیل نہانے کے بعد پانچ ماہ گزرنے پر آپ نے مہاجرین و انصار کے مابین برادری یعنی بھائی چاہ کا رشتہ مستحکم کیا۔ چھ ماہ گزرنے پر "غزوہ دوان" مین پیش قدمی کی اسکے ایک ماہ مین دن بعد قریش کے قافلہ تجارت کے مقابلہ مین شرکت لیکن۔ بعدہ کرزہ کی طلب مین فرج کشی کی اور مین دن کے بعد "بدر" تک پہنچے لیکن فوج جنگ نہیں لڑی اور "قبلہ" کا رخ کعبہ کی طرف قرار پایا۔ اسکے بعد "بدر کبریٰ" بھی جنگ ہوئی۔

ابوالیقطان بیان کرتے ہیں کہ بدر قبلہ تھا کہ جو ابوذر رضی اللہ عنہ کے خاندان کا مورث اعلیٰ ہے ایک شخص تھا اور وہ کنوان اسی کے جانب منسوب ہے اس شخص کا تعلق جس بطن سے تھا اسکو وہ بنو النازہ

کہا کرتے تھے۔ مگر شعبی کہتے ہیں کہ بدرہہ ایک کنواں ہے جس کے مالک کا یہی نام تھا اور شعبی نے اس کا نسب نہیں بیان کیا ہے۔ اس جنگ میں مشرکین مکہ کی تعداد سو چھاس آدمی تھی اور مسلمانوں کا شمار تین سو دس سے چند کس زیادہ تھا۔ ایک ایک اونٹ پر انصار رسولؐ کے کئی شخص باری باری چڑھتے اترتے سفر کرتے تھے۔ انصار کی تعداد سو مشرکوں سے بھی باقی متفرق طور پر ہر قبیلہ کے لوگ تھے رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اس جنگ میں سفید تھا اور آپؐ کی فوج کا نشان سیاہ رنگ تھا جس کا پھریرا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک چادر سے بنایا گیا تھا۔ یہ نشان فوج علیؑ کے ہاتھ میں تھا اور لوہے مبارک مصعب بن عمیر اٹھائے ہوئے تھے۔ مشرکین قریش کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں تھا جس میں سے کچھ لوگ اس جنگ میں شریک نہ ہوئے ہوں۔ صرف بنی عدی بن کعب اس سے مستثنیٰ تھے۔ اُنکے گھرانے کا کوئی شخص نہ تھا۔ بنی زہرہ میں سے کچھ لوگ شریک جنگ ہونے چلے تھے لیکن انھیں بن خریق ثقیفی جو ان کا حلیف تھا اُس نے انھیں واپس ہونے کے لیے سمجھا یا اور مانع شرکت ہوا۔ اس لیے وہ بھی پلٹ گئے اور اُفین سے ایک شخص بھی بدرہہ میں نہیں آیا۔ اُس کا نام اخنس اسیلہ رکھا گیا کہ اُس نے بدر کے دن بنی زہرہ کو شرکت جنگ سے روک کر فوج مشرکین سے علیحدہ کر دیا تھا۔ اگرچہ وہ قبیلہ ثقیف کا آدمی ہے لیکن اُس کا شمار بنی زہرہ میں کیا جاتا ہے۔ یہ اسلام نہیں لایا تھا۔ ابولہیقان کا بیان ہے کہ عثمان البستی جو بصرہ میں نقیہ تھے وہ بھی رسول اللہؐ کے غلاموں سے تھے۔

## جو مشہور مجاہدین انصار بوجہ عدی کے شرکت جنگ بدر سے روک گئے تھے اُن کے نام

- عثمان بن عفان بوجہ گرائی اپنی بی بی رقیہ بنت کے جو رسولؐ پاک کی بیٹی تھیں شریک جنگ ہوئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں اُن کا حصہ سب کے برابر لگایا۔ عثمانؓ نے یہ حالت مشاہدہ کرتے ہوئے کہا، اور میرا ثواب یا رسول اللہؐ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اور میرا ثواب بھی ہے۔ طلحہ بن عبید اللہ بن مالک شام کو گئے تھے جو شریک جنگ بدر نہیں ہو سکے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میدان جنگ سے واپس آنے کے بعد مدینہ منورہ میں واپس پہنچے اور حضورؐ انور سے ملنے بارہ میں گفتگو کی چنانچہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا حصہ بھی مال غنیمت میں سے دیا اور انھوں نے بھی کہا وہ مگر یا رسول اللہ میرا ثواب شرکت جہاد بھی ملیگا یا نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا وہ بھی ملیگا۔ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بھی ملک شام میں تھے اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت مدینہ کے بعد وہاں پہنچے۔ انکو بھی مال غنیمت کا حصہ ملا۔ اور ثواب کے بارہ میں وہی گفتگو ہوئی جو اوروں سے ہوئی تھی۔ ابولبابہ اور حرث بن حاطب دو انصاری صحابی شرکت جنگ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے تھے مگر آپ نے انکو واپسی مدینہ کا حکم دیا۔ ابولبابہ کو مدینہ کا حاکم بنایا اور ان دونوں صاحبوں کے واسطے مال غنیمت کا وہی حصہ نکالا جو اور صحابہ کے لیے نکالا گیا تھا۔

## جنگ بدر میں جن مشرکین نے اپنے ذمہ کھانے کا انتظام لیا تھا انکے نام

عباس بن عبد المطلب، عتبہ بن ربیعہ، حرث بن عامر بن نوفل، طہیمہ بن عدی البجاری ابن ہشام اور حکیم بن حزام کی مائیں، انصر بن حرث بن کلدہ، ابو جہل بن ہشام، امیہ بن خلف، منبہ اور منبہ حجاج کے دونوں بیٹے، اور سہل بن عمرو۔

## جنگ بدر کے دن جب قدر مشرکین قتل و اسیر ہوئے انکی تعداد

واقعہ بدر میں پچاس آدمی مقتول اور چالیس شخص اسیر ہوئے، اسیران جنگ میں حسب ذیل اشخاص تھے۔ عباس بن عبد المطلب جنکو ابوالیسر کعب بن عمرو نے گرفتار کیا تھا اور عقیل بن ابی طالب، مگر یہ دونوں شخص مجبوراً شریک جنگ ہوئے تھے، نوفل بن حرث بن عبد المطلب، عتبہ بن ابی معیط اور انصر بن الحوثر بن کلدہ بھی اسیروں کی جماعت میں تھے مگر ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مقام صفراء میں قتل کر دیا۔

ابن مبارک نے شعبہ سے انھوں نے ابی بشر سے اور ابی اشبر نے سعید بن جبیر سے واپس  
 کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے واقعہ میں تین قیدیوں کو مجبوراً رکھ کر قتل فرمایا تھا۔ عقبہ  
 ابن ابی معیط، طعیمہ بن عدی، اور نضر بن حرث بن کلدہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباسؓ سے فرمایا کہ اپنے  
 اور اپنے بھتیجوں کی طرف سے فدیہ دو یعنی عقیل اور نوفل کی طرف سے اور اپنے حلیف کی طرف  
 سے بھی کیونکہ تم مالدار ہو۔ عباسؓ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو مسلمان تھا مگر ان لوگوں  
 نے مجھ کو زبردستی پکڑ لیا اور لا کر شریک جنگ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمھارے  
 اسلام سے بخوبی واقف ہوں اگر تمھارا کہنا صحیح ہو تو خدا کے پاک تمھیں اس کا نیک ثلہ دیگا مگر ظاہری  
 برتاؤ آپ کا تو ہمارے خلاف مقابلہ میں آنا تھا۔ عباسؓ نے کہا میرے پاس مال بالکل نہیں فدیہ کہا  
 سے دوں۔ رسول پاکؐ نے فرمایا: وہ مال کہاں ہو جو آپ نے چلتے وقت امام الفضل کے پاس کرین  
 رکھا تھا اور اس وقت تم دونوں کے پاس کوئی اور شخص نہیں تھا، پھر تم نے اُن سے یہ کہا تھا کہ اگر اس  
 سفر میں مجھ پر کوئی آفت آئے تو اس مال میں سے "فضل" کا حصہ تقدر ہو اور "عبد اللہ" کا حصہ اس قدر  
 عباسؓ نے یہ سن کر کہا: اُس خدا کی قسم جس نے تم کو سچائی کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہو اس بات سے بجز  
 ام الفضل کے اور کوئی دوسرا شخص ہرگز واقعہ میں تھا میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ سمجھتا ہوں۔ یہ کہہ کر اپنی نظر  
 سے سوا فدیہ اور دوسروں کی طرف سے فی کس چالیس اوقیہ فدیہ ادا کیا۔ ابن اسحق نے یوں ہی  
 بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ عباسؓ نے کہا: تم نے مجھ کو اپنے فدیہ ادا کرنے کے لیے اور لوگوں سے روپیہ  
 مانگنے پر مجبور کر دیا۔ پھر عباسؓ مشرف باسلام ہو گئے اور انھوں نے عقیلؓ کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی مسلمان  
 ہو جائیں۔ اسیران بدر میں سے صرف یہی شخص اسلام لائے باقی کوئی شخص مسلمان نہیں ہوا۔ اس  
 جنگ میں علی بن ابی طالبؓ نے حسب ذیل شخصوں کو قتل کیا تھا۔ عاص بن سعید بن العاص، ولید بن  
 عتیبہ بن ربیعہ، عامر بن عبد اللہ جو قریش کا حلیف اور بنی انمار بن بعض کی نسل سے تھا، نوفل بن خلیلہ  
 عوام بن خولید کا بھائی، اور اس بات میں اختلاف ہے کہ طعیمہ بن عدی کو بھی علیؓ نے قتل کیا تھا بعض لوگ

کہتے ہیں کہ اسکو حمزہؑ نے قتل کیا اور کچھ لوگوں کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو سیڑھوں پر قتل فرمایا۔  
 عمر بن الخطابؓ نے اپنے مامون عاص بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا۔ حمزہ بن عبد المطلبؓ نے شیبہ  
 بن ربیعہ، اور اسود بن عبد الاسد بن ہلال المخزومی کو قتل کیا تھا، عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلبؓ نے  
 عقبہ بن ربیعہ کو اور زبیر بن العوامؓ نے عبیدہ بن سعید بن العاص کو، عمرو بن الجموح انصاری نے اہل  
 ابن ہشام کو اسطرح مارا تھا کہ اُسکے پیر پتلوار مار کر اُسے کاٹ ڈالا پھر عبد اللہ بن مسعود نے جھپٹ کر  
 اُسکا کام تمام کر دیا۔ عمار بن یاسرؓ نے علی بن امیہ بن خلف کو قتل کیا تھا، دوسرے مشرکین جو میدان  
 بدر میں قتل ہوئے مگر انکے قاتلون کا نام نہیں معلوم ہوا وہ سب انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی تلواروں سے مارے گئے تھے۔

”بدر“ کی جنگ میں چودہ مسلمان شہید ہوئے جنہیں عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب عقبہ کے  
 قاتل جمع عمر بن الخطابؓ، ذوالنعلین، عمیر بن ابی وقاص سعد کے بھائی، عاتل بن البکر بن جکون عاتل اور  
 عاتل دونوں کہتے تھے، اور صفوان بن ابیضار وغیرہ تھے یہ لوگ ہاجرین ہیں اور انکے علاوہ جو لوگ  
 شہید ہوئے وہ سب انصار میں سے تھے۔

جنگ بدر راہ رمضان ۳؎ ہجری میں ۱۷ تاریخ کو واقع ہوئی تھی۔ اس سے فانی ہو کر رسول اللہ  
 مدینہ میں واپس تشریف لائے، آپ کی صاحبزادی بی بی رقیہؓ کا انتقال ہوا جسکی وفات کے سترہ دن  
 بعد علیؓ نے بی بی فاطمہؓ سے زفاف کیا، عثمانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی ام کلثومؓ  
 کے ساتھ عقد کیا اور بی بی فاطمہؓ کے زفاف سے ساٹھ پانچ ماہ بعد اُن سے زفاف کیا۔ اس کے بعد دو ماہ  
 گزرنے پر رسول اللہ نے بی بی حفصہؓ سے عقد کیا اور اُنکے عقد سے بیس دن بعد زینب بنت خزیمہ سے  
 نکاح فرمایا جسکے بیاہ آنے کے پانچویں دن حسن بن علیؓ کو لد ہوئے یہ بعض دوایتوں میں مذکور ہے اور اگر وہ  
 بات صحیح ہے تو وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت حسنؓ کی عمر سات سال کی تھی۔ ابن اسحقؓ کی روایت  
 میں اُس حساب سے کہ میں شمار کرتا ہوں یہ بات مذکور ہے کہ حسنؓ ۳؎ ہجری میں جنگ خیبر کے بعد  
 تولد ہوئے اور انکی ولادت سے دس ماہ بائیس دن بعد حسینؓ کی ولادت ہوئی حسنؓ کو انکی والدہ ماجدہ

نبی فاطمہؑ نے ایام حمل ہی میں دودھ پلایا اور بعد ولادت حسینؑ کے دونوں کو ایک ساتھ دودھ پلاتی رہیں۔

غزوہ اُحُد۔ ابنِ اسحق کا بیان ہے کہ غزوہ اُحُد سلسلہ ہجری میں واقع ہوا تھا۔ جسوقت اہل قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لیے آئے آپ بھی مسلمانوں کو ساتھ لیکر اُسے مقابلہ کرنے کو مدینہ سے باہر نکلے مگر بنی حارثہ کے گھروں تک آگراقی دن اور شب کو اس ترحت کے لیے وہاں ٹھہر گئے پھر دوسرے دن صبح کو ایک ہزار آدمیوں کی جماعت سے روانہ ہوئے تھوڑی راہ طے کرنے کے بعد عبداللہ بن ابی بن سلول نے ایک تھائی لشکر اسلام کا قود لیا اور ان لوگوں نے کہا: "واللہ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ کس چیز کے لیے اپنی جانیں دین" بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے لوگوں نے بھی واپسی کا قصد کر لیا تھا مگر خدائے پاک نے انھیں اس لغزش سے محفوظ رکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے چلے تو ایک گھوڑے نے اپنی دم کو جنبش دی اور اسکی دم ایک تلوار کے پتے پر پڑی جسکی وجہ سے وہ تلوار برہمنہ ہو گئی یہ صورت ملاحظہ فرما کر رسول پاک نے تلوار کے مالک سے جو قال اور شگون کا قائل تھا کہا: "تھاری تلوار کا شگون بیکار ہو گا کیونکہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آج تلوارین میانوں سے باہر نکلیں گی" جنگ اُحُد کے دن قریش کی تعداد میں ہزار تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف سات سو آدمیوں سے اُنکے مقابلہ پر آئے تھے حضورؐ انورؑ نے اُس دن دوز رہون کو زیب بدن فرمایا تھا اور ایک تلوار لیکر اُسکو لانے کے بعد فرمایا کہ: "اس تلوار کو کون شخص لیتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اُسے اسکا حق ادا کرنا ہو گا" عمرؓ نے کہا کہ: "میں" مگر آپؐ نے اُنکی طرف سے منہ پھیر لیا، پھر زبیرؓ نے کہا کہ: "میں" اُسے بھی روگردانی فرمائی اسوجہ سے یہ دونوں صاحب اپنے دلوں میں نادم ہو کر رہ گئے اسکے بعد ابو جازہ سماک بن خریشہ نے گھڑے ہو کر وہ تلوار مانگی اور رسول پاکؐ نے انھیں عطا فرمائی جنگ اُحُد کے دن تیر اندازوں پر عبداللہ بن جبر، خوات بن جبر، صاحب ذات الخسین کے بھائی افسر تھے اور اس جماعت کے ہاتھوں مشرکین پر اُسوقت تک بڑی آفت ٹوٹی رہی جب تک کہ تیر اندازوں نے رسول پاکؐ کے حکم سے خلافت ورزی نہیں کی کیونکہ حضورؐ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو اپنے جگہ پر جمے رہنے کا حکم دیا تھا



حالانکہ وہ لوگ مال غنیمت لوٹنے پر جھک پڑے اور اپنے فرائض کی انجام دہی سے غافل ہو گئے جسکی وجہ سے مسلمانوں کو صدمہ پہونچا اور انہیں سے بہت سے لوگوں نے ہزیمت اٹھائی۔

**شہداء** اُحد جو مسلمان جنگ اُحد میں شہید ہوئے انکی تعداد پچھتر نفر ہے جنہیں سے حمزہ ابن عبد المطلبؑ، عبد اللہ بن جحشؑ، مصعب بن عمیرؓ، اور شہساز بن عثمان بن الشریہ، چار شخص مہاجر تھے باقی اکھتر انصار۔

**کشتگان مشرک**۔ مشرک لوگ اس جنگ میں حسب ذیل قتل ہوئے۔ علی بن طلحہ بن ابی طلحہ بن عثمان بن عبد الدار کو مبارز طلب فرما کر قتل کیا یہ مشرکین کا علم بردار تھا، اور آپ نے۔ اباحکم بن الاعنس بن شریق ثقفی بنی زہرہ کے حلیف کو، اور ابامیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ کو بھی قتل کیا۔ حمزہؓ نے عثمان بن ابی طلحہ، اور ربیع بن عبد العزی کو قتل کیا۔ سعد بن ابی وقاص نے، اباسعد بن ابی طلحہ کو قتل کیا۔ عاصم بن ثابت نے مسافع بن طلحہ، کلاب بن طلحہ، جلاس بن طلحہ، اور حرث بن طلحہ کو قتل کیا، بعض مورخین کا قول ہے مگر ابن سحبی نے ذکر کیا ہے کہ جلاس، اور حرث کو قرمان نے قتل کیا تھا جو بنی مضر کا حلیف تھا اور انہی قرمان نے جنگ اُحد کے دن ارطاة بن شریجیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار اور اسکے ایک حبشی غلام صوات نامی، قاسط بن شریح بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار، ہشام بن ابی اسد بن المغیرہ، ولید بن العاص بن ہشام، خالد بن الاظم، عبیدہ بن جابر، اور بعتہ بن مالک بن الحضرب کو قتل کیا، یہ قرمان منافق تھا اور اسی کا قول تھا کہ ”وإسداً لکرمین جنگ اُحد میں لڑو تو میری قوم چرچیت ہی اسکو ایک زخم کاری لگا تھا جسکی اذیت سے اُسے خود کشی کر لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی کے بارہ میں فرمایا ہے کہ ”اسپاک اس دین کو فاجر آدمی کے ہاتھوں مدہ پہونچا تاہی“ عبد الرحمن بن عوفؓ نے اسید بن ابی طلحہ کو قتل کیا۔ اس میدان میں بنی عبد الدار کے دس آدمی اور انکا ایک آزاد کردہ غلام قتل ہوا۔ اس گھرانے سے مجروح مصعب بن عمیرؓ کے اور کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھا۔ وہ بھی اُحد ہی کے دن شہید ہو گئے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان بردار تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپ کریمہؐ ”ان شر الدواب عند الله الصم البکم الذی لا یقتلون“ انھیں عبد الدار کے

بارہ مین نازل ہوئی ہے۔ واقعہ خندق مکہ ہجری مین، واقعہ بنی المصطلق، اور واقعہ بنی لحيان شعبان  
 ششہ ہجری مین اور جنگ خیبر ششہ ہجری مین واقع ہوئی، خیبر والون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 چودہ پندرہ روز تک محاصرہ مین رکھا تھا اسی سال جعفر بن ابی طالبؓ نجاشی کے پاس سے رسول اللہؐ  
 کی خدمت مین آئے اور اسی سال مین ذک والون نے رسول اللہ سے اپنے پہلون کی نصف پیداوار  
 پر صلح کر لی اور یہ باغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات خاص کے لیے تھا کیونکہ آپؐ نے اُس مسلمانوں  
 کو محل نہیں دیا تھا۔ نیز اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد کے ارادہ سے تشریف لے گئے مگر  
 مشرکین نے آپ کو عہد ادا کرنے سے روکا۔ آپ شتر اونٹ قربانی کے لیے اپنے ساتھ لے گئے تھے  
 مشرکین نے انکو بھی قربانی کے مقام تک نہ جانے دیا، اس بات کو دیکھ کر مسلمانوں نے جنگی تعداد  
 تھی درخت کے نیچے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر لوٹنے مرنے کی بیعت کی جسکا نام  
 بیعت الرضوان ہوا۔

مجھے زید بن احزم نے بذریعہ ابو داؤد قرہ بن خالد سے روایت کی ہے کہ قتادہ رضی عنہ بیان کیا  
 ہے کہ انھوں نے کہا، مین نے سعید بن المسیب سے دریافت کیا کہ بیعت رضوان مین کس قدر آدمی تھے  
 تو انھوں نے کہا پندرہ سو، قتادہ رضی عنہ نے کہا ہے کہ مین نے کہا کہ جابر بن عبد اللہ نے مجھے یہ بیان کیا ہے  
 کہ وہ چودہ سو آدمی تھے یہ شکر سعید بن المسیب نے کہا خدا ان پر رحمت کرے ان ہی نے تو مجھے  
 بیان کیا تھا کہ وہ لوگ چودہ سو تھے نتائج انھیں وہم ہو گیا، اس بیعت مین جس شخص نے اول بیعت کی  
 وہ عبد اللہ بن عمرؓ تھے۔ یہ بیعت عثمانؓ کی وجہ سے ہوئی اسکی صورت یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے انھیں مکہ مین مشرکین کے پاس یہ پیام دیکر بھیجا تھا کہ ”مین کچھ جنگ کی نیت سے نہیں آیا ہوں  
 مگر قریش والوں نے عثمانؓ رض کو اپنے یہاں گرفتار کر لیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ عثمانؓ  
 قتل ہو گئے لہذا آپؐ نے اپنے ساتھ کے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا تاکہ ان لوگوں سے مقابلہ  
 کرنے پر آمادہ ہوں پھر آپ کو اطلاع ملی کہ عثمانؓ کی بابت جو اطلاع ملی تھی وہ غلط تھی۔ اسکے بعد رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بسر کر دگی زید بن حارثہؓ ششہ ہجری مین روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر وہ

ان كنت تقدر في سادق عزها  
 لقد ارتوى بدم القتل لحاظها  
 ورمت فوادي بالخطا فما انتني  
 سفكت دمي والامر قبل وقوعه  
 سير والى وادي العقيق وابصروا  
 ان انكرت قتلى فليس بنا فخر  
 او تاسفون على قتيل المضي  
 اسعادمم تعد بين متيما  
 اصحت غانية القبائل فاجعل  
 نزلت الكماثم والجمائم بالحمي  
 لك حسن حافظة وحسن دراية  
 انسيم رامة انت صاحب دولة  
 عطر بعرف ورود رامة مرقدى  
 طرقت وكان القوم في سنتك الكبرى  
 ونضت خلاخلها غفافة صوتها  
 جعلت ارجلها كرامة مفرقى  
 قل للوميض كما انت عشيبة  
 سؤالك مولانا تعالى شأنه  
 اوجبت اشرا لاله على لورى  
 ستفرق الارياح مثلك فاعتنم  
 يا غيث عنصر المبارك رحمة

فاذكر على قدر المزاج قصيا  
 لا تحسبوا هذا للمريض حميا  
 الله يرحم ثابتا مرميا  
 قد كان لي متمثلا مرثيا  
 اجرت هناك من الدماء سريا  
 وجه القوائيل لا يكون خفيا  
 ما صار كان مقدرا مقضيا  
 تالله ما هذا المطيع عصيا  
 بنظيرة هذا الفقير عنيا  
 سرى بنور الابدتسام شعبيا  
 بي انت كيف جعلتني منسيا  
 احزنت مسكنا من سعاد ذكيا  
 فلقد جعلتك يا نسيم وصيا  
 فحمدت واستقبلتها مخفيا  
 لا ضير حليتها تزين حليا  
 وصحبت عن تهم الزمان برييا  
 ارسل الى متعش وسميا  
 نار اترقى بالزلزال صليا  
 فلك الندى ولك المكان عليا  
 قوس الزمان وعالج المكويا  
 انت المفيض على الخماثل ديا

اعلى الفضل  
 على الجلى  
 المنعزم ما يفيض  
 على السرى  
 صغير عجزى الى  
 النخل  
 سلك ذى ساطع  
 ريج  
 الحار الاول من  
 الريح لا نسيم  
 بالنبات نسيم  
 الوسم

ارنا وغن الظامون كرامة  
اسرا وعبدك يا كريم ويرنجي  
سماك من ازجي السحاب ولنا  
من ماء منهلك الغزير روي

### وقال متغزلا

امست شمس الابريقين ذواها  
ترك يافيرا الغوير كناسها  
وجعلن ايام المحب غياها  
وقلوب ارباب الغرام قوالبا  
تهدى الغصون الناعمت سواكبا  
فلم القساوة في قلوب كواعبا  
اصبحن في قتل الاسود رعا  
فاضعن جوهر مهجتي بسباسبا  
ورق الحدائق بالغصون لواعبا  
واعدن من دُر الدموع كواكبا  
عيناي في حب الحسان مبتاعبا  
وارى غارتهن عين مواهبا  
يقطين بالغضب الخفي حواجبا  
تشويشهن على الخدود ذواكبا  
فعلام يحرم العفة مطالبا  
رحم المهين من يمتع طالبا  
لله لا تزد المشوق مصائبها  
فانصر غواني للعقول سواكبا  
صان الاله المستعان نواها  
علمن نهرا ساثلين صواكبا  
امست شمس الابريقين ذواها  
ترك يافيرا الغوير كناسها  
احبين من عين المحب بكاءها  
طبع النساء يكون صاحب رقة  
عمرا لاله بداوة ظبياتها  
ما في البداوة للجواهر قيمة  
اذا دع عن وصل الحسان وارتي  
امسي على طول الخنادس ساهرا  
بالخير ادع للحسان وان رات  
غيدا غرن على في ام القرى  
واذا يرين الصب بجهر حبه  
قد شوس لقلب المنظم شمله  
ان ترتقين من المهيمين مقصدا  
حرمان من يرجو المرام قيامه  
يا لائما سجا اطال كلامه  
او ينفع المجنون بذل نصيحة  
لا تشك في نهب الحسان قلوبنا  
اين التي تسقى لغير مرادنا

الاول المطر بعد الوسمي ويلالاه بل الوسمي ١٢ الروي الشرب التام ١٣

امن المروة يا ظباء المجزع ان  
يحيى لهوى ويميتنا متواترا  
اشراد ناحب الحسان حياته

تجعلن امال المحب خواثبا  
انا راينا في الغرام عجايبا  
احسن الاله العالمين عواقبا

### وقال متغزلا

ارحني على الستر ليل داجي  
شمس التي حلت ببرج حياءها  
لا عزوان شغفت الغلام بحبها  
يا ايها الخذاق في طب الهوى  
يا ليتني امسى نسيم ساريا  
مالان قط فوادها بلحا حتى  
قد مت خد متها لتعرف جوهر  
ملاك قلب سعاد غوفوادنا  
اخذت فتاة الحى جوهر مجعنى  
هل ساج ينجى الطريق عناية  
مالى رفيق بالغوير يعيننى  
يا ايها الاحباب في سوق الهوى  
ان لمارصل للغاية القصوى فقه  
انا من غبار طريقها متقمص  
اجيبنى ما تفعلين اليوم نى  
لازمت سد تلك السنية مدة  
قلبي زجاج فيه مصباح الجوى

يا شمس اين كرامة الايلك  
لا ربة الجولان في الابراج  
ان الفراش لمفرم بسراج  
ابقاكم الرحمن اين علاج  
حتى يهون على طي فحاج  
ويكلى الحجر الا صم لجاج  
ما جاء هذا الشكل بالانتاج  
ميل الحيد الى رقيق زجاج  
فلتعطى صلة بغير خداج  
مجر الاسامتلاطم الامواج  
الا الدموع كثيرة الافواج  
لجواهر العبرات حسى رواج  
وصلت قوافل ومعى النجاج  
واعده خيرا من الدياتجاج  
يبتان لي فيك اغتراف مراح  
لمصرت منها واجبا لاخراج  
لا تحببيه مصور الزجاج

لعل الايلك

مصدنا بيلك

الصواب انما هو

على الامور

سبح

الرحمن الرحيم

المصمت

مع الخداق

يا كبر انقصان

مع النجاج

تجد الماد سال

مع يغبان

انفصال مناج

يلنا افق

<p>نور الخجابه من جبينك لا تخ          انست نارا في جبين المنحنى          وسقى الاله به عصينا ناضرا          انزاد سلمه الاله على الهدى</p>	<p>او تسعفين مرام هذا الراجي          فاضاء في بسراج الوهاج          القيثه مفتاح قفل ريتا          اخذ السرى في احسن المنهاج</p>
---	---

وقال متغزلا

<p>حقيق علينا للترياح الضوايح          وان لم تجئ من دارها كرمافن          اذ اب الهوى جسم ان يعطى قوى          ويزداد من ايلام عزة سراحى          افوز بها او اغتدى طعمة الردى          وان لم يكن طيف فكيف انزورها          رعى الله غزلا ناسرا واثم في منى          ولم ادس ايم الله شمرة ههنا          شرين فوادى توقيصدن سرده          شتمن عتابا وهو عندى عناية          غلبك زمانا جاثرا ما دريت ان          ننحن بايات الجمال جاذرا          طى الله عدلا اطالوا السانهم          لان صرفوا والله سبعة ابحر</p>	<p>وصلن اليها بعد طمى الفراش          يحبوب طريقا في الجبال الشوايح          مشيك على العينين نحو هجلى          اتيه بقلب في الصبة سرايح          فان حماها هدى بالاشادخ          صنيع من المولى وجود البرازخ          وهن شموع للنيالى البدوايح          معاملى بالفاتنات الزوايح          وما ان اراض بالاضنم الفوايح          فيارب احسن بالاملاح اللوايح          سيقطنى جودا لحسان الزوايح          جلى على النظاشان النوايح          واذا وعرب المنحنى كالموايح          فليس ضرام فى فوادى بيايح</p>
---	---

تكلما انزاد في النظم سرائق

كسبنا فنونا من كرام المشايخ

على الزناج كك  
 اباب المنق  
 على الضوايح  
 من الضوايح  
 الجسد بالطيب  
 حتى كاد يقطر  
 والحداد السراح  
 المطرات  
 على كس  
 واوتها مدم  
 الاشادخ  
 الاشدخ وهو  
 الاسد  
 الدوايح بالبال  
 الدوايح بالبال  
 دوايح كاد ي  
 دوايح كاد ي  
 دوايح كاد ي

## وقال متغزلا

اناذرت من كاس الغرام نبيدا  
 بي ظبية شقت المشوق عناية  
 ما من مهابة في الدلال فريدة  
 مرضت بحب الغانيات طبعي  
 عطف سعاد على لقتيل لانها  
 احبا بنا ما كنت اعلم ان ترى  
 ضحك الانام على حقيقة منيتي  
 ما ظلت في ذات السلاسل موثقا  
 امهارة رامة هل لدنك مروة  
 واليك امر العاشقين مفوض  
 غدي بالاء الجمال مقيدا  
 ارايت ما قاسيت في عسق النوى  
 ضاقت على من العذول مسالكي  
 ما مريوم مثل يومى هائل  
 يا من يسائل عن ارادة مخلص  
 قالوا عبور طريقها متعدي  
 انما ادما احلى نسيب كلامه

واكلت من كبد العذول حينئذ  
 من ثغرها ومن العيون لذيق  
 الاغدت لجنايات لمين  
 وابي الشفيق يوطى تعويد  
 شحذت مهتد لحظها لتحميد  
 كبدى بمرهف ظلمها لتقليد  
 ممن سبتنى ارجى تنقيد  
 لو كنت ألقي للفتاة بديد  
 حاتم القى في الفراق وقيد  
 اصحبت في ملك الجمال ثقيل  
 لا يمتنعون عن الغذاء اخيد  
 لسعت زنا بيرا النجوم شقيدا  
 خذل الاله المستعان غليدا  
 ولان شككتم فاسلو اخذيدا  
 قصد المومل ان يزور جديدا  
 انجوفون من الصعاب حويلا  
 الفاه ذوق العاشقين لذيدا

## وقال متغزلا

يا للربيع وحسنه المانوس  
 اهلا وسهلا بالربيع ومرحبا

جعل لثرى في زينة الطاووس  
 ابدى الحلة ثق في لباس عروس

على الخليل  
 بالحاء المصطف  
 المشوى  
 الذي في الخمر  
 انقلبت باقاء  
 التقطع  
 ذات السلاسل  
 موضع  
 ابدى النمل  
 على الوقيد  
 باقاف الصلح  
 والشديد بالرض  
 على النفين  
 المطاع في الامور  
 على الششين  
 بالثين المجت  
 والقاف الذي  
 لا يباد بياض  
 في الفين

الغنى في النعم  
 المجتهد في النعم  
 العالم بالامر  
 للجدد من نعم ربكم

والطائر المنقوص في ايامه  
 ويكاد في الاكام لون مشرق  
 ثمر الربيع الغض عندي ان ارى  
 لله سلمى وهى نور ساطع  
 يا ليتها تاتي خمائل ارضنا  
 ما اسعفت ذات الجلالة مقصدا  
 اجوع على فلك الاسير فما لها  
 قالوا اصحيم في التعقل لطفها  
 مامنية المشتاق الانظرة  
 كيف الصبا تاتي بنفحة سوحها  
 انظّل راسي بانه بيتية  
 من لي بيوتان الغرام عناية  
 انا عابد نارا الغرام على الهدى  
 زارت سليمى بالعناية مرفدى  
 انا قد جملت لفوت تعظيم لها  
 حتى الاله حبيبة اضميئة  
 يا عاذل العشاق انك مخطئ  
 اوتبتغى مني خلاف طبيعتي  
 انزل عبد طائع مترقب

يلفى نشاط الروض في الناموس  
 يبدو كنور الشمع في الفانوس  
 غصن النقا في احسن الملبوس  
 عنت الوجوه لها وجوه شمس  
 وعيونها تاتي بدور كؤوس  
 او ما تخاف تاؤة المايوس  
 قد اغمضت عن حالة المحبوس  
 ما ذلك المعقول بالمحسوس  
 او لفظه يجنابها المحروس  
 تخفى سرائرها من الجاسوس  
 قد طال في ظل الجدار جلوس  
 لم يدردائي عقل بطلينموس  
 اطفاء اله الخلق ناسر محوس  
 وسقت مدا مع عينها راموس  
 والعذر مسموع من المطوس  
 احيى اسير الحب بعد دروس  
 فافهم ونب عن رائك المعكوس  
 لا تؤذني بكلامك المنكوس  
 تحقيق امال من القدوس

### وقال متغزلا

يا برق رامة رائق الايماض  
 زد بالمياه طلاوة الاراض



شَرَفْتَ بِالْوَجْهِ الْكَرِيمِ دِيَارَنَا  
 أَنْتَ الْمَرْبِي لِلنَّوَابِتِ كُلِّهَا  
 يَا مَنْ يَسْأَلُ عَنْ جَنَابِ حَبِيبِي  
 إِنْ لَمْ تَكُنْ سَلَمَى الْقَطِينَةِ بِالْحَمَى  
 يَا قُوْتَ قَلْبِي جَوْهَرٌ مُتَلَاكٌ  
 لَكَ يَا سَعَادُ عَلَى السَّمَاحَةِ قُدْرَةٌ  
 إِنْ عَلَى بَابِ الْكَرِيمِ لَسَأَلُ  
 لَا تَطْرُدْنِي عَنْ جَنَابِكَ جَفْوَةً  
 قَطَعْتَ بِالْهَجْرِ الْإِلِيمِ فَنَوَادَنَا  
 فِي عَيْنِكَ الْبُخْلِ حَيَاءُ ظَاهِرٍ  
 جَوْدِي بِرَشْحٍ مِنْ رِضَاكَ مَرَّةً  
 رَجَوِي الْيَوْمَ مِنْ عَقِيقَتِكَ قُبْلَةً  
 مَا شَخَّصَ الْحُكَمَاءُ سَقَمَ طَبِيعَتِي  
 قَالُوا أَجْمِيعًا أَنْتَ أَعْلَمُ رَبَّنَا  
 لِمَا تَكَلَّمُ بِاسْمِ عَزَّةٍ قَائِلُ  
 فَنَيْتَ حَيَاتِي ثَمَّ مَا أَدْرِيكَ مَا  
 أَنْتَ نَارًا بِالْعَقِيقِ عَشِيَّةً  
 شَوْقِي إِلَى أَمِّ الْقُرَى مُتَنَوِّعٌ  
 هَلْ أَكْسَبَ النُّسَمَاتِ فِي صَحْرَاءِهَا

لَسْنَا كَنُورِهَا جَرَّ الْأَحْوَاضِ  
 فَاجْعَلْ مَوْرِدَةً وَجُودَ سَرِيَاضِ  
 هِيَ ظَبِيَّةٌ صَيَّادَةٌ الْعَرَبِ بَاضِ  
 فَمَنْ الَّذِي يَصْبُو إِلَى الْأَسْبَابِ بَاضِ  
 هَذَا إِلَى ذَاتِ الْجَمَالِ عُرَاضِ  
 لَا تَجْلِي بِأَرَاخَةِ الْجُرَيْيَاضِ  
 فَاسْتَجْلِي كَرَمًا إِلَى الْإِنْفَاضِ  
 مَا غَيْرَ بِأَبْكَ يَا سَعَادُ إِضَاضِ  
 إِنْ الْفِرَاقَ لَا قَطْعُ الْمَقَرَّاضِ  
 فَعَلَامَ نَازِرَةٍ إِلَى الْأَغْمَاضِ  
 أَحْرَ عَظِيمِ الْقَدْرِ لِلْفَيَاضِ  
 خَدَّ الْعَمْرِ اثْمَنَ الْأَغْرَاضِ  
 حَتَّى بَشُّوا بِكَثِيرَةِ الْأَمْرَاضِ  
 بِسِقَامِ هَذَا الْمَدْنَفِ الْمَرَضِ  
 كَشَفْنَا الْجَوِي بِنُضِيِّ عَلَى النَّبَاضِ  
 يَمْضِي عَلَى تَرْنِيٍّ مِنَ الْأَبَاضِ  
 قَدْ حَقَّقْتَ رَجَوِي بِالْأَمْعَاضِ  
 سَقِيتَ بِمَنْهَمٍ مِنَ النِّعَاضِ  
 هَلْ أَجْلِسُ بِهَا عَلَى التَّوَضُّاضِ

لعل الأحماس  
 جمع حوض  
 جمع الأسد  
 جمع الأرياض  
 جمع ريف  
 كل ما يؤدي إليه  
 ويستراح لديه  
 من مال وبيت  
 من الغنى  
 ونحوه  
 بالعين المملئة  
 كغراب الهدية  
 جمع الجرياض  
 كسب الجحيم  
 التقوم  
 الانفطاض  
 بالعين مصلدة  
 انض الحاجة  
 انجذها

أشراؤا ودع في الكلام ملاحه  
 فاطلب نتائجها على الأحماس

## وقال متغلا

لا يستعن لصيحة الأظط	ثقلت سامعهن بالاقتراط
ان غبن عن نظرا المشوق شكاسة	فلهن احسن مجفل برباط
قالوا ملاطفة الحسان صمجة	فوجدت ما قالوا من الاغلاط
من مغرب الافاق اقبل شارق	هو للقيامة ابين الاشراف
ما حققت امل المشوق بنظرة	مجلت رعاها الله بالاشراف
نظري الى ان ادخلت نديتها	حتام الحظ ظاهر الفتا ط
ياربنا ارسل الى طبيب	حتى تخليصني من الاثبات
لا باس ان او قعتني في كلفة	لسرور خاطر الشرف نشاط
ان تطلي روج الحب فحاضر	اني لارضاء الجناب مناب
قالوا اتجئ اليوم قافلة النقا	فوقفت منتظرا امام صراط
ولثمت خفت قلوبها مستادا	وكلت عين بصيرتي بجنبات
لقد اجتمعن بدا سر عرة ليلة	مثل اللألى الغرة في الاخياط
حتى اتانا جننى كالح	الله يحفظنا عن الاثبات
لما تغير طبع محفلنا به	اخرجت عنه فاسد الاخلاط
قال الورى طعم الهوى مفرغ	مفرغ نفوع حب ذات لطا ط
لا اسمعن من القذول ملامه	والسمع في صمم من الاغلاط
لم يد رمرتبة الصبا به من سلا	حرم الاريج المبتلى بشواط
رحم الاله حمامة يمينه	رضيت على علاتها بيلاط
تقضى لعمري نخبها في ساعة	ان لم تقز في الحصى بوعا ط
ان اذ ابصر بالتامل منطفي	فاضت لآلى قدس من ولقا ط

في الاطراف  
 الصبا  
 الرباط بالباء  
 الجملة والوجه  
 كتاب الفوائد  
 الاثبات  
 بالثنية والوجه  
 مصدرنا ثبط  
 المرض لم يركب  
 يقارقه  
 الاضطرار والذنوب  
 جميع غطت حكمة قلوب  
 صحت يطرح  
 على العودج  
 الخياط  
 الخاء المعجمة  
 والوحدة  
 النجارة

## علمی خبریں

مسلمانوں نے رومی زمین کے مختلف حصوں پر

ایک سو چار سلطنتیں قائم کیں اور ان میں ایک ہزار بیس

تراسی بادشاہ گذرے، گزشتہ واقعات کے لحاظ سے

یہ تعداد صحیح ہو مگر اب تو ترک ایران صرف دو سلطنتیں ہیں

جس کا قیام بھی منظرِ خطر میں ہے،

جو لوگ جدید علم ہیئت سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں

کہ آفتاب کے چہرہ پر مختلف قسم کے داغ ہیں، مدت تک

بہ داغ وہم کا نتیجہ خیال کیے گئے، بعض علمائے اسکو زمین کا

عکس بتایا لیکن جدید اسٹراٹوگرافی نے اس مسئلہ کو صاف

کر دیا، اس فضائی ہوائی میں جو آکسیجن ہے وہ آفتاب کی

شعلہ کو جذب کرتا ہے جس سے آفتاب میں داغ نظر آتے ہیں،

یہ داغ زیادہ تر سرخ رنگ کے ہیں، لیکن یہ مسئلہ اب تک تاریکی

میں تھا کہ سیارات ہم سے دور ہیں یہ داغ ان میں نہیں

کیونکہ داغ کا سرخ رنگ دور سے نظر کو محسوس نہیں ہوتا

لیکن حال میں پروفیسر لول نے فوٹو گرافی کے چند تجربے

ایجاد کیے ہیں جو ہلکی سی ہلکی روشنی سے بھی بہت جلد نتائج

میں ملاتے ہیں ان تجربوں کے ذریعہ سے سیارات کے جو

فوٹو کیے گئے ان میں داغ کا سرخ رنگ موجود ہے جس سے

یہ ثابت ہوتا ہے کہ سیارات بعید کی فضا میں بھی

آکسیجن موجود ہے اور بعض ایسے دلائل بھی ملے ہیں جن سے

ہیڈروجن کا وجود بھی وہاں ثابت ہوتا ہے اور پانی کے

بخارات بھی پائے جاتے ہیں کیونکہ ان سیارات کی سطح

زمین سے نہایت گرم و روشن ہے۔

مدت سے معلوم تھا کہ زحل کی چاروں طرف ایک

روشن حلقہ کا احاطہ ہے لیکن اب جنیفا (سویس) کے

رصد خانہ نے اعلان کیا ہے کہ اسکو زحل میں ایک حلقہ

بعد ایک ایک اور حلقہ نظر آتا ہے،

دنیا بھتی تھی کہ نباتات میں کوئی زندگی نہیں ہے،

لیکن تحقیقات سے یہ ثابت ہوا کہ ان میں بھی ایک قسم کی

زندگی پائی جاتی ہے، حال میں روس کے ایک پروفیسر

تے جس کا نام اوسونسکی ہے یہ دریافت کیا ہے کہ ان میں

نہ صرف زندگی ہے بلکہ انسان کی طرح اُن میں جذبات، رغبت

نفرت پائی جاتی ہے، ایسے پروفیسر موصوف اخیر فریچ

یہ بتاتا ہے کہ جس طرح انسان نیکی کو پسند کرتا ہے اسی طرح

نباتات بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں اور ان کی توانائی

اور نشوونما میں ترقی ہوتی ہے

بے تاریکی تاریکی نے بڑی ترقی حاصل کی ہے پیرس اور

ڈان میں سویل کا فاصلہ ہے اسی طرح کوپنہاگن اور برس

میں ۲۶۰ میل کا فاصلہ ہے لیکن نہایت آسانی سے یہاں تک

خبریں جاسکتی ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ عمیق پروردگار

امریکا تک یہ تار برقی کام دے سکیگی،

نام کتاب	تہیت	کی قیمت	نام کتاب	تہیت	کی قیمت	نام کتاب	تہیت	کی قیمت
حدیث شریف	۱۲	۱۰	شرح البین تمیذہ الامین	۱۲	۱۰	حقیقی ترقی	۱۲	۱۰
مسند امام اعظمی	۱۲	۱۰	نظر المقلدین مع جامع اسلام	۱۲	۱۰	القول الاعلیٰ فی تفسیر مسند امام	۱۲	۱۰
تفسیق النظام بریاضہ	۱۲	۱۰	تقریر المغتری	۱۲	۱۰	نذکرۃ الاحام	۱۲	۱۰
مشکوٰۃ شریف	۱۲	۱۰	دیوانی نامہ	۱۲	۱۰	قوی درد	۱۲	۱۰
بعض الناس	۱۲	۱۰	دیوان حنفی	۱۲	۱۰	مسدس خیالی	۱۲	۱۰
انجام السؤل	۱۲	۱۰	تاریخ	۱۲	۱۰	علم اخلاق و تصحیح معاملات	۱۲	۱۰
علم ادب	۱۲	۱۰	البيان باسم فی کتب النجوم	۱۲	۱۰	جالس الاربرار مع عربی	۱۲	۱۰
الطریق لا وسیلۃ الاخر	۱۲	۱۰	الزلازل	۱۲	۱۰	مع ترجمہ اردو	۱۲	۱۰
المنطق لعمدة الفریق	۱۲	۱۰	آئینہ اودھ	۱۲	۱۰	صفائی معاملات و رسائل	۱۲	۱۰
سفینۃ البدایۃ	۱۲	۱۰	درسیات صرف و نحو عربی و فارسی	۱۲	۱۰	کب حلال اردو	۱۲	۱۰
منظر الفوائد	۱۲	۱۰	طوطا فلورنڈا	۱۲	۱۰	ناول اردو	۱۲	۱۰
زینۃ السامع بالعبۃ الکما	۱۲	۱۰	بر تھال	۱۲	۱۰	عزیز بہند	۱۲	۱۰
الدر النضیۃ فی الفریق	۱۲	۱۰	مصابح	۱۲	۱۰	تعلیم خوش نویسی	۱۲	۱۰
تمرین الطالب بحسب الکاد	۱۲	۱۰	مجموعہ غنیمت	۱۲	۱۰	مرقع نگارین	۱۲	۱۰
محکم الادب و العبدۃ	۱۲	۱۰	مفصل	۱۲	۱۰	تعلیم لکھنؤ	۱۲	۱۰
جلستان	۱۲	۱۰	شرح مائۃ عامل	۱۲	۱۰	پارہائی قرآن شریف اوعیہ اور	۱۲	۱۰
علم منطق بطرز جدید	۱۲	۱۰	کافیہ	۱۲	۱۰	پارہ عم	۱۲	۱۰
المنطق الحکیم	۱۲	۱۰	ہدایۃ النحو	۱۲	۱۰	حزب الاعظم	۱۲	۱۰
منہاج المعراج	۱۲	۱۰	فتح حامی مع حاشیہ	۱۲	۱۰	قصیدۃ مضمرہ	۱۲	۱۰
شرح برقاۃ	۱۲	۱۰	شرح اشعر عصام غفرانی	۱۲	۱۰	مجموعہ منطق امین و دل رسالہ	۱۲	۱۰
فقہ اصول فقہ عفت اللہ	۱۲	۱۰	اصلاح ترجمہ دہلویہ	۱۲	۱۰	مضمری کبریٰ و مشکوٰۃ بیزان منطق	۱۲	۱۰
مقدمۃ لکھنؤ	۱۲	۱۰	ذکر العارف	۱۲	۱۰	تذیب جدول الاحمال اربعہ شرح العلماء	۱۲	۱۰
حسامی مع تعلیق حامی	۱۲	۱۰	شجرۃ الامام اعظم	۱۲	۱۰	غضنہ لکھنؤ رسالہ تعلیم لکھنؤ	۱۲	۱۰
عقلم شنبہ	۱۲	۱۰	ارزنگ خوری	۱۲	۱۰	اسکواصل نظام تعلیم لکھنؤ	۱۲	۱۰
قرض و حساب	۱۲	۱۰	مثنوی بدینا	۱۲	۱۰	عبد البیان بابت سالہ	۱۲	۱۰
وجیز	۱۲	۱۰	تواریخ نامہ	۱۲	۱۰	عبد البیان بابت سالہ	۱۲	۱۰
حسابیہ	۱۲	۱۰	سخت قادری	۱۲	۱۰	عبد البیان بابت سالہ	۱۲	۱۰
تصوف	۱۲	۱۰		۱۲	۱۰		۱۲	۱۰
مشتعلہ رموز	۱۲	۱۰		۱۲	۱۰		۱۲	۱۰
سماطۃ ویا حشہ	۱۲	۱۰		۱۲	۱۰		۱۲	۱۰

# البيا

مجلة علمية، اخبارية، تاريخية، سياسية

تصدر مرة في الشهر

لنشأ

عبد الله العادي

الحرب الأهلية : الشهيد سليمان آفندي

مجلس الامتياز جناب القاري عبد الولي

مفتي العدل الاسلامي

مجلس الامتياز جناب القاري عبد الولي

مجلس الامتياز جناب القاري عبد الولي

# فهرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	پهلو
۱	اخبار الهند	۱ تا ۲
۲	ابو العلاء المعری	۳ تا ۱۸
۳	حدوث اللغة عن محاكاة الاصوات	۱۹ تا ۲۲
۴	قطب شمالی	۲۳ تا ۲۷
۵	حب الوطن نظم	۲۸ تا ۳۰
۶	مختب از اخبارات عربیه	۳۱ تا ۳۲
ضمیمه کتب	دیوان آزاد بگرامی	۳۳ تا ۳۴
	معارف ابن الی قتیبه	۳۵ تا ۳۶

شماره

بسم الله الرحمن الرحيم

# البيان

هذا بيان للناس

شهر رجب وشعبان ورمضان وشوال سنة ١٣٢٤ - الهجرة النبوية

## اخبار الهند

انما نحت كلمة نذرة العلماء العربية الشهيرة وطيفة  
سنوية قد لها ثلثة آلاف وخمسمائة شكر لفضلها  
المسلمون في كل اقطار الهند وعقد احتفالا اجلا  
لتبرعها وشكر الجواهر واعترافا لخدمتها الجليلة للعلم والدين  
لعل القراء على علم بان بعض انوار الهند قد هم

على الورد منبجكم راجد في مدينة احمد آباد في  
شرف وفراهم من امامه واختفى ولم تقف الشرطة  
عليه حتى الان لاعلم عينه ولا اثره وهي شجرة عن ساقها  
وطلبة اعلنت الحكومة بجائزة ٥٠٠٠ روبية لمن  
يخبرها عنه هذه اما امر به العلم والانسانية

ان عقدت حفلات المؤتمر التعليمي الاسلامي العام  
في مدينة رنجون قصبة بالاديبوما والحضر الشياشي

رويت جريدة ان سمو امير الافغان قد اعرض عن الحكومة  
الانكليزية لا يحدث فيما تحديه الحكومة اليسنويا  
واقبل على المذولة الروسية فان صدق الخبر  
فمن على وجل من سوء العاقبة

ما جلس على عرش طمارة بوقال امير اطولها وانظر  
فضلا والترجبا للعلم من سمو الاميرة الحالية سلطان جمال  
فقد اجازت هباته ساحة الهند وبلغت رتبة المجاز  
فتدعت بوظيفة غير قبلية سنوية على الدائمة الصقي  
في مكة المشرفة ووهبت وظائف سنوية

البنات المسلمين في عليكرة والمؤتمر الاسلامي العام  
والمدسة الاسلامية في ديوبند وانظر اظهرت

يدهم ومعاوز نأدهم

عماد الحكومة واساطينها رجال ذوو خبيرة وعلم وفضل فاذا فقدت حكومة هؤلاء الذين بهم أمرت قواها ووثقت عراها، فلم يرض عليها ربح من الرمن الا وهي على شفا جروت الهلاك، اماره حيد رايا دالدين الاسلامية اوسع

امارات الهند مساحتها اكثرها مالا واجمعها رجالا وافضلها كلمة واقواها أشوكة ولكن هذا من عجائبها انهم لم تزل تجمع رجالهم صفوة رجال الهند ونقا وتحمدهم تبعدهم عن يارها وتنشدهم بالاجانية جنوها او ذنب جتر حرة وقد نفت اخيرا من بلادها حضرات الافاضل الفخا طر الكرام محمد عزيز مرزا والروائي الشهير عبد الحليم آفندي وظفر علي خان منشي محجلة دكن ريو يو وما ذلك الا لما اودعت اسيا في اماراتها من مبادرة الفتك برجالها وحيلة ثقتهما بهم هذا الله سواع السبيل ووقفها للراي السيد -

س

الاسلام في دهل الشهم مدن الهند قد بلغت رصفته ندوة العلماء السنوية تعقد فيها وان كان الخبر لا يوثق بصحته ولكن نرجو من اهل دهل ودويهم المسلمين صد الخبر ثم جال يصدقون فيهم الظن وطم مجازا لم يمنح العالم الثالثة التي تكفلت ندوة العلماء باحيائها بعد فاتها واعلامها بما انخفض لوانها

الاصلاحات التي ارتأت الانكليز وضعها في الهند اتت تخرج من جيرة القوة الى عالم الفعل ومنها ان اليقظ الاعضاء الوطنيين من المسلمين الحقوقيين في كل الالة وقديما الامر بالانتخاب بخلافهم كفاءة العمل يعتام اهل كل الالة اعضاءها بادائها لينوب عنهم في مجلس الالة فمجاز منهم الاكثرية يعين عضوا فيه لاجل اسمي ولكن لا يست ان اهل الاموال المترين هم اكثر الذين يشكون انفسهم للعضوية وذلك ما يجز اوليل على الامة والبلاد وتكون مغيرة وخيمة تخشى بوا درها

قد اتخذ جلالة ملك الافغان طوابع للبوسطة عليها صورة مسجد وسماة تتلأ فيها النجوم

قد سافر هذا العام من الهند الى الحجاز ٢١١٥٠ نسمة من المسلمين يقصدون فريضة الحج وقد خرج في يومبأي نحو ثلث مائة نفقة ذات



## ابو العلماء المعز

ان العلماء الذین نبیوت تحت بآبائنا و محمد و  
بلبان العلم و الفضل قطابت ارومتهم و تاصلت  
حزرتو متهم ذخرو المجد و الرفعة و بشوا الفضل و  
المنفعة مکان شغفهم بالعلوم الامن حیث انما علوم  
الانسیل تنعم الدنيا و رافعتها و قد ظن شخر من  
الناس ان العلماء کانوا علی عهد ملوک الاسلام فی  
رفعة لا تنافی و منزلة لا تساوی کان للملوك یعظمونهم  
و یؤثرونهم ففقد هذا التوفیر و الاکرام بابا من العلم و نشأ  
حز عظیم من العلماء لما رای الناس عزهم عند الملوك  
و محملهم فی قلوب البلاء و الکولة و ترفهم بنعماء  
الدنیا و تقلبهم فی مصانعها و اذ قد انقضت هذه  
الزمان و استحالت الحال انخلق بابا بالعلم و اجد  
الارض و حلت عن انبائها الا ان الفراء اذ افرط  
احوال ابی العلماء المعز شملهم یقین ان هذا <sup>فضل</sup> الدنیا  
الا و حد الشهید فی اقطار الدنیا کما کان فی  
شرف منیع و محل رفیع علما و درایة فضلا  
و محبداً کان فی حسیص العدم کسبا  
و معاشا و یسیر به غور صبره و قناعته  
وقد الحیاة شغفه بالعلوم و غرامه بها  
الی ان یزجی ایامه برثاثة الحال

## ابو علماء المعز

وہ علماء جابر اسلام کے نیچے آگے اور علم فضل کے دودھ سے  
انگو غذا دی گئی اس لیے انکی اصل پاکیزہ اور بڑے مضبوط ہوئی بزرگی اور  
بلندی کو انھوں نے حاصل کیا اور فضل و منفعت کو پھیلایا۔ انکا عشق علم  
کے ساتھ ہی حیثیت سے تھا کہ وہ علوم بین دنیا کی نعمتیں اور کشاکی  
حاصل کر سکیے لیے نہ تھا۔ لوگوں کے ایک گروہ کا خیال ہو کہ علماء سلاطین  
اسلام کے زمانہ میں ایک ایسی بلندی پر تھے جسکا مقابلہ نہ ہو سکتا تھا  
ایسے مرتبہ پر تھے جو حاصل نہ ہو سکتا تھا پارشاہ انکی تعظیم و توقیر کرتے  
تھے اس عز و از و کرام نے علم کا ایک دروازہ کھولا یا تھا اور چونکہ  
لوگوں نے دیکھا کہ پارشاہ علماء کی عزت کرتے ہیں امر اور حکام کے  
دونوں انکی حکم ہو دنیا کی نعمتوں میں بھی انکو گناہش حاصل ہوتا ہے  
دنیا میں وہ خوب عزت سہرتے ہیں اس لیے علماء کا ایک گروہ عظیم  
پیدا ہو گیا۔ اور جب یہ زمانہ گزر گیا حالت بدل گئی علم کا دروازہ بھی بند  
ہو گیا اور زمین علم فضل کے پودے اگانے سے خشک ہو گئی مگر  
ماظربین جب ابو علماء معز کے حالات پڑھیں گے تو انکو اس امر کا  
یقین حاصل ہوگا کہ یہ فضل کی جائزہ اطراف عالم میں شہرہ عیسا کہ علم  
و فخر فضل و مجد کے اعتبار سے ایک بلند مرتبہ پر تھا اسی طرح پیشہ اور  
مناش کے لحاظ سے اظلاس کی پستی میں تھا اور اسی کے ساتھ اُسکے  
صبر و قناعت کا بھی اندازہ ہو سکتا ہو۔

علوم کے ساتھ اُسکو جو عشق اور شغف تھی اُس نے اس بات  
پر مجبور کیا تھا کہ اپنے دن غربت میں بسر کرے اور زمانہ سے

ویداع انھوں میں فرض الزمان فی الشاغل العلیہ والنقص  
 البھیة الشهیة التي محمد لا ما قانا متروکة مطرقة فی  
 العالم العلم ومن الغرائب ان فقد البصر بالاشیا  
 عن انھما حواجھ الذانیة وسیلہ الی زویا الخمول  
 لا یتعرض لکثیر من الامور فی قضاء ارب فضلان لا یقدم  
 علی المعارض العلیہ لان فی تاریخ المسالین خراب عظیماً  
 من الهمیان القو او دونو ترک بعد حیاء عن التضا  
 الکبریٰ والضحیٰ فان برق بہ الا بصار وینظر فیما ارباب  
 الابصار واجد اقل الحیوة والتعجب لا یتسلط علیہم فی مداعار  
 الطولیة مطالعہ مصفاة کلھا لکثرھا وضحا متھا۔  
 طبع اس کا مطالعہ بھی میر نہیں ہو سکتا۔

ومن اعضاء تلك الجمعية بشار بن برد الشاعر المشهور  
 علامہ ابن جابر النحوی ندلسی الحافظ ابو عیسیٰ بن التمام  
 صدیق الشیخ محمد بن مہال المحض زبیر البصری الفقیہ  
 الشافعی ابو العیناء المحض الادیب بکر النحوی ابو جعفر  
 ابو الحسن الفقیہ الشافعی ہشام الخو ابو العباس الرازی  
 ابو محمد الشافعی سعد بن النحوی ولف النحوی علی القیروانی الشافعی  
 المشہور ابو القاسم عمر النحوی ابی بن الہان النحوی  
 ابو منکوا الشاعر المشہور ابو العلاء التتو المعز الادیب المشہور

قل ذکر ابن حکمان ترجمہ ابو العلاء فی وقایع الاعیان والاعیاد  
 فی مدینة العلوم وکلیہا فضل الذہبی ترجمہ تفصیلاً  
 و ذکر مصنفات مفصلاً و قد طبعت التتو مع سائل ابو العلاء المعری

ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں اور النحوی نے مدینة العلوم  
 میں ابو العلاء کی لائف مختصر ذکر کی ہے اور علامہ ذہبی نے  
 اسکے حالات کی سیدہ تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں تصنیفات  
 کو بھی تفصیلاً بیان کیا ہے یہ لائف سائل ابو العلاء معری کے

ساتھ آکسفورڈ ملک انگلستان کے کلارنڈون پریس میں

The Clarendon Press

Oxford

سنت ۱۸۹۸ء میں چھپی ہو

اور ڈی ایس مارگالیٹھ صاحب - ایم - اے

D. S. Margoliath

m. A.

فمطبعة کلارنڈون فی آکسفورڈ بانگلستان

The Clarendon Press

Oxford

فی سنت ۱۸۹۸ء

وقد ترجمہا فی الانجلیزیتہ السیر مجلیوٹ

D. S. Margoliath

M. A.

نے اُس کا انگریزی میں ترجمہ کر کے اپنی مفید یادداشتوں

کے شائع کیا ہوا ہم ابو العلاء معری کے وہ حالات جو

ہمیں ان کتابوں سے پہلے نہیں پڑے تھے ان کے ہیں ابو العلاء

احمد بن عبد اللہ التنوخی معری فی ۲۶ ربیع الاول ۳۷۲ھ کو

جمود کے دن غروب آفتاب کے وقت معرو میں پیدا ہوئے

بلاد شام میں ایک شہر جس کو نعمان بن بشیر انصاری

رضی اللہ عنہ نے اپنا وطن بنالیا تھا اس لیے اُنکی طرف نسبت

ہو کر معروہ النعمان کے نام سے مشہور ہوا ۳۷۲ھ میں

مسلمانوں کے ہاتھ سے شکست اہل فرنگ کے قبضہ میں آگیا تھا

۳۷۹ھ میں عماد الدین زنگی نے پھر فتح کر لیا ابو العلاء کا

سلسلہ نسب قبیلہ تنوخ تک پہنچتا ہے۔

تنوخ لغت میں کسی جگہ پھرنے کو کہتے ہیں مگر قبیلہ تنوخ

ان چند قبائل کا نام ہے جو قدیم زمانہ میں بحرین میں جمع ہوئے

تھے اور ایک دوسرے کی امداد پر عہد و پیمان کیے تھے

وقد نشرها المتبحر الانكليزي مع زيادات مفيدة

فالان مهدى الى القراء ترجمة ابى العلاء المعري التي

اقتطفناها من تلك الكتب وها هي كما ولد ابو العلاء

احمد بن عبد الله التنوخي المعري في ۲۶ ربیع الاول

سنة ۳۷۲ يوم الجمعة عند غروب الشمس في

المعرة وهي بلدة من بلاد الشام

استوطنها نعمان بن بشير الانصاري

رضي الله عنه فاعتزت اليه واشتهرت بقرى النعمان

وقد خرجت من ايدي المسلمين وقبض

عليها الفرنج في سنة ۳۷۲ ثم استعادها

وفتحها عماد الدين زنگي في سنة ۳۷۹

ويصل نسب ابى العلاء الى قبيلة تنوخ والتخ

في اللغة لا تامة وهو اسم لعدة قبائل اجتمعوا

قدما بالبحرين وتحت انواع على التناص

واقاموا هذا حوضاً تنوخاً وهذه القبيلة إحدى القبائل الثلاث التي هي نصارى العرب وهم بهراء وتنوخ وتغلب

چونکہ انھوں نے اس جگہ قامت کی تھی اس لیے ان کا نام تنوخ رکھ دیا گیا قبیلہ تنوخ ان تین قبائل میں سے ایک قبیلہ کا نام ہے جو نصاریٰ عرب کے نام سے مشہور تھے یعنی بہراء اور تنوخ اور تغلب۔ ابو العلاء تین سال کی عمر میں جب

قد عی ابو العلاء وفقد البصر من الجدري حين

كان ابن ثلاث سنين -

وہ کہا کرتا تھا کہ میں سولے سرخ رنگ کے دو سال

وكان يقول لا اعرف من الالوان الا الاحمر في البست ثوباً اخرجني ابتليت بالجدري -

رنگ نہیں پہناتا اس لیے کہ جب میں چھپک میں مبتلا ہوا تھا تو مجھے سرخ کپڑا پہنایا گیا تھا۔

قرأ النحو واللغة على ابيه عبد الله بن سليمان في وطنه ثم على محمد بن عبد الله بن سعد النخعي بحالب واخذ الحديث من يحيى بن مسعر

شعر اور لغت اپنے باپ عبد اللہ بن سلیمان کے پاس ملین پڑھا اسکے بعد محمد بن عبد اللہ بن سعد نخعی کے پاس حلب میں علم حدیث بڑی بن مسعر نخعی سے معروہ بن افضلیا

التنوخى في المعرفة وكان ذا حفظ وافر وضبط تام لا يسه ما سمعه مرة وله في حفظه وضبطه حكايات غريبة سائرة بين الناس

ابو العلاء بڑے حافظہ اور کامل ضبط والا تھا حرات ایک مرتبہ سن لیتا تھا اسکو بھولتا نہ تھا اسکے حفظ وضبط کی عجیب عجیب حکایتیں لوگوں میں مشہور ہیں۔

## وجه عاش

لما كان ابو العلاء قانعاً بحيشا ذاهمة عليه ونفس ابيه ما حدثته نفس جنيان ينال بشعة او حله شيئاً من الدنيا وثراً ابل كان معاشه من وقف كانت ثلثة السنوية ثلثين دينارا فكان يبذل نصفها على وظيفة خادم له والنصف على نفسه وكان ياكل غداً وريخاً ويلبس من الثياب

چونکہ ابو العلاء قانع مستقل الراہی عالی ہمت آزار طبیعت تھا اس لیے اسکو کبھی اس کا خیال بھی پیدا نہیں ہوا کہ اپنے شعر و علم کے ذریعہ دنیا اور اسکی تو نگری حاصل کرے بلکہ اسکی معاش ایک وقف سے تھی جسکی آمدنی سالانہ تین سو تھی آدمی آمدنی نوکر کی تنخواہ پر خرچ کرتا تھا اور آدمی اپنے نفس پر بہت ہی معمولی غذا کھاتا تھا اور اپنی درجہ

ثواباً خشناً فابسط من الزلازل المنعمه والنفاس  
المترقة شيئاً قط سوى المصنير  
اور رکھت فرش زمین بچھائے۔

ماكانت نفسه متحملة لعم أحد قال  
الذهبي لو تكسب بالمشعر والمدح لكان  
ينال بذلك دنيا ورياسة لكنه ما اراد  
ذلك قط  
اُسکی طبیعت کیسے احسان کی تحمل نہیں تھی علامہ ذہبی  
کہتے ہیں کہ اگر شعرو مدح کے ذریعہ کما چاہتا تو اس کے سبب ایک  
خاصی دنیا اور ریاست پیدا کر لیتا مگر اُس نے کبھی اس کا  
ارادہ نہیں کیا۔

وقد عارض في وقفه مرة من جهت صالح بن  
مرداس حاكم حلب فخرج من المعرة الى بغداد متظلماً  
سنة ۳۹۹ واقام بها عاماً وسبعة اشهر وقفل الى  
المعرة سنة ۴۰۰ وبعلم من وفيات الاعيان ان  
قد اتفق له السفر الى بغداد في سنة ۳۹۸  
قبل ذلك ايضاً لكنه لم يذکر له اعتراف  
هذه السفر ومكان سببه وقد قضى باقي عمره  
في وطنه وصار مجلس البهت ماسافر الى بلد  
ولذا القى نفسه من المحبين  
ایک مرتبہ صالح بن مرداس حاکم حلب کی جانب سے اُس کا  
وقف ضبط کر لیا گیا اس لیے ۳۹۹ء میں استغاثہ کے لیے  
معمرہ سے بغداد گیا اور وہاں ایک سال اور سات مہینہ تک  
رہا پھر ۴۰۰ء میں معمرہ میں واپس آیا وفيات الاعیان سے  
معلوم ہوتا ہے کہ ۳۹۸ء میں بھی اس سے پہلے ایک مرتبہ  
بغداد جانے کا اتفاق ہوا تھا مگر اُس نے یہ نہیں ذکر کیا کہ یہ سفر  
کیوں پیش آیا تھا اور اس کا سبب کیا تھا باقی عمر اپنے وطن  
میں گزار دی خانہ نشینی اختیار کی اور کسی شہر کی طرف سفر نہیں  
کیا اسی لیے اُس نے اپنا لقب رہن المحبين تجویز کیا تھا۔

### علمی مشغلہ

ابو العلاء نے گیارہ برس کی عمر میں شعر کہنا شروع کیا تا کہ  
کی جماعت کثیر اُس کے پاس پڑھنے آتی تھی اُس کے مشور  
شاگرد ابو القاسم علی بن محسن تنوخی اور خطیب ابو زکریا  
ہیں اُس کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے شاگردوں کا  
ابو القاسم علی بن محسن التنوخی والخطیب  
ابو زکریا التبریزی وبعلم من حالات ان نطق ثلاثة  
لے جس البیت۔ اُس شعر کو کہتے ہیں جو ہمیشہ بچے پڑھتے اور اُٹھایا نہ جائے یہ بیہ طاقت وغیرہ

لوسع حسب هواه ولصفر يده لم يستطع  
الاتفاق على الفقراء منهم  
داثرہ زیادہ وسیع نہیں ہوا جیسا کہ وہ چاہتا تھا اور پنی  
تنگدستی کو جو جسے محتاج طلبہ کو کچھ دے نہیں سکتا تھا۔

قال لذہبی ما كان ابو العلاء يستطيع بذل الاموال  
على الطلاب وكانت جدته قاصه عن هذا الاثر اهل النور  
والغنى كانوا معروفين بالبخل ومظنة الضمانة  
ذہبی کہتے ہیں کہ ابو العلاء مانتی تو استطاعت نہ کتا تھا کہ  
طلبہ پر مال خرچ کرتا اور اسکی مالی حالت اس سے خاص تھی  
اور اہل ثروت و توگری نکل میں مشہور تھی۔

فكان يعتذر الى من ياتيه طلبا للعلم ويتاوه  
من ذلك ويلحقهم شديدا ومع ذلك فقد وجد  
فرصة وانتصر زمانا حسنا للتدريس والتصنيف  
فشرح ديوان ابی تمام الطائي وديوان البحتری  
ودیوان احمد بن الحسين المتنبی وقد ادى حق  
التشريح فبحث عن الاشعار الغريبة ومكلم  
على ما راق من شعرهم وما اخذوه من غيرهم  
اخذا جیدا او سرقة وما اتوا به فيه من لطيف  
صنعة في اخذه وقد نقد عليه حفي  
مواضع وتولى الانتصار لهم واول  
خطاهم اما كن  
اس لیے جو شخص اُسکے پاس طلب علم کے لیے آتا تھا اُس  
سے معذرت کیا کرتا تھا اور اس امر کے باعث اکثر اُکھنچیا  
کرتا تھا اور سخت غم سکولاسی ہوتا تھا باوجود اسکے اُس کو  
دس و تصنیف کے اچھے موقع ملے دیوان ابوتام طائی اور  
دیوان بحرئی اور دیوان احمد بن حسین متنبی کی شرح کی اور  
جو حق شرح تھا وہ ادا کر دیا اشعار غریبہ پر بحث کی اور اور  
یہ بات بتائی کہ عمدہ اشعار انکے تمام کلام میں کو کسے ہیں  
اور انھوں نے دوسرے شعرا سے اخذ یا سرقتہ کے طور پر  
کیا لیا اور اس لینے میں انھوں نے کیا لطیف صنعتیں  
کی اور بہت سی جگہ ادبی تنقید کی اور بہت مرتبہ کیا  
بھی کی اور انکی خطا کی بار بار تاویل کی ہے۔

وكان ابو العلاء مشغوقا بشعر احمد بن الحسين  
المتنبی وكان من معتقديه فلما فرغ من شرح  
ديوانه الذي سماه باللمع الغريزي في شرح  
شعر المتنبی فوصف الناس فقال  
كان المتنبی نظرائی بعين الغيب  
وكان ابو العلاء مشغوقا بشعر احمد بن الحسين  
المتنبی وكان من معتقديه فلما فرغ من شرح  
ديوانه الذي سماه باللمع الغريزي في شرح  
شعر المتنبی فوصف الناس فقال  
كان المتنبی نظرائی بعين الغيب

جسکا نام لامع غریزی فی شرح شعر المتنبی رکھا تھا تو لوگوں  
نے اُسکی شرح کی بہت تعریف کی ابو العلاء نے کہا گویا متنبی  
نے غیب کی آنکھ سے میری طرف دیکھا تھا جبکہ وہ اپنے

فی بیتہ الذی یقول ۛ

انا الذی فطر لا عیہ الی ادبی

واسعت کلماتی من بہ صمم

ولہ مکاتبات مع کثیر من العلماء والوزراء و

الامراء وقد ذکرنا ان مکاتبہ قد طبعت

فی اکسفورد بانگلٹرا۔

واذا نظر الباقی فی رسالہ عجد کلامہ فیق

المسلک لطیف الماخذ عذب المورخ عویص

المصدر علیہ رونق الفصاحة وماء هالون

الطلاوة وروائھا لا یتبع حوشی الکلام ولا یرد

مورخ البشاعة ولا یرسی سلة الکراهة والغراب

اذا نظرت الی سبک الفاظه فبوت انه خریر من

ید صناع وان فکرت فی تناسق الکلمات مع

اخوانھا وحسن نظمھا ورشاقة ترتیبھا وجودة

صياغتها وشدۃ ربطھا فیمابینھا والتصاق معانیھا

ووعورة مسلکھا وندۃ هیئتھا وتناسق اجزاء الکلام

بعضا مع بعض لشہد بصیم قلبا خالصا فوادک

ان کا تبذ و حذ اتمۃ تامۃ ومملکۃ راسخۃ فی الشعر الکتابۃ

والانشاء العربیۃ ازخیر ما یرتکک الطرق الوعرة

وقد دفع مرارا الی وعلمسالك واندفع اطوارا

الی اخطار المہالك فخر جہ سالما

اس شعر میں کتا ہے۔

میں وہ ہوں کہ اندھے نے بھی میرے ادب کو دیکھ لیا۔

اور میرے کلمات نے ہرے کو سانس بنا دیا۔

بہت سے علماء و وزراء اور امرائے ساتھ اسکی خط و کتابت

رہی ہم اس کا اوپر ذکر کرتے ہیں کہ اسکے مکاتبات اکسفورڈ

انگلستان میں چھپے ہیں۔

جبکہ پڑھنے والا اسکے مکتوبات کو دیکھے گا تو اسکو معلوم ہوگا

کہ اسکے کلام کا مسلک کتنا باریک ہے اس کا ماخذ کیسا لطیف

ہو اسکا گھاٹ شیرین اور اس سے ٹوٹنا دشوار ہو کلام چھٹا

کی ردنی اور آب پائی جاتی ہے تو دماغی کارنگ نمایان ہو خوشی

کلمات کے پیچھے نہیں جاتا اور نہ کراہت و غرابت کے راستہ پر

چلتا ہے جب تو اسکے الفاظ کے ڈھلاؤ کو خیال کرے تو تو اقرار

کرے گا کہ وہ ایک کارگیر کے ہاتھ سے نکلے ہیں اگر کلمات کی باہمی

جوڑ نظر کی خوبصورتی ترتیب کی عمدگی گھڑائی کی صفائی آپس کے

ربط کی مضبوطی معانی کے تعلق اور اس مسلک کی دشواری انھیں

کیا گیا ہے نہایت کی غرابت بعض اجزاء کلام کی بعض کے ساتھ

نسبت میں غور کرے تو قوتہ دل سے گواہی دے گا کہ اس کا

لغنے والا شعر و کتابت اور انشاء عربی میں پوری مہارت اور

ملکہ راسخہ رکھا ہے۔ اور وہ ان دشوار گزار راستوں کا پھر

ہو اور بہت مرتبہ دشوار راستوں کی طرف ڈبھکیا گیا اور

خطرناک مواقع میں گرا اگر سالم اور کامیاب ہو کر نکلا

مصیبا لامصبا -

ثم انصرف وقد اصب و لم اصب

جَنَعَ البصيرة وقارح الافدام

وقد حلى كلامه باطواق الالبات الرائقة

وبرين الامثلة الواضحة وبالجملة كان

فاقدرة باهرة وقوة فاهرة على اتیانہ

كل طريق واختياره من الشعاب الضيقة

ما شاء وتقل ههنا رسالة من رسائله

اغوذجاللقرء الكرام -

و وكلامه جوابا لابی الحسين محمد

بن سنان لما جاءه كتاب في مركيلة ودمنة

وما تقدم به السلطان اعز الله نصره

من اختصار امثاله

قد سررت بور وكتابه انواع سرور سرور

لور وده و آخر الاستماع وثالثا غره دين وهو

خبر سلامت و عجبت من الفاظه التي ليست

مبسوغة بجمع الجاهلية ولا منشورة في كلام

العامة بل هي منظومة نظم اللؤلؤ البحري متصوغة

تضوع نسيم الروض الصحري واما

شوق اسود القلب اليه فشوق اسود

العين الساهرة الى كواه شهد بذلك الانهران

تم مصيبت زده ہو کر -

اُس نے اپنے کلام کو نادر اشعار کے طوقن اور روشن

شالون کے طوقن سے مزین کیا ہے۔ حال یہ کہ اُس کا اس

پر ایک کامل قدرت اور پوری قوت حاصل تھی کہ جس طریقہ پر

چاہے چاہے اور تنگ گھاٹیوں میں سے جسکو چاہے اختیار کرے

اس مقام پر ہر اُس کا ایک مکتوب ناظرین کے لیے بطور نمونہ

درج کرتے ہیں۔

منجملہ اُس کے کلام کے جواب ہر ابو الحسن محمد بن سنان کو شکر

ابو الحارث کے پاس اُس کا خط کھید و دمنہ کی کتاب کی بابت آیا

تھا اور اُس کی نسبت جو سلطان فیہ اعز اللہ نصرہ اس کی

امثال کا خلاصہ کیا تھا۔

مجھے آپ کا خط پہنچنے سے چند طریقہ پر خوشی ہوئی ایک

خوشی اُس کے آنکلی دہ سری اُس کے سننے کی تیسری جوانی طوقن

سے زیادہ ہر اُس کی خبر سلاستی کی مجھے اُن کے اُن الفاظ سے

تعمب ہو جو نہ جاہلیت کی سمجہ ہر تھے اور نہ شل عوام کے

کلام کے منشور تھے بلکہ وہ دیباچی موتی کی طرح ہر د کے

ہرے تھے اور چنستان کی نسیم سحر کی طرح جھکتے تھے اور

سیرت نقطہ قلب کا شوق اُس کی طرف ایسا ہی جیسے بیدار آنکھ

کا شوق اپنی نیند کی طوقن مہر وادہ اس کے گواہ ہیں اور میں



وانی لاخف المسألة واخف الدعوة واخف  
 بترك المكاتبه وانما اخرت الاجابة الى  
 هذا الحین عجز اعما الحق علی قال الله سبحانه  
 واذا حیاتیم بتحیة فحیوا باحسن منها  
 اور دوہا ولا اقدر علی احسن منها  
 وقال جل اسمه لا یصلک الله نفساً  
 الا وسعها ولا ینسب فی هذا القول الی  
 النفاق فلو کنت من اہله فی الشیبة  
 لوجب علی ترکہ عند اخلاص اللہ و  
 احبہ ادام الله قدرتہ بحمدی علی ما یحمد  
 من القوة والصبر ولست کذاک الا ان  
 علت السنن وضعف الجسم وتقارب الخطو  
 وساء الخلق وعطلت ریحی کانت لی لم تکن  
 فجمع ولكن قہنس کنت اقصر طہنہا علی  
 نفسی واتقوی بہ دون غیرہی فلم یکن لہا  
 ضمان ولكن فجع بہا الزمان ولم یبق  
 الا ان یخلو مکانہا الہام فی صبح کادہ  
 المحل الدامر فاما المنفعة بہا فقد  
 انقضت وانقضت وان تشبہ بھافی  
 انطعن اخوانہا مار لفظی من اجل ذلک  
 اپنی درخواست کہ بار بار دوہرا ہوں اور دعوت کو پوشیدہ  
 کرتا ہوں اور خط و کتابت چھوڑنے سے اپنی تحفیف چاہتا ہوں  
 اب تک جو میں نے جواب نہیں دیا یہ اس لیے کہ میں ادب  
 کا وجہ سے عاجز ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ جب تم کوئی  
 تحفہ دیے جاؤ تو تم اس سے بہتر تحفہ دو یا اسکو بھیج دو  
 اور میں اس سے بہتر برقاہ نہیں اور نیز خدا پاک نے  
 فرمایا کہ اللہ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا اگر بقدر اسکی طاقت کرے  
 آپ مجھے اس قول میں نفاق کی طرف نسبت نہ کریں اگر میں جواب  
 میں اہل نفاق سے ہوتا تو بال سفید ہونے کے وقت تو ضرور اسکا  
 چھوڑنا بھیج دیتا اور اب یہ خیال ہو کہ سلطان ادام بقدرتہ  
 کا میری قوت و صبر کی نسبت وہی خیال ہو کہ جس پر وہ مجھے پہلے دیکھ  
 چکے ہیں حال آنکہ میں ایسا نہیں ہوں اسوقت میں بڑھ چکا ہوں  
 کمزور ہو گیا قدم قریب قریب پڑنے لگے مزاج تلخ ہو گیا وہ چل  
 بیکار ہو گئی جو میرے لیے آواز نہ کرتی تھی بلکہ راستہ پرستی تھی میں  
 اسکی بیانی اپنے ہی لیے خاص رکھتا تھا اور میں ہی اس سے  
 قوت حاصل کرتا تھا نہ کوئی غیر اس کا کچھ تاوان دینا نہ پڑتا تھا  
 لیکن زمانہ نے اسکو وہ دیہن چاہا اور اسے اس کے کہ اسکا آباد  
 مکان خالی ہو جائے اور ویران مکان کی شکل ہو جائے اور کچھ  
 باقی نہیں رہا لیکن اسکی شفقت ختم ہو چکی اور گدگئی اور اس سے  
 سے کہ اسکی دوسری بہنیں سفر میں اس کے مشابہ ہو گئیں بلکہ اس

مشینا وجعلت سین الکلمۃ شینا فلم یفہم  
عق سماع ما اقول فاذا قلت العسل مشی الذئب  
ظن انی اقول العسل بالشین المعجمة ولا اعلم  
ان فی کلامہم هذه الکلمۃ واما هذه الریح  
واستایع فی المتابع الی الرحلة کما انشد  
ابوزید سعید بن اوس ۛ

عیب دار ہو گیا اور سین کی جگہ شین بولنے لگا اس لیے سننے والا  
مجھے وہ نہیں سمجھا جو میں کتابوں میں جن میں لفظ عسل کتابوں  
جسکے سننے میں بھڑپے کی جال تو سننے والا گمان کرتا ہر کڑی شل  
شین بھر سے کتابوں مجھے معلوم نہیں کہ زبان عرب میں یہ کلمہ  
شیل آیا ہو یہ جی اور اس کے ساتھ ایک دوسرے کے ہم سفر ہونے  
میں ایسے ہیں جیسے ابو زید سعید بن اوس نے کہا ہے۔

یاربۃ العیر ردیہ لوجھتہ  
لا تظعن قھیجی الحی للظعن

اے حاروش کی مالک تو اسکو پیچھے کو لوٹا لے۔  
تو سفر کرنا کہ قبیلہ کو بھی کوچ کرنے پر آمادہ کرے۔

فان وقع يومًا من الدهر الیہ شیء مما  
اہلہ فوجد فیہ السینات شینات  
فلیعلم ان ذلك لما ذکرت وان الذی  
کتب مع ولم یفہم وهذا البیت فی اصلاح  
المنطق ینشد علی وجهین ۛ

اگر زمانہ کے کسی دن میں آپکے پاس میر کوئی خط ہوئے جسے  
میں دوسرے کو لکھا ہوں اور اس میں آپ سین کی جگہ شین لکھیں  
تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کو وہی سبب ہو جو میں نے بیان کیا اور یہ  
کہ جس نے لکھا اس نے سنا مگر سمجھا نہیں اور یہ شعر اصلاح گفتگو  
میں دو طور پر پڑھا جاتا ہے۔

طیخ نھار او طبیخ آمہ  
مغیر العظام سئ القسم اصطف

وہ دن جسکو نماز نے مبارک یا ہو یا بیچک نے۔  
چھوٹی بڑیوں والا برکت گرے ہوتے ہوں والا ہوتا ہے۔

وینشد القسم افتری هذا من  
تغیر لحق الناقل بسقوط فیہ و کتابہ  
معدود من بركات السلطان اعز الله  
نصوہ فاما کتاب کلیلہ و دمنہ فلیس لہ  
نسخۃ عندی ولا تمکن بہ علی ما اذکر

قسم اور قسم دونوں پڑھا جاتا ہے آپ دیکھتے ہیں کہ یہ اس  
تغیر کے باعث ہو جو ناقل کو اس کے دانت گرنے کے باعث لاحق  
ہوا ہے آپ کا خط منجملہ بركات سلطان کے خدا کی نصرت کو عزت  
دے شمار کیا جاتا ہے مگر کتاب کلیلہ و دمنہ کا کوئی نسخہ میرے پاس  
نہیں ہے اور نہ میرے علم نے اس پر قدرت پائی مجھے یاد نہیں

ۛ جسکو نماز نے مبارک یا ہو یعنی مبارک یا ہو نماز کے پھیلنے میں ایک مرض ہوتا ہے ۛ

انی استکلت سماعاً فطرولاً و بدکت ابہ المعظم  
الذی (ھکذا) سالت من جاء فی منہ بنسخة  
ردیة و کلفتہ ان یقرعہا علی فکنت فی ذلک  
کما قیل فی المثل عا ط . بغیر انواط و لا یظن  
السلطان خلد اللہ ملکہ ان احرى یقاس  
علی ما اتفق فی رسالۃ الصّاحل الساج  
فان اقبالہ القاہا بخاطر و نفقہا فی فم  
و نطق بہا علی لسانی و لا ید من تکلف  
استماع الا و اصلان طاعة السلطان  
اعز اللہ نصرہ فرض علی کل احد  
لا یم علی مثل لاشیاء کذیرة  
ایسہا قول الاعشہ  
اذا کان ہادی الفتی فی السلا  
حصد رالقنالا طاع الامیرا  
وان وقفت والتوفیق منی بعید فانما  
ذلک میسر من ابرام و رمیتہ من غیر مل  
و ہذا اذمان الانب والغب و ہذا یفسدان  
الذہن اما المخذ فقال بعضهم انه یفسد  
فی شہر ما اصلحہ السلاذ فی دھرا  
تک بہلا و ہنے کی ہو گین اسکو ایک مہینہ میں تباہ کر دیتا ہوں

کہ میں نے کبھی اسکو پورا سنا ہوا درجب آج گراچی نامہ صادر ہوا  
تو میں نے اُس کتاب کی نسبت اُس شخص سے دریافت کیا  
جو ایک خوب نسخہ اسکا میرے پاس لایا تھا اور میں نے اُس کو  
تکلیف دی کہ مجھے پڑھ کر سنانے میں آمین ایسا تھا جیسے شل  
میں کہا گیا ہے کہ بغیر دستکے کپڑے والا سلطان۔ خدا اسکے  
ملک کو ہمیشہ رکھے یہ گمان نکرے کہ میرا حال اُس حال پر تھا  
کیا جاسکتا ہے جو رسالہ اصل و ساج میں واقع ہوا ہے کیونکہ سلطان  
کے اقبال نے وہ مضامین میرے دل میں ڈال دیے اور میرے  
سخن میں پھونک دیے اور میری زبان پر جاری کر دیے بغیر  
ہرگز میں سلطان کے احکام کو تکلف نہوں کیونکہ سلطان کی  
اطاعت (خدا اسکو عزت دے) ہر شخص خصوصاً مجھ جیسے  
پرست ہی وجوہ سے فرض ہے سب آسان وہ ہر خوشی نے کہا ہے  
جیکہ جو ان کا رہنا شہر دن میں۔  
نیزے کی بھال ہو تو وہ امیر کی اطاعت کرتا ہے۔

اگر میں توفیق دیا گیا اور توفیق مجھے دور ہو تو یہ ایسا  
ہوگا جیسے بھلیونکا جو اکھیلنا اور ناٹری کا تیر لگانا اور یہ حکم  
یگن اور لگور کا ہوا میرے دونوں چیزیں ذہن کو خراب کرتی ہیں  
یگن کی نسبت بعض کا قول ہے کہ جس چیز کی اصلاح ایک زمانہ  
تک بہلا دے گی ہونگین اسکو ایک مہینہ میں تباہ کر دیتا ہوں

اسے یہ ایک غریب المثل ہے جو اسکا ایک رسالہ ہے جسکا نام ہے رسالہ اصلاح الناس جس میں گھوڑے اور بچہ کی مناظرہ ہے  
اسکی طرز و اشارہ جو کہ پین و پنا میں گھوڑا اسکا ہے یعنی شخص نیزے کے سامین چلنا چاہے وہ امیر کی اطاعت کرے ۱۱

واما العنب فهو يورق والبیتین الضادین اور انگوڑی کی نسبت کہ کوہہ دشوہ معلوم ہی میں خوشخبری طرق کے  
الذین قیل للشیخ ابی طرق البتہ اللہ لیے کھٹ ٹھے انگوڑی کے بارہ میں لکھے گئے ہیں خدا انکے کئے  
فی العنب الحامض وحرس اللہ فاعل والے کو محفوظ رکھے۔ جبکہ آپ نے مجھے ان خطابات سے  
البیتین فلما خاطبني بتلاوة مخاطبة تناولت مخاطب فرمایا تو میں نے بھی انکے معنی ظاہر لفظ کے خلاف  
لہما معنی غیر ظاہر اللفظ وجعلت للاجل لیے ہیں اور میں نے لفظ اجل کی جگہ میں اس کے ساتھ موصوف  
اذا وصفت به وجوها منها ان اکون کیا گیا چند وجوہ قرار دیے ہیں ایک یہ کہ میں جلیل سے شایر ہوں  
مشبہا بالجلیل وهو الثمَام ای اتی اور جلیل تمام کو کہتے ہیں بیٹے میں اس کی مثل ضعیف ہوں دوسری  
ضعیف مثله ومنها ان یکون الاجل فی یہ کہ اجل اصغر کے معنی ہیں ہوا اور انکے اس قول سے ماخوذ ہو  
معنی الا صغر من قولهم جعلت لها جن عن علت الہما من عن الولد یعنی بچہ دینے سے عاجز ہو دوسری  
الولد ان صغرت ومنها ان یکون الاجل ما یہ کہ اجل اصل سے مشتق ہو جسے لونڈی بنا کرتی ہے اور یہ وجہ  
تجملہ الامۃ جو ہوا شبہ الوجہ قال الراجزی زیادہ مناسب ہو رہا جو کتا ہے۔  
واللہ ما ادری وان کنت اجل خدا کی قسم میں نہیں جانتا اگرچہ میں دیکھتا ہوں۔  
امن بعد جلتی ام من رجل کہ میرا جلد جس سے میں موصوف ہوں آیا اونٹ کا جلد پر ہوا کہ  
وانا اعلم انه ما اراد بها الا غیر هذا ولکن قال میں جانتا ہوں کہ آپ نے جو کچھ ارادہ کیا ہو وہ اسکے سوا  
بالظن المحسن وقلت بالیقین الثابت ہی لیکن آپ نے حسن ظن سے کہا ہے اور میں یقین ثابت کے  
وکلانا ان شاء اللہ محمود فی ما صنع ولفظ ساتھ کتا ہوں اور ہم دونوں انشاء اللہ اپنے اپنے کام اور لفظ  
واشغاله مودۃ الی اجر دائم وشکر میں مجموعہ میں آپ کا اشتغال دائمی اجر اور ایسے شکر کی طرف لگا

نام ایک گھاس ہوتی ہے جو ضعف میں ضرب اشل ہے عرب اس کو اپنے غیور کے اس پاس لگاتے ہیں کہ زور کے لیے شل میں بولا جاتا ہے  
ہو علی طرف انعام یعنی سہل پھسل ہو ۱۱۰ ہا جن اس مادہ کو کہتے ہیں جو قبل بلوغ کے جلع کجائے یا لو کی جلی صغریٰ میں شادی  
ہو جائے یعنی قابلیت نہ رکھتی ہو ۱۱۱ علی بھول کو کہتے ہیں ۱۱۲ یعنی چٹا اونٹ کی بھی صفت آتی ہے جو ان اونٹ کو کہتے  
ہیں اور انسان کی بھی قوم چٹا بولا جاتا ہے یعنی معزز و شریف انہیں سے کس کے ساتھ موصوف ہوں ۱۱

یجرى عجری الخلود ان كان المرء  
لیس بخالد قال الشاعر  
واسے ہیں جو ہستی کے قائم مقام ہر اگرچہ انسان ہمیشہ نریگا  
ایک شاعر کہتا ہے۔

فاذا وصلتم ارضكم فخذوا  
ومن الحديث متالف وحلود  
جب تم اپنی زمین میں پہنچو تو وہاں جا کر بات چیت کرو  
کیونکہ بعض باتیں ملت ہو جاتی ہیں اور بعض باقی رہتی ہیں

وانا هدى الى صواب الشيخ السادة انسان  
ضوء الله لا يام بد وام عزهم سلاما متبا  
میں اپنے احباب آل انسان کے بزرگ سرداروں کی خدمت  
میں (خلا کی عزت کے دوام سے زمانہ کو روشن رکھے) ایسا سلام

على ترتب الاسنان بطر اطراد القاة  
ويكون مثله كمثل الماء يغاض على اصل  
ہر یکر ناموں جو دانتوں کی ترتیب پر مرتب ہو اور نیز کی چھڑکی  
پور کی طرح پے در پے ہو اور اس کی شکل ایسی ہو جیسے پانی کی نل

الشجرة فيعظم جناها وينال اعلاها كما  
ينال ادحاها وحسبى الله - انتفعت  
جودخت کی چڑ پر بہایا جائے اُسکے میوہ کو بڑھائے اور نیچے  
سے اوپر تک سیراب کر دے اور مجھے خدا کافی ہے۔ ختم ہوا

ولما خرج من المعرة بعد ما فرغ من الاستلاب ائنة  
فاتفق له في طرابلس خول مكتبة عظيمة من الكتب  
ابوالخلا جب ابتدائی تعلیم پُور کر کے معرہ سے نکلا تو اُسکو  
طرابلس میں ایک عظیم الشان کتب خانہ میں جانیکا اتفاق ہو گیا

الموقوفة فتمتع بها قال ابو العلاء لزوم كنى  
منذ سنة اربع مائة واجتهدت ان اتوفى  
وقف تھیں اور اُسے فائدہ چھل کیا وہ کہتا ہے کہ سنہ ۴۰۰ سے  
میں نے خانہ نشینی اختیار کی اور اس بات کی کوشش کی کہ خدا کی

على تسليم الله وتحميده الا ان اضطر الى غير ذلك  
فاملت اشياء تولي نسخها الشيخ ابو الحسن على  
تسبیح اللہ و تحمیدہ الا ان اضطر الى غیر ذلك  
اس لیے کہ چیزیں خریدیں نے لکھا میں جب کاوش شیخ ابوالحسن علی بن عبد اللہ

بن عبد الله بن ابى هاشم احسن الله توفيقه  
الزمنى بذلك حقوقا لانه افضى رزقه  
بن ابی ہاشم احسن اللہ توفیقہ  
انھوں نے بہت حقوق مجھ پر واجب کر دیے کیونکہ انھوں نے اپنا

ولم ياخذ حتما صنع ثمتا -  
وتصانيف في ضروري مختلف من العلوم قد اورد  
وقت خرچ کیا اور اپنے کام کی کچھ اجرت نہ لی۔  
اُسکی تصانیف مختلف مضامین میں ہیں ذہبی نے اُسکی تصانیف

الذهبي فهمها تصانيفه فنقل ههنا -  
کی ایک فہرست دی ہے اُسے ہم بیان نقل کرتے ہیں۔

نمبر	اسماء مصنفات	عدد كراريسه
١	الفصول والغايات في محاذرة السحر والآيات	١٠٠
٢	الساون - انتشار في ذكر غريب هذا الكتاب	٢٠
٣	اقليد الغايات - في اللغة	١٠
٤	الايك والفصول - المعرود بالهزة والردن في مائة اجزاء	١٢٠٠
٥	تختلف الفصول	٣٠٠
٦	تاج المحررة - في غطات النساء	٣٠٠
٧	الخطب	٣٠
٨	خطب الخيل	١٠
٩	خطبة الفصح	١٥
١٠	رسيل الرموز	٣٠
١١	لزوم ماليلزم - في خمسة اجزاء	١٢٠
١٢	زجر الناج	٣٠
١٣	بحر الزجر	١٠
١٤	رحمة اللزوم - شرح كتاب لزوم ماليلزم	١٠٠
١٥	ملق السبيل	٢٠
١٦	حاسة الراح - في ذم النمر	١٠
١٧	مواظف	١٥
١٨	فقه الواظف	٢٠
١٩	الحجلى والحلى	٣٠
٢٠	سبح الحسام	٢٠
٢١	جامع الاوزان والقوافي	٢٠
٢٢	غريب ما في جامع الاوزان	٢٠
٢٣	سقط الزند - ديوان الذي فيه اكثر من ثلثة آلاف بيت نظم في اول العمر	٣٠
٢٤	رسالة الصايل والساج - يتكلم فيه على لسان فرسي وبغل	٢٠
٢٥	القائف على معنى كليله ودمته	٢٠
٢٦	منار القائف - تفسير ما في القائف من اللغة والغريب	١٠
٢٧	السبح السلطاني في محاطبات الملوك والنفراء	٢٠
٢٨	سبح الفقيه	٣٠

نمبر	اسماء مصنفاتہ	عدد کوا لیسہ
۲۹	سبح المضطربین	۱۵
۳۰	رسالۃ الموعزۃ	
۳۱	ذکر صریح حبیب - تفسیر شعر ابی تمام	۶۰
۳۲	عبث الولید - یحصل بشعر الجعتری	
۳۳	الریاض شمس	۳۰
۳۴	تطیق الخلس	
۳۵	امعان الصدیق	
۳۶	قاضی الحق	
۳۷	استغیر النافخ فی النور	۵
۳۸	المختصر الفقی	
۳۹	الاسماع الغریزی فی شرح شعر التنبی المعروف بحجر احمد	۱۲۰
۴۰	استغفر واستغفری منظوم فی الزہد	۱۰۰۰ بیت
۴۱	دیوان الراسل	۹۰۰
۴۲	غادوم الراسل	
۴۳	مناقب علی رضی اللہ عنہ	
۴۴	العصفورین	
۴۵	السمات الشہر	
۴۶	عون الحبس	
۴۷	شدن السیف	۲۰
۴۸	شرح بعض سیویہ	۵۰
۴۹	الامالے	۱۰۰
<p>مذا ما ذکرہ الذہبی ناقلًا عن القفطی وقد ذکر ان اکثر کتب الایلام ضلحت فی غنائم وانما وجد منها ما خرج عن المعرف قبل حجم الکفار علیہا وقتل اهلہا و ذکر ابن خلکان فی الوفيات ان له شرحًا لدیوانہ سقط الزند سماه بعضہ السقط و ذکر ایضاً</p>		
<p>یہ وہ ہی جو ذہبی نے بروایت قفطی ذکر کیا ہوا اور بیان کیا ہو کہ ابو العلاء کی اکثر کتب بین معدوم ہو گئیں صرف وہ ہندو گئیں جو معروہ سے قبل جو کفار اور اہل معروہ کے قتل کے کل بھی تھیں ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں ذکر کیا ہو کہ اس نے اپنے دیوان سقط الزند کی ایک شرح بھی لکھی ہے جس کا نام منور السقط رکھا ہوا اور نیز ذکر کیا ہے</p>		

انہ کی لی من وقف علی المجلد الاول بعد المائة  
من کتاب الطہر والردف ای الایک والعصون  
وقد ذکر الذہبی بعض تصانیفہ فی اوائل الترجمة  
لعمیات بہا فی الفہرس وقد ذکر الصفدی  
بعض ما ترکہ الذہبی فرسمنا قائمة اخرى  
لما بقى من تصانیفہ

عذکراریسہ

### نمبر الكتاب

- ۱ رسالۃ الفقران
- ۲ رسالۃ الملائکۃ
- ۳ تسمیر الآری
- ۴ تفسیر شواہد الجہرۃ
- ۵ محب الانصار فی القوافی
- ۶ دعاء ساعة
- ۷ النفل الطاہری
- ۸ صور السقط
- ۹ دعاء الایام السبعة
- ۱۰ رسالۃ علی لسان ملک الموت
- ۱۱ تسمیر العنصر غو ظلم السور
- ۱۲ غطات السور
- ۱۳ الرسالۃ الخطیہ
- ۱۴ شقیال النظم

شرح ما فی سقط الزند

ثلاثة اجزاء ولم يتم

وستاتی علی بقیتہ اخبارہ فی العہد دلاقی

السید علی الزینبی

لہ ترجمہ انگریزی و سائل اور العلماء المعری ما فی کتابہ صاحب مطبوعہ کسٹورہ طبعہ ۱۲۰۴



# حدائق اللغز محاکات الاصول

## و سندبذ اللغز العربیة وفتحها

قد اطبق الناس قاطبة على ان اللغة واللسان  
هو التي ما انقطعت بها الامم عن الاخرى - وامتنان  
عن غيرها - وانفردت عن صنوها - اولم تركب  
تفرقت كلمة الاورباوين بما مع الاتحاد ازياء هم  
وملا بسهم - وما كلهم ومشاربهم وانهم اطهم  
في سلك واحد من حيث الديانة اولم تعلم  
كهن فتنه سمياء اثرت لاجلها سينناو بين  
اخواننا الهنوج منذ حللنا بارضهم ونزلنا  
بساحتهم مع انهم نشأوا في ظلال دولتنا  
وترعرعوا في حجور ابائنا -

ولكن هذا الوجهة التي اخذتنا عند  
الذبح عن حماه - حملت افلا سفة والحكام قبل  
على الكشف عن اسباب بداء نشأته واضبط  
اصولها وفروعها - ومعرفة انساجها وقبائلها  
فوجدوها متجانسة متشابهة اخوة بعضهم  
نقاب بعض لان اصل اللغات لما كان هذه  
الاصوات المستعق من شجر الخاروصهيل النفس  
فذلك الاسد وججعة الوحى وحنين الرعد وخرير الماء

تمام لكون کا اس بات پر اتفاق ہو کہ زبان ہی منشور  
ہر جسم کی وجہ سے ایک قوم دوسری قوم سے علیحدہ اور ممتاز ہو گیا  
اور اپنی شاخ سے جدا ہو گئی ، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اسی زبان  
کی وجہ سے اہل یورپ کیونکر آپس میں الگ ہیں باوجودیکہ انکی وضع  
لباس خورد نوش ایک ہو اور مذہبی حیثیت سے وہ ایک ہی  
نژاد میں پر پڑے ہیں ، کیا تم نے نہیں جانتے کہ اسی زبان کے لیے  
کتنے فتنے ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان برپا ہو چکے  
ہم انکی سرزمین میں آئے ہیں اور انکے صحن میں اترے ہیں حالانکہ  
وہ ہماری ہی سلطنت کے سایہ میں پیدا ہوئے ہیں اور  
ہمارے ہی ابا و اجداد کی آغوش میں بڑے ہوئے ہیں ،  
لیکن یہی حیرت جو اپنی زبان کو حملوں سے  
بچاتے وقت پیدا ہوئی ، اس سے پہلے حکما اور فلاسفہ کو اُس نے  
زبان کے اسباب پیدائش کی تحقیق اور اسکے اصول و فروع کے  
منضبط کرنے اور زبان کے باہمی شے اور تعلق کے پہچاننے پر توجہ کیا  
تو انھوں نے پایا کہ یہ زبانیں آپس میں ہم جنس اور ہم ماخذ ہیں  
اور ایک دوسرے سے دست و گریبان ہیں کیونکہ زبان کی بنیاد جیت  
آواز میں ہیں جو سنی جاتی ہیں یعنی گرجے گاریگانا ، گھوڑے کا  
ہنہانا ، شیر کا گونجا ، چکی کا گھومنا ، بجلی کا گرجنا

وهت الحام وغيرهما من التي تعمد كقول الناس وعما  
 الخلق وقع الحافر على الحافر واجمعوا على ان  
 اللغات اهلها وتلد بنا عما فوقها وبين اطوارها  
 وما ينجلي لك ما لقيت اعلينا انك اذا فحمت في  
 شئ يخرج من فمك صوتا بعد عنه بالفارسية باليف  
 وبالاردوية باليهونك ، فانظر كيف توافقت  
 هذه الالفاظ ، وكيف حاكيت عنه ، وكذلك  
 ان فتشت عن الالفاظ التي تدل على الدق  
 والشق - والرتق ، والفتق عند كل طائفة من  
 الناس لا تجد في لغاتهم بينها كبر فرق  
 فتحقق ان ما من قوم نطق بغيره الا اخذ  
 حظه من هذه الاصوات في وضع لغته  
 فالناس فيها رضيع لبان ، وشراب عنان  
 ليس لاحد مزية على الاخرى من حيث اصل  
 الوضع والمحاكاة عن الاصوات :  
 ولكن اللغة التي توفرت عند اهلها استبا  
 حدوثها من هذه الاصوات هي العربية فلها  
 لها اوسع نطاقا واطول باعا - وارح صدر  
 من اخواتها - والحق ان هذه الامة  
 البادية مزية في هذا الشأن لا تشوق غبارها امته  
 من الالام القديمة - فانها منذ خلقت سمعت  
 وغيره ان حيزون من سے جو تمام انسان اور مخلوقات کو ہمارے  
 تو اس پر اتفاق عام ہو گیا اور تسلیم کر لیا کہ زبان کی ماؤں سے  
 بیٹیاں پیدا ہوئی ہیں اسکے بعد انھوں نے زبان کے اصول  
 و فرعی میں مطابقت ہی جو میں نے پہلے بتایا وہ اس کے اور ظاہر  
 ہو جا لیا کہ جب تم بھوکو تو تمھارے مونہ سے ایک آواز پیدا ہوگی  
 جسکی تعبیر فارسی میں پشت اور اردو میں بھونک سے کرتے ہو ،  
 دیکھو یہ الفاظ کیسے ایک دوسرے کے مطابق ہیں اور جسے  
 کیونکر بولنے میں اسکی نقل کی اسی طرح اگر تم ان الفاظکی تحقیق کرو  
 جو ٹھوکنے ، پھاڑنے ، باندھنے ، کھولنے پر ہر قوم کی زبان میں  
 ہیں تو ان میں بڑا فرق نہ پاؤ گے اس سے ثابت ہوا کہ کوئی  
 بولنے والی قوم ایسی نہیں ہو جسے اپنا حصہ ان طبعی آوازوں  
 اپنی زبان کے بنانے میں نہ لیا ہو پس تمام لوگ اس میں  
 ایک ہی روح کے پینے والے ہیں اور باہم  
 شریک ہیں - ایک کو دوسرے پر بحیثیت الیف زبان  
 و نقل آواز کوئی فوقیت نہیں ہو ۔  
 لیکن وہ زبان جسکے بولنے والے کے پاس ان  
 آوازوں کا پورا پورا پیدا ہونے کے اسباب بہت ہیں وہ عربی زبان  
 ہو کیونکہ وہ ان آوازوں کے لیے اپنی ہنوں کے اعتبار سے  
 نہایت کشادہ ہو ، اور سچ یہ ہو کہ اس بادیہ نشین قوم کے لیے  
 اس بارہ میں ایسی فضیلت ہو جس کی گردنک  
 کوئی قدیم قوم نہیں پہنچ سکتی اس لیے کہ جب وہ پیدا ہوئی

الاصوات احداث من توهج الرياح، وقاع الرياح،  
 ومقارعة السيوف، وتصادم الحجارة وغيرها۔  
 لمكانات معظم هذه الاصوات عائدة۔ محببة۔ كثر  
 عندهم الجزل من الالفاظ كما يظهر من تتبع  
 اشعار الجاهلین۔ وقواعد القرآن في ذكر وقائع  
 الحشر والنشر، وانسداد الموتى من اجد انهم  
 ومما تقر في موضعه ان تكثر المباني، يدل على  
 كثرة المعاني، فهو من متفرعات هذا الاصل  
 فان تكرر الاصوات المحادثة من الاحتكاك  
 والتصادم يدل على الاحتكاك والمباينة كما يظهر  
 من الرجوع الى الوجدان الصحيح والذوق السليم۔  
 وكذلك الترادف الابدال والتضام والادغام  
 واختلاف الابدان في خواصها من ثمرات كان الاصوات  
 الغنيمة الخشنة اذا تكررت على الاسماع۔ التست  
 عليها۔ واختلطت بعضها ببعض۔ فختلف النوا  
 في محركاتها فجاءت طائفة من الالفاظ تقاربة  
 متجانسة۔ اما الالفاظ الرقيقة الرائقة المتسلسلة التي  
 اذا اخذت مكانها من النسيب والغزل والملاطفة  
 ولا اعتذار، او جرت على لسان خطيب مصقع،  
 او شاعر مقلق تخيل الياض كالغار قراق جان، او خط  
 بل لوتها۔ وغرائفها ما ولين جوانبها۔ فمعظمها  
 اس نے ان آوازوں کے سوا جو آندھی اٹھنے، نیزوں اور  
 تلواروں کے جھنجھانے اور پتھروں کے ٹکڑنے وغیرہ سے پیدا  
 ہوتی ہیں کوئی دوسری آواز نہیں بنی اور پھر جو کہ ان آوازوں کا  
 بڑا حصہ پر خوف اور ہتھکا تھا اس لیے ان کے پاس سخت اور کڑی الفاظ  
 بہت ہیں جیسا کہ تکرر جالی شعر کے اشعار اور خسرو اور مروک  
 قبر سے نکلنے کے ذکر میں تکرار مجید کی آیتوں کی تتبع سے ظاہر ہوگا  
 اور جو چیزیں کہ اپنی جگہ پر ثابت ہو چکی ہیں کہ حروف کی زیادتی  
 معنی کی زیادتی پر دال ہو تو وہ بھی اس جہ کی شاخوں میں سے ہے  
 اس لیے کہ ان آوازوں کا جو گڑ یا ٹھوکر سے پیدا ہوتی ہیں بار بار  
 ہوا، اصرار اور بالغہ پر دال ہو جیسا کہ وجدان صحیح اور ذوق  
 سلیم کی طوط رجوع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے، اور اسی طرح تکرار  
 ابدال، تضام، ادغام، اختلاط، الباب، اور خاصیت ابواب  
 بھی ایسا شمر ہو، ایسا کہ سخت و درشت آوازیں کان میں باریاں گزرتی  
 ہیں تو غلط ہو کر آپس میں مل جاتی ہیں اس لیے لوگ اس کی نقل میں  
 غلط ہوئے اور ٹھوٹے الفاظ ایسے پیدا ہوئے جو آپس میں تقارب  
 متشابه، ہم جنس تھے، لیکن وہ الفاظ جو نرم، خوشگوار  
 روان، جوانی جگہ پر غزل یا محبت اور عندر یہ کلام میں  
 آجاتے ہیں یا کسی فصیح مقرر یا شاعر کی زبان پر  
 گزر جاتے ہیں تو تم کو شبہ ہوگا کہ وہ بوجہ نرمی اور  
 کثرت آداب و تاب کے چمک دار ہوتی ہیں یا بان  
 کی شاخیں ہیں تو اس قسم کے اکثر وہ الفاظ نہیں جو

مستخدم من کلیة اصوات خیر الملاء و دبیہ الفاعل تنفس  
 الصبح وغیرہا لظہور انوار الرخاوة واللین علیہا ولما  
 كانت العرب تسبح هذه الاصوات بکرة وعشیا۔ لکون  
 بعضهم من سكان شواطئ البحر ونعات الجبال غلبت  
 علی طائف من الفاظهم انوار اطلالوة والنضارة  
 بحيث یترشح الملاء منها وبالجملة اللغة العربية  
 التي اخذت حظها من کلا القسمین من الالفاظ  
 الرقيقة والنجلة۔ واستوفتها ففانت اقرانها  
 والقطعت عن التراجعا ولداتها۔ فیا لصف افعی  
 الذین شنوا علیہا الفارة ونزلوا لساقتها  
 متلبین مستلین۔ فاستباحوا حاماها۔  
 ودخلوا حریمها۔ وهدموا اركانها وسعوا فی  
 خماها۔ ویا اسفا علی الذین یدعون انهم  
 یحکمون عرشها۔ ویحکون حقیقتها، ویسندون  
 ثغورها ثم لا یشرون عن ساقول یجدل خلایها  
 واقامة سوقها۔ واعلاء کلمتها۔ فالهند  
 التي کانت من احدى دول العرب  
 والاسلام لا تغدر بها حتی تنسی لغتها  
 وتقبلها من ديارها وحماها عدد ذرات  
 الرسل من المسلمین،

جوئی کے چٹنے صبح کی منساہٹ وغیرہ سے پیدا  
 ہیں اس وجہ سے کہ ان پر نرمی کے آثار نظر نہیں  
 اور جبکہ عرب ان آوازوں کو صبح و خام سنتے ہیں  
 کیونکہ انہیں کے بعض دریا کے سواصل پہاڑوں کی  
 گھاٹیوں میں رہتے ہیں تو ان کے الفاظ کے ایک حصہ  
 پر نرمی، خوشگوارگی اور لطافت کا اثر غالب ہے اس  
 سے پانی چپکنا ہوا اور حاصل یہ ہر عربی زبان و زبان  
 ہر جس نے الفاظ کے نرم و سخت دونوں قسم سے پورا  
 حصہ لیا اور وہ اپنے ہنر سے بڑھ گئی اور ہنر سے  
 سبقت لیگی پس افسوس ہر ان لوگوں پر جو اسے چلے  
 کرتے ہیں اور اس کی زمین میں سلاجوش ہو کر اترتے ہیں  
 اور اس کی بے حرمتی کرتے ہیں اور اس کی دیوار و ستون کو  
 منہدم کرتے ہیں اور اس کی خرابی میں کوشش کرتے ہیں  
 اور اسے افسوس ان لوگوں پر جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ  
 اس کا سخت اٹھاتے ہیں اور اس کی حفاظت کرتے ہیں لیکن  
 پھر بھی اس کی مصلح اور اس کی گرم بازاری اور ترقی میں  
 کوشش نہیں کرتے ہیں ایسے کہ وہ ہندوستان جو عرب اور اسلام  
 کا ایک ملک تھا وہ اس قدر ان دونوں کے ساتھ یوفانی  
 نہ کرے گا کہ ان کی زبان بھول جائے اور اس کو اپنے ملک سے جلا وطن  
 کرے اور اس کے مدکار رنگ کے برابر مسلمان ہیں،

عبد السلام

احد الطائفة المتفجرة بدارالعلوم لندہ والعلما

## القطب الشمالي

ان مسائل کے اکتشاف القطب الشمالي من اہم المسائل  
التي استلفت انظار العالم العلمي اليها وقد جال  
كثير اصحاب الصحافة يرعون هذه المضار وبحثوا  
عن جد الخ قع بين كوك وبيدي

والناس في شأن هذين الرجلين بين مصدق  
ومكذب فيهم من يصدق قول بيدي يكذب كوك ومنهم  
من يصدق قول كوك ويكذب بيدي

وقد نشرت الجرائد والمجلات احوال  
رحلتها وما لقيها في السفر اثناء اكتشافه  
من الكد والعناء

فنحن نغدي الى القراء اولاً ما جاء في الجرائد  
من نفاذ رحلتها وادتيادها الطريق الى القطب  
ثم نذكر ما وقع من ميل الناس الى التصديق  
او التكديب

ان كابتن بيدي مهندس اميركي في لشغف  
بالطبيات ولا سيما طبيعة الارض وشكلها  
وحركاتها فوجد فكرة الى مسألة القطب الشمالي  
والكشافة لتحقيق القضايا الطبيعية المتعلقة  
به فانبا المجمع العلمية في اميركا انه قادر  
على حل هذه المشكلة اذا اعانت

## قطب شمالي

قطب شمالي کی دریافت کا مسئلہ ان اہم مسائل میں سے ہے جنہوں  
نے علمی دنیا کی نگاہ اپنی طرف متوجہ کر لی ہے اور اخبارات میں بھی  
بہت کچھ خام فرسائی اسپرنگی ہے اور اس تنازع کی نسبت  
جو کوک بیڑی میں واقع ہوا ہے بحث ہوئی ہے

دنیا کے لوگ ان دونوں کے باب میں دو قسم میں بعض  
تو بیڑی کو سچا اور کوک کو جھوٹا بتاتے ہیں اور بعض کوک کو  
سچا اور بیڑی کو جھوٹا بتاتے ہیں

اخباروں میں اور رسالوں میں ان دونوں کے سفر کے  
حالات اور جو کچھ کرائے انہوں نے اس دریافت میں رنج  
ومصائب اٹھائے ہیں شائع ہوئے ہیں

ہم پہلے اپنے ناظرین کے سامنے جو کچھ اخبار و غیر ان کے  
سفر اور قطب کا راستہ تلاش کر چکا ذکر کیا گیا ہے پیش کرتے ہیں  
پھر یہ بتائیں گے کہ لوگوں کا میلان تصدیق یا تکذیب کے بارے  
میں کسکی طرف ہے

کپتان پیڑی امریکہ کا ایک ریاضی دان ہے جس کو  
طبیات خصوصاً زمین کی طبیعت اور اسکی شکل و صورت  
سے ایک خاص دلچسپی ہے اس نے اپنی فکر کو قطب شمالی  
اور اسکی دریافت کی طرف ان طبیعی احکام کی تحقیق کے لیے  
جو اس سے متعلق ہیں متوجہ کیا اور امریکہ کی علمی مجالس کو  
مطلع کیا کہ میں اس مشکل مسئلہ کو حل کر سکتا ہوں بشرطیکہ

فی تجمیذ ما یزمر للسفر الى تلك الاصقاع فشکلت	محمدا ان اطراف کے سفر کے ضروری سامان ہیا کر دیے جائیں اس غرض
لجنة لهذا الغرض اصطنعت سفینة بخارية خالصة الاسف	کے لیے ایک کیشن بنائی گئی جس نے ایک دفاعی کشتی خاص اس سفر کے
اسمها (النسر) بکث انظارا الى البحرية الاميركانية	لیے جب کا نام (نسر) تھا وزارت بحریہ کی امداد سے تیار کی
فکسب فینته سنة ۱۸۸۶ وهو لم يتجاوز الرابعة	بیری سٹشہ میں اپنی کشتی میں سوار ہوا جبکہ اسکی عمر چوبیس
والعشرین من عمره واخذ يرتاد الاصقاع المتجمدة ثم عاد	سال سے زائد نہ تھی اور نجد اطراف کی تلاش شروع کی بھر ایک مرتبہ
ورحل اليها ثانیة بعد خمس سنوات سنة ۱۸۹۱	لوکلر یا پنج برس کے بعد سٹشہ میں (شیمکرٹ) بر سوار ہو کر دوبارہ
على الباخرة (کایت) وقد صمم ان يجعل وجهه	سفر کیا اور اکی مرتبہ یہ قصد کر لیا کہ اپنا رخ بالکل قلب کی طرف کرے
القطب اسیا واخذ معه امرأة وکانت عورتا	اور اپنے ساتھ اپنی بیوی کو بھی لایا جو اسکی تقویت ارادہ اور امید کے
کبیرا لى تقوية عزمه وتجدید افکاره لیکتھا	نئے کرنے میں بہت اپنی حکمت و شجاعت کے کافی مددگار تھی۔
وشجاعتها۔ وبعد تقلبات شتی کسر احدی	اور بہت سے اٹل پھیر کے بعد بیری کی ایک ران بھی ٹوٹ گئی
فخذه وقاسی بسبب ذلك عذابا عظیما حتم	جسکے سبب اس نے سخت اذیت اٹھائی غایت یہ کہ سٹشہ میں
وصل سنة ۱۸۹۲ الى الدرجة ۸۲ واكتشف محالا	۸۲ درجہ تک پہنچا اور ایک مقام معلوم کیا جس کا نام
اسمہ ملفیل وعدا الى امیرکواخذ فی اعداد بعثة ثالثة	طفیل ہو اور امریکہ کو لوٹ آیا اور پھر تیسری مرتبہ بشیر فلکون
على الباخرة (فلکون) فصار مع امرأته فی ۲۳	بیرفر کی تیسری شروعات کی اور اپنی بیوی کے ساتھ ۲۳ جون
یونیوسنة ۱۸۹۳ وهي حامل فوضعت بنتا فی	سٹشہ کو سفر کیا جبکہ وہ حاملہ تھی بلو غرضی گرین لینڈ
۱۲ سبتمبر علی شواطئ غریبنا لاند الغریبیت فی	کے کنارہ ۷۷ درجہ کے مقام پر ۱۲ ستمبر کو اس کے
درجۃ ۷۷ من العرض الشالی =	لڑکی پید ہوئی =
وواصل بیری السعی والطمح من سنة ۱۸۹۶	بیری نے سٹشہ سے سٹشہ تک اپنی کوشش بہت
الى ۱۹۰۲ فبلغ الى الدرجة ۸۷ من ذلك	کو برابر جاری رکھا نتیجہ یہ ہوا کہ عرض میں ۸۷ درجہ ۷۷ دقیقہ
العرض۔ وفي سنة ۱۹۰۶ اکتشف طريقه الى القطب	تک پہنچا اور سٹشہ میں قطب کی طرف جانیکا ایک راستہ دریافت کیا
القطب وهو رسم خط استواء من نقطۃ قطب تک عرض کے اعتبار سے ۹۰ درجہ شمار کیے جاتے ہیں ۱۲	

غیر علی الباقی (روز ولت) مع ۲۱ مئی اسکیمو کان	اور اخیر (روز ولت) پر ۲۱ مئی کو ۲۱ آدمی اسکیمو شمالی اطراف کے
تلك الاصقاع فی طریق تجنب بھاجاری الجلیل	رہنے والے تھے اپنے ساتھ لکیر ایسے راستہ کو گیا جس میں برف کم پڑتا تھا
فوصل فی افریل سنۃ ۱۹۰۷ المی عرض ۸۷°	۱ اپریل سنۃ ۱۹۰۷ میں ۸۷° درجہ ۶ دقیقہ تک پہنچا اور آخر کار
والخر فی ۱۱ افریل سنۃ ۱۹۰۸ وصل الی درجۃ	۶-۱ اپریل سنۃ ۱۹۰۸ کو ۹۰° درجہ تک رسائی ہوئی اور وہی قطب
۹۰° وهو القطب الشمالی ورفع علیہ العلم	شمالی تھا اُس مقام پر چند لکڑی کر دیا اور اسکیمو دریافت
وقد فرح بذلک فرحاً عظیماً لکنہ لم یکد یعود	کی بہت خوشی ہوئی مگر جبکہ وہ تمدن دنیا کی طرف اس دریافت
الی العالم المتمدن لیبشر بهذا الکشف حقیر	کی خوشخبری پہنچانیکے لیے لوٹ رہا تھا اُس نے اخباروں میں
ان الدکتور کوک اسل تغرافاً من غربہ لاند	پڑھا کہ ڈاکٹر کوک نے گرین لینڈ سے یکم ستمبر سنۃ ۱۹۰۷ کو براہ
فی اول سبتمبر الماضی سنۃ ۱۹۰۹ عن طریق	ڈنمارک بذریعہ مارسلع کیا ہے کہ اُس نے ۲۱-۱ اپریل سنۃ ۱۹۰۷
الد غارک انذکتشاف القطب فی ۲۱ افریل من	کو قطب دریافت کر لیا ہے میری نے اس کا انکار کر دیا اور
السنة الماضية ۱۹۰۸ فانکریبری علیہ ذلک	اخبارات نے اس کی کھوکھو دکر وشرع کی اور اب تک
واخذت الجرائد تبحت و تتناقش ولا تزال	جاری ہے اور رہیگی،
اما الدکتور کوک فولد فی ولایت نیویورک	ڈاکٹر کوک ولایت نیویارک میں سنۃ ۱۸۶۵ میں پیدا ہوا
سنۃ ۱۸۶۵ من والدین المانیین رحلاً	والدین جرمنی تھے جو گذشتہ صدی کے وسط میں ولایت
الی الکولایات المتحدہ فی اواسط القرن	سودہ کی طرف چلے آئے تھے اُس کا خاندان جرمن میں
الماضی - وتلقب اسرۃ فی المانیابکوخ	آج تک کوخ کے لقب سے مشہور ہے باپ اسکو صغیر
الی هذا الیوم وتوفی والدہ وهو صغیر السن	سین چھوٹے کر گیا تھا،
فاعتنت والدتہ تعلیمہ فدخل للدرستہ	والدہ نے اُسکی تعلیم کا بندوبست کیا پہلے بروکلن کے
الابتدائیۃ فی بروکلن ثم درس الطب فی جامعۃ	اسکول میں داخل ہوا پھر نیویارک کی یونیورسٹی میں طب پڑھا
نیویورک ونال شہادۃ سنۃ ۱۸۹۰ - وقسراً	سنۃ ۱۸۹۰ میں سارٹھفلٹ حاصل کیا اُس نے ساؤتھ امین
سنۃ ۱۸۹۱ فی الجرائد ان بیری بولف بعثتہ	اخباروں میں پڑھا کہ بری شمالی اطراف کی تلاش کے لیے

لا تباد الاصفاح الشمالية وان هذه البعثة يلزم لها  
طبيب فراقها من سنة ۱۹۹۱- الى سنة ۱۹۹۲  
وذهب بعدها في بعثة اخرى بلجيكية نحو القطب  
الجنوبي من سنة ۱۹۹۰- الى سنة ۱۹۹۹-  
سے ۱۹۹۰ تک قطب جنوبی تک گیا۔

ثم عاد الى نيويورك وتزوج وفي سنة  
۱۹۰۳ تزعت به نفسه الى السفيرة احدى فالت  
بعثة غايتها الوصول الى قمة جبل مكنلي  
في الاسكا وهو اعظم جبال اميركا الشمالية  
ارتفاعا يبلغ علوه عن سطح البحر ۲۰۳۹۰ قدماً  
وبعد ان تقى هناك ثلاثة اشهر رجع ولم ينل  
بغية فعاد الى ذلك سنة ۱۹۰۶ وبعد  
مشاق كثيرة وصل الى قمة الجبل

وكان لصدیق من اغنياء نيويورك  
فاتفق الاثنان على ان يذهبا الى الاصفاح  
الشمالية بقصد الصیل حتی اذا وجد كوكب سبیل  
الى الوصول الى القطب الشمالي فعل ذلك  
فاسافرا في شهر يوليو سنة ۱۹۰۰ ومعهما كل ما يمكن  
ان يحتاج اليه كوكب في سيرة الى القطب ولم ينجل  
عليه صدیق بثنی فكان معه ما يكفي من  
الكر ونومترات والترمومترات والبالومترات  
وما اشبه وكل ذلك من احسن صنع واخذ معه  
نيو يارک کے مالدار لوگون میں اُس کا ایک دوست  
تھا دونوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ شمالی اطراف میں شکار  
کے لیے جلیں یہاں تک کہ کوک جب قطب شمالی کا راستہ  
معلوم ہو جائے تو وہ اسے دریافت کرے دونوں نے  
جولائی سنہ ۱۹۰۰ میں سفر کیا اور اُنکے ساتھ وہ ضروری سامان  
موجود تھا جب کوک کو قطب میں حاجت تھی اور اُسکے دوست  
نے کسی چیز میں غل نہیں کیا اُسکے ساتھ کرلومیٹر اور تھرمو  
اور سیرومیٹر وغیرہ کا کافی سامان موجود تھا اور ایک  
چیز عمدہ بنی ہوئی تھی ضروریات سفر سے وہی چیز تھی



من لوازم السفر ما خفت حمل و زادت الحاجة اليه  
فكان معجزة من الحرير وقارب من النسيج  
وكانت أئمة كلهم من معدن الكالومينيوم  
واخذ معه من المأكول مقداراً من الخبز والحب والتمر  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق

لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق

لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق

لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق

لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق

لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق

لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق

لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق

لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق  
لما خاف أن لا يجد ما يأكل في الطريق

(باقی وارد)

(لها بقية)

سہ شب بدین رات چھ بھر مینہ کے ہوئے ہیں ۲

## حُبُّ الْوَطَنِ

كيف الوصول الى اهلى واوطانى  
 هل من سبيل اليهم بعد ما قنطوا  
 كيف التلاقى وارض الحب شاسعة  
 كان جلا بقلبي ظل يجذبني  
 اذا سكنت الى نوم يؤمرقني  
 يا شوق من عنده فتلى تخلصني  
 قفر يحل به صحبي وخلاي  
 من لي بدار لغتراب لا انيس بها  
 ومن ررق لمرء لا صدق له  
 ومن يعود اذا ما مسني سقم  
 وان لغيت جأماً جاء من عرض  
 ومن بهيل على الترب يلحني  
 يا مزجيا بعجوب الرمل ناجية  
 مظنق دستة من صبيخ خامسة  
 اقرع عليهم سلاماً من حريق جوى  
 متى به عهد كوان قيل وسئلوا  
 فما بلغ لدى معشري متى مغفلة  
 لم يترك الدهر من الف ولا سكن  
 نشد والهماء هم الليل من طرب  
 هل عائد بعد عودى الى وطني

بيني وبينهم جدران قيعان  
 من عودتى ورجوعى بعد ازمان  
 يا ليتنى كنت طيراً الى جناحان  
 اذا ذكرت الى اهلى واوطانى  
 طيفت بهيم شوقى نحو اخداني  
 فموتق في ديار النأى حثاني  
 خير وما هم معى من روض بستان  
 يشد ازرى اذا استجبت اعوانى  
 اذ طوحت مصديات بيلا ان  
 ومن يخلصني من سجن اخزاني  
 من يد ربح الحمد البالى باكفاني  
 ومن يشق على الجيب ينعاني  
 هل قاصدات حيا فيه جيرانى  
 اذا انجوت اليها بعد استان  
 القى عصاه بصقع ليس بالدانى  
 كيف التقيت فتانا الباشا العاني  
 ايصرك البين حيلاً ليس بالواني  
 تقر عينى به فى ارض هجران  
 ولى دموع بها تنهل اجفاني  
 ما كان لي فيه من روح وريحان  
 السيد سليمان

## اخبار و الحوادث

المنطقة من الجرائم العنيفة

بلغ الذين دخلوا سن التحيد في هذا العام من ابناء الاسنانة عشرين الف نفر واستبقى بالحكومة سبعة الاف منهم في لاسان ودر سال الباقيين الى اوكالات

قررت نظارة للعارف ونظارة المالمية لالة العلية اعفاء جميع الكتب النافعة من رسم الجمر والا مكان منها متعلقا بالموسيقا والتصوير وقد وثقت النظارات على هذا القرار المصيب

الطريق الذي سلكه الخديو المكرم في حجة هذا العام لاني على باخر جدة ثم توجه الى مكة وقد سبقه في هذا السفر رجال المعية السنية بارساء الله الامير شجاعة فانه احيى في هذا العام سنة الخلفاء الراشدين

قد شملت في بعض مديريات مصر وفود من سوانها ووجهاها التوديع الجناب الخديوي في مدينته السويس لدى سفره الى الحج الشريف

## خبرين

منتخب از اخبارات عربي

اس سال بل سطنطينيه مين سے فوج مين اخراج ہوئی عمر مين میں ہزار آدمی ہوئے گونٹ سات ہزار کو سٹین شاند مين کھگی باقی لوگون کو صوبون مين بھیج دیگی

سررشته، تعلیم اور سررشته مال دولت عثمانیہ نے یہ تجویز منظور کی جو کہ مفید کتابیں جنگی کے محصول سے معاف کر دی جائیں لیکن موسیقی اور تصویر کشی کے متعلق جو کتابیں ہونگی انکا محصول لیا جائے دوسرے کھنڈن نے بھی اس صحیح تجویز کی تائید کی ہو

خدیو اس سال حج میں جس اسٹہ سے گئے وہ یہ کہ وہ سٹیمر پر سوار ہو کر جہد آنے اور جہد سے مکہ معظمہ گئے اور خدیو سے پہلے اس سفر میں خدیو کے ایڑ کیا ناک جا چکے تھے خدا خدیو کی عمر میں برکت دے کر انھوں نے خلفائے راشدین کی سنت زندہ کی

مصر کی بعض کشتیوں میں وہ بان کے امرا اور معززین کے ڈپوٹیشن تیار ہو کر خدیو کو سفر حج میں رخصت کرنے کے لیے شہر سویس میں آئے

بلغ عدد الجنايات في سنة ١٩٠٩ بأثنا و مئتين  
مصر ومحافظةها ٢٠١ منها ١٥١ حادثة قتل ٥٠  
شروع في قتل ٣٠ سرقة وحادثتان شروع في  
سرقة ٦٥ جنايات أخرى

مصر کی گشتہ یون اور صوبوں میں سنہ ١٩٠٩ میں  
٢٠١ وارداتیں ہوئیں جن میں ١٥١ قتل کے اور ٥٠  
اقدام قتل اور ٣٠ سرقة اور دو اقدام سرقة کے واقعے  
تھے اور ٦٥ دوسری وارداتیں ہوئیں

الاجلة وفترات بحران في بلاد الدولة العثمانية فطلب  
المسيو بها لوك اميا ز تسير السفائن البخارية فيهما  
وقدم لشرائط فواف نظارة الاشغال المنفعة ان المشروط  
مضيق بالحكومة والبلاد واجابة ان النظارة لا يمكنها  
مخرجه الامتياز لغير الوطنيين

دجلہ اور فترات دولت عثمانیہ کے ملک میں دونوں دریا میں سطر  
ہاؤس کو کہ ان دونوں دریاؤں میں دفائی کشتیوں کی چلانے کی اجازت  
طلب کی تھی اور اسکے لیے چند شرائط بھی پیش کیے تھے پہلے کہ کس  
ڈیپارٹمنٹ ان شرائط کو گزرنے اور ملک دونوں کے مصرعہ اور سطر  
ہاؤس کو کہ ان کے لیے ڈیپارٹمنٹ کی غرض ملے گی تو ان کو یہ حق نہیں دے سکتی

جاء بريد الاسانته الاخير حاملاناً الاحتفال  
بذكريه المولد السلطاني يوم ٢٠ شوال وهو كان  
على غاية البساطة وجلال السكون لم يحرف غير انعام  
مراسم التهنئة واطلاق المدافع والسرطاني قلوب  
العثمانيين جميعا لدخول سلطانهم الى ستوري  
المحبوب في الثامنة والستين من سنة المباركة  
ادامه الله لامته وبلاده

آستانہ کی اخیر ذاک سلطان کی جوبلی کے جلسہ کی خبر  
لائی جو ٢٠ شوال کو ہوا جلسہ نہایت سادہ طریقہ سے اور پر  
سکون کے ساتھ ہوا سراسر اہم نہایت ادا کرنے اور توپ  
چلانے کے کوئی اور رسم نہیں ہوئی خوشی سے تمام عثمانیوں کو  
دل بھرے ہوئے ہیں کیونکہ ان کا دستوری محبوب  
سلطان ٦٠ برس کی عمر میں پہنچا خدا اسکو اپنی قوم  
دعائے کے لیے ہمیشہ رکھے

قل الفت الاحكام الشرعية الفقهية التي تحتلج اليها  
الحاكم العدلية على العهد السابق في كتاب سموه

وہ احکام فقہی جنکی عدالتوں میں ضرورت پر مبنی ہو  
اور سابق میں وہ ایک کتاب میں جمع کر دئے گئے تھے

مجلة الاحكام الفها جمع من العلماء على النمط المحمدية  
 مادة مادة حسب القوانين الد ولية ولما لم تكن  
 هذه المجلة كافية للوفائع التي متحدت غالباً  
 اضطرت الحكومة الحاضرة الى تاليف جمعية  
 جديدة تدريس هذا الموضوع وتجعل مجلة  
 الاحكام الشرعية كافية وافية في المعاملات  
 المجارية بين الناس  
 جسکانام مجله الاحکام تھا اس کتاب کو علما کی ایک جماعت نے  
 جو پر طرز پر سلفین کے قوانین کی طرح دفعہ دفعہ کر کے  
 لکھا تھا لیکن چونکہ یہ کتاب تمام ان واقعات کے لیے جو اکثر  
 پیش آتے ہیں کافی نہ تھی اس لیے موجودہ گورنمنٹ کو ایک نئی  
 جماعت اس موضوع پر مطالعہ کرنے کے لیے تیار کرنا پڑی  
 جو مجله الاحکام الشرعہ کو تمام ان معاملات کے لیے کافی  
 ووافی بنائیگی جو گون میں پیش آتے ہیں

الاسقام التي سدت بالعرب اعظم اسبابها  
 الجهل الذي يعجز الابصار ويصم الاذان سعادة  
 على رضا باشا محافظ المدينة المنورة الجديدة  
 لا يالوجهد في القاء الخطيب وجهاء العرب  
 واعيا غم يولوب اقامة معاهد العلم ونشرها  
 في انحاء المدينة المنورة حتى ينقش ظلام  
 الجهالة المحالتي وهو كذا يكتب للعربان  
 حانا على مساعدة العلم وقد كان من ثمرات  
 جهاده وجود مكتب صناعي بالمدينة وقد عا  
 في ٢ ذيقعدة في ديوان الحكومة احيان  
 وذوات البلق وكبار تجارها ولما اكمل عقد هم  
 قام خطيبا حانا على وجوب تنظيم الشوارع  
 وفرشها بالحجر ونصيف اطرافها وقد اتفوا  
 عرب کو جو سیاریان لاحتی ہو گئی بین انکام سبب اسباب  
 جهالت ہو جو انکھوں کو اندھا اور کانوں کو مبرا کر دیتی ہو  
 ہنر کسٹنسی علی رضا باشا جدیدہ کو زبردستی کو پیش کر کے  
 رؤسا و معزین کے سامنے کچھ دینے کی اٹھانیں نہ کھتے  
 حسین یہ بیان ہوتا ہو کہ مدارس مدینہ اور اطراف مدینہ میں  
 قائم کیے جائیں تاکہ جهالت کی گھنگھوڑا کی مٹ جائے  
 اور وہ اسی طرح اس بات کے بھی کو شان ہیں کہ عربوں کو  
 علمی امداد پر آمادہ کریں انکی کوشش کا ثمرہ ایک یہ ہوا کہ  
 صنعت و حرفت کا ایک مدرسہ مدینہ میں قائم ہوا ۴ ذیقعد  
 کو گورنمنٹ ہوس میں شہر کے رؤسا و تجار و معزین کے ہاں  
 اور مجمع جب ہوا گیا تو کھڑے ہو کر تقریر کی اور سرکاروں کی  
 رشکی اور سرکاروں پر پتھر کو فرش اور دونوں طرف تختہ  
 فرش بنانے کے لیے آمادہ کیا تمام حاضرین

جميعهم على ذلك وانتخبوا منهم عشرة لصفة  
جميعه لحد الامر  
انگلی تائید کی اور ایک انجنس کے طور پر دس آدمی اس  
کام کے لیے منتخب کیے۔

ان المیزانۃ التي وصفتها نظارة البحرية  
تشتمل على تخصيص مليونين ومائتي الف ليرة  
لانشاء سبع ملاعات بحرية من اطراف الاقاليم الجديدة  
على ان يكون مجموعها من ۴۰۰۰ الى ۱۰۵۰۰ طن  
وعلى عدد من المستشفيات البحرية وتقول جريدة  
صباح ان المجلس المالى العالى اذا وافق على  
هذه التخصيصات يكون للدولة العثمانية  
مركز مهم ادى الدال البحرية۔

بحری صیغہ نے جو بحث تیار کیا ہے اس میں  
۲۲ لاکھ پونڈ خاص اس غرض کے لیے ہیں کہ ان سے  
سات آہنی جنگی جہاز جدید اور اول قسم کے تیار  
کیے جائیں جس کا وزن ۴۰۰۰ ٹن سے ۱۰۵۰۰ ٹن تک  
ہو اور چند بحری شفا خانے تیار ہوں، اخبار صباح  
کتابہ کہ اگر پارلیمنٹ نے ان خاص رقم کو منظور کر لیا  
تو دولت عثمانیہ کا ایک خاص مرکز بحری قوتوں  
کے نزدیک ہو جائیگا۔

کتب عبادہ حمادہ باشا ناظر الاوقاف العثمانية  
الى نظارة المالية يطلب اليها الاسراع بدفع المبلغ  
المقتضى لتعمير البيت المحرم في مكة المكرمة

بزرگسلطی حمادہ پاشا وزیر صیغہ اوقاف نے  
وزیر مال کو لکھا ہے کہ بہت جلد اس رقم کی دہانید  
کرا دی جائے جسکی بیت اللہ کی تعمیر میں ضرورت ہے۔

قد تأسس في الآستانة حزب جديد عا نفعه  
حرية الامم والمعتدل القابل خبز الحكومة ولكن بحدود مقبولة  
معتدلة وید ورمحور برناجی علی حفظ الدستور ونا  
وحد صحیحہ بین العاصم العثمانیة المختلفة ونشر العلم

آستانہ میں ایک جدید گروہ پیدا ہوا ہے جس نے اپنا نام معتدل  
آزاد گروہ رکھا ہے تاکہ گروہ حکومت کا مقابلہ کرے لیکن معتدل  
اور معتدل صورت میں اس کا پروگرام صرف خانات ستور و  
احاد کا مختلف عثمانی اقوام میں پیدا کرنا اور اشاعت علم ہے۔

بن حارثہؓ اس جنگ میں کام آئیں تو لشکر کی سرداری پر جعفر بن ابی طالبؓ مامور ہوئے اور جعفرؓ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ کو سردار فوج بنایا جاتا ہے۔ یہ لشکر تین ہزار آدمیوں کا تھا اس جنگ میں زید بن حارثہؓ، جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ تینوں نے رباری باری مقرر ہوئے اور یہ سب شہید ہو گئے جس کے بعد خالد بن الولیدؓ سردار لشکر بنائے گئے جنھوں نے فوج اسلام کو دشمنوں کے حملے سے محفوظ رکھا، شہہ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صاحبزادے ابراہیمؓ باریہ قطیفہ کے اطمینان سے تولد ہوئے، اور نجاشی شاہ حبش اور ام کلثومؓ حضور انورؐ کی صاحبزادی نے دنیا سے رحلت کی اسی سال ماہ رمضان میں خداوند پاک نے آپؐ کو شہر مکہ پر فتح عطا کی جہاں آپؐ نے پندرہ راتوں تک قصر کی ناز پڑھتے ہوئے قیام فرمایا۔ پھر ماہ شوال میں آپؐ جنین کو تشریف لے گئے اور مکہ پر عتاب بن اسیدؓ کو اپنا قائم مقام بنا گئے، لوگوں کے ساتھ باوجودیکہ مشرک تھے حج ادا فرمایا۔ نصف شوال میں بمقام یثرب میں آپؐ نے دہواڑاں کی جماعت سے مقابلہ کیا جن کو خداوند کریمؐ نے ہزیمت دی اور ان کا مال و ستاع اور ان کی عورتیں رسول اللہؐ کو مال غنیمت میں ہاتھ آئیں۔ جن کے دن مسلمانوں کے شکست اٹھانے کے بعد جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے حسب ذیل تھے۔ علی بن ابی طالبؓ، عباس بن عبد المطلبؓ جنھوں نے رسول اللہؐ کے غم کی دواں تھام لی تھی، ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلبؓ اور ان کے بیٹے فضل بن عباسؓ اور امین بن عبیدہؓ جو ام المینؓ رسول پاکؐ کی لونڈی اور کھلائی کے بیٹے ہیں مگر امینؓ اس دن شہید ہو گئے اور ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلبؓ اور اسامہ بن زیدؓ بن حارثہؓ بھی ثابت قدم رہے۔ عباس بن عبد المطلبؓ نے اس دن یہ اشعار تصنیف کیے تھے۔

نصرنا رسول اللہ فی الحرب سبعة وقد فر من متد فر منہم فاشعوا

ہم لوگوں کو بتو تعداد یہ سات شخص تھے جنگ میں ہمارے ساتھ اور جو لوگ بھاگ بھاگ نکلے وہ ہمارے طرح ہوئے پارہ ہونگے

وٹامننا لانہ الامام بسیفہ ہما سہ نے اللہ لا یتوجع

ہم لوگوں میں آٹھویں شخص نے اپنی تلوار سے لوہا جانی اور خدا کی اہم اس کو بھگت ہوئے قابل رنج نہیں

نصفہ امین بن عبیدہؓ جو شہید ہوئے تھے۔ بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنین سے طائف کو تشریف

لے گئے اور ایک ماہ تک محاصرہ کیا ہے پھر شکوہ لافتح کیے چھوڑ کر واپس چلے آئے اور ماہ ذیقعدہ میں  
 مقام مدینہ منورہ سے عمرہ کی نیت کر کے اُسکو بجالانے کے بعد مدینہ منورہ میں واپس آ گئے۔ مدینہ منورہ میں  
 حضور انور نے رجب المہجم ہجری تک قیام فرمانے کے بعد سرزمینِ وِمْ پر لشکر کشی کی اور مدینہ تک  
 بڑھتے ہوئے چلے گئے جہاں ٹھہر کر ایک مسجد کی بنیاد ڈالی جو ماں آج تک قائم ہے۔ اس فریقِ خلیفہ پاک  
 نے آپ کو دو مہینہ بجنڈل، پرنس عطا فرمائی جسکے فتح کرنے کے واسطے آپ نے خالد بن الولید کو لشکر دیکر  
 روانہ کیا تھا، خالد بن الولید والی دو مہینہ بجنڈل کو گرفتار کر لائے جسنے جزیرہ ادا کرنے کی شرط پر رسول اللہ  
 سے صلح کر لی اور اس امر سے فارغ ہو کر آپ مدینہ کو لوٹ آئے جہاں موسمِ ہجری کے موسمِ حج آنے تک  
 قیام کیا اور زمانہ حج میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امیرِ حج بنا کر حایوں کو انکے ساتھ روانہ کیا جنھوں نے لوگوں کو ارکانِ حج  
 ادا کرائے، زمانہ اسلام میں یہ پہلا حج تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ توبہ، ہر اتہ عن الشرکین، نازل  
 ہوئی جسکا نزول ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد ہوا تھا آپ نے وہ سورہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکر اُنھیں  
 بھی روانہ کیا اور حکم دیا کہ جسوقت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فارغ ہو جائیں تو سورہ لوگوں کو سنا دینا، ان امور  
 سے فراغت پا کر علیؑ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہجرت کا دسواں سال رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہی میں گزارا اس سال میں آپ کے پاس عرب کے ہر ایک گوشہ سے وفد  
 آتے رہے اور آپ نے شاہانِ مہرے زمین کو دعوتِ اسلام کے خطوط روانہ کیے، فوج در فوج لوگ شرفِ  
 اسلام ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آئے، اذاجا نصر اللہ و الفتح، نازل ہوئی جس سے آپ سمجھ گئے  
 کہ یہ خبرِ حلتِ دیکھی چنانچہ جب موسمِ حج آیا آپ ماہ ذی الحجہ سے پانچ روز پیشتر بعزمِ حج مدینہ سے روانہ  
 ہوئے اور لوگوں کے ساتھ حج ادا فرمایا جسکے بعد مدینہ واپس آئے اور سلسلہ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے  
 باقی حصہ تک وہیں قیام فرمایا ہے اور سلسلہ ہجری کا ماہِ محرم اور ماہِ صفر ماہِ ربیع الاول کی بارہ تاریخ تک  
 وہیں گزار دیے جسکے بعد خداوند پاک نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا۔ حضور اطہر کی وفات کا دن دوشنبہ  
 کا دن تھا اور اُس دن تک آپ کو مدینہ میں قیام فرمایا ہے پوسے دس سال ہو چکے تھے، وفات کے  
 وقت عمرِ شریف ترستھ سال کی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے دوشنبہ کے دن



مبعوث برسالت ہوئے، دو شنبہ ہی کے دن مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور دو شنبہ ہی کے دن اس عالم فانی سے رحلت فرمائی۔ آپؐ بڑھ کی رات کو بی بی عائشہؓ کے حجرہ میں مدفون کیے گئے جس میں آپ کی روح نے جسم سے مفارقت کی تھی، آپ کی قبر میں عباس بن عبد المطلب اور علی بن ابی طالب افضل بن عباس بن عبد المطلب میں شخص اُتسے تھے۔ اور ایک قول میں ہے کہ قثم بن عباس بھی چوتھے آدمی تھے جو قبر نبوی میں اُتسے، نیز بنو زہرہ نے یہ کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ کے امون بن ہم میں سے بھی ایک شخص کو قبر میں اُترنے دیا جائے چنانچہ عبدالرحمن بن عوف کو قبر میں اُترنے دیا گیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اُن لوگوں کے ساتھ اُسامہ بن زیدؓ داخل قبر ہوئے تھے۔ اور غیرہ بن سعید نے یہ کہا کہ میں اُن لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب العہد ہوں اور یہ اس طرح ہوا کہ اُنھوں نے اپنی انگوٹھی قبر مبارک میں گرا دی تھی جو آخر میں اُتر کر نکالی۔

مجھے دید بن اخرم نے بروایت عثمان بن فرقہ نے بیان کیا کہ اُنھوں نے جعفر بن محمد کو اپنے باپ سے یہ روایت کرتے سنا تھا کہ درجس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں لحد بنائی وہ بطل ہو گیا تھے اور جس نے آپ کے پیچھے قلیفہ والا اُسکا نام "یشقران" ہے جعفر کہتے ہیں کہ مجھے ابن ابی رافع نے خبر دی ہے کہ میں نے "یشقران" کو یہ کہتے سنا "واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قبر میں چادر میں نے ہی ڈالی تھی"۔

## ابوبکر صدیقؓ

ابوبکرؓ کا نام عبداللہ اور اُنکے باپ کا نام عثمان تھا، زمانہ جاہلیت میں ابوبکرؓ کا نام عبداللہ رکھا گیا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو عبداللہ کے نام سے موسوم کیا، اُنکا لقب عتیق ہے جسکی وجہ اُنکی خوبصورتی بتائی جاتی ہے اور ایک قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا تھا "انت عتیق من النار" یعنی تم آتش و دوزخ سے آزاد ہو اسیلئے اُنکا لقب عتیق ہو گیا، اُنکے صدیق نام ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شبائش مسجد حرام سے سجدہ قہری

دقتہ معراج جانے کی خبر تصدیق کی تھی اس لحاظ سے اُن کا نسب نامہ حسب ذیل ہے۔

عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن لہب  
بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔ ابوبکرؓ کی نسبت ”تیم قریش“ کی جانب کی جاتی ہے اس لحاظ سے اُن کو  
”تیمی“ کہا جاتا ہے۔ خانہ انی شمار کے لحاظ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل ہیں کیونکہ وہ حضورؐ  
کے اجداد ”مرہ بن کعب“ تک پہنچ کر ایک ہو جاتے ہیں اور ان دونوں صاحبوں کے اور مرہ کے  
باہن چھ پشتیں ہوتی ہیں۔

**ابوبکرؓ کے والدین۔** بیان کیا گیا ہے کہ ابو قحافہؓ فتح مکہ کے دن مشرف باسلام ہوئے  
تھے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے، اُن کا نام ”قحافہ“ تھا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ اُن کا نام تبدیل کر دیں، ابو قحافہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی وہ  
مدینہ کو لائے اور وہیں قیام اختیار کیا یہاں تک کہ اپنے بیٹے ابوبکرؓ کی خلافت کا پورا زمانہ دیکھا، ابوبکرؓ اپنے  
باپ سے پہلے دنیا سے رحلت کر گئے اور ابو قحافہؓ نے اُن کے ترکین چھٹے حد کے ارث لئے جسے اُنھوں نے اپنے  
پوتوں پر مسترد کر دیا، ابو قحافہؓ نے سلسلہ ہجری عہد خلافت عمرؓ میں وفات پائی، وفات کے دن اُن کی  
عمر ستانوے سال کی تھی۔ ابوبکرؓ کی ماں سلمیٰ صحیح بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم کی بیٹی اور ابی قحافہؓ  
کی چچا زاد بہن تھیں، اُن کی کنیت ام ابیخیر تھی۔ ابو قحافہؓ کے اولاد میں ابوبکرؓ ایک بیٹے اور ام فروہ، اور  
قرینہ، دو بیٹیاں حملتین، دلاوین تھیں، ام فروہ کی شادی پہلے ایک قبیلہ ازد کے شخص سے ہوئی تھی  
جس کے صلب سے اُن کے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اُس کے بعد اُن سے تیم داری نے شادی کی اور تیم داری  
کے بعد وہ اشعث بن قیس کے عقد میں آئیں۔ قرینہ کا نکاح سعد بن عبادہؓ سے ہوا تھا۔

**ابوبکرؓ کا اسلام لانا۔** ابن حق کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کے صحابہ میں سے علیؓ نو  
برس کی عمر میں ایمان لائے، اُن کے بعد زید بن حارثہؓ اور اُن کے بعد ابوبکرؓ بن ابی قحافہؓ۔ اسکے بعد  
ایک جماعت لوگوں کی مشرف باسلام ہوئی جن میں عثمان بن عفان، زبیر بن العوام، عبدالرحمن بن عوف

سعد بن ابی وقاص، اور طلحہ بن عبید اللہ بھی شامل تھے۔ ابو الخطاب نے بیان کیا کہ انھوں نے فوج بن قیس، سے بذریعہ سلیمان ابو فاطمہ، معاذہ بنت عبد اللہ الغدویہ سے روایت کی کہ اس نے کہا میں نے علی بن ابی طالبؓ کو منبر نبوی پر اسنادہ ہو کر یہ کہتے ہوئے سنا کہ کہ میں صدیق اکبر ہوں، میں ابو بکرؓ سے قبل ایمان لایا اور ان کے مسلمان ہونے سے پہلے ہی داخل دائرہ اسلام ہوا ہوں۔ ابو الخطاب نے ابو داؤد سے اور ابو داؤد نے شعبۂ بن سلمہ بن کھیل سے روایت کی کہ شعبۂ نے کہا میں بنی حنیملہ سے سنا کہ اس نے علیؓ کو یہ کہتے سنا تھا کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔ اور انھیں ابو الخطاب نے چند دوسرے راویوں کی سند پر بالفرضہ سے روایت کی کہ ابو بکرؓ نے اپنے خلافت کے وقت کہا تھا کہ اور اسکا مجھ سے زیادہ کون تھا کہ میں پہلا شخص نہیں ہوں جو اسلام لایا تھا۔

**ابو بکرؓ کا حلیہ۔** عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا حلیہ حسب ذیل بیان کیا ہے۔ وہ سفید رنگ، لاغر اندام، لکھے رخسارے، اور کسی قدر کوزہ پشت تھے، ان کا تہ بند پیر پور سے نکلیں کرتا تھا جس کو بیٹھالتے بہتے تھے انکھیں کسی قدر اندر کو گھسی ہوئی تھیں، پیشانی کشادہ و بلند تھی، چہرہ پر گوشت نہ تھا، ہاتھوں کی انگلیاں بالوں سے عاری تھیں، اور یہ بھی فرمایا کہ وہ ہندی اور رومہ سے نصاب فرمایا کرتے تھے۔

**ابو بکرؓ کی بیعت، خلافت، اور وفات۔** جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلت کی اُسی دن ابو بکرؓ سے سقیفہ بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج میں بیعت کر لی گئی لیکن عام بیعت اُس کے دوسرے دن یوم شنبہ کو واقع ہوئی، ان کے عہد خلافت کے آغاز ہوتے ہی باسٹھ چاند اور تمام قبائل عرب زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے پر اسلام سے برگشتہ ہو گئے، ابو بکرؓ نے اُن سے جہاد کیا یہاں تک کہ لوگ راہ راست پر آئے انھوں نے سالہ ہجری میں عمر بن الخطابؓ کو امیر حج بنا کر روانہ کیا جنھوں نے یہ فریضہ مسلمانوں کو ادا کرایا۔ صدیق اکبرؓ نے پیامہ کو فتح کر کے دسیلہ کذاب، مدعی نبوت کو قتل کیا، اور مقام صنعار، مین، اسود بن کعب، عیسیٰ بن اذاعا سے نبوت کیا تھا اُسے بھی ٹھکانے لگایا، پھر ابو بکرؓ نے سالہ ہجری میں فریضہ حج ادا فرما کر مدینہ منورہ میں بازگشت کی اور ملک شام پر

فوج کشی کی تیاریاں کر دیں۔ اجنادین کا واقعہ ۳۱ ستمبر ۱۰۱۱ء کے ماہ جمادی الاولیٰ میں گزرا تھا جس میں  
 میں ابو بکرؓ نے رحلت فرمائی اس کے تعین میں مورخین کا اختلاف ہے اور ایسے ہی یوم وفات میں بھی اختلاف  
 رہا ہے۔ ابوالیقظان، سلام بن ابی مطیع سے روایت کرتے ہیں کہ آنکوز ہر دیا گیا جسکی وجہ سے انھوں  
 نے یوم دوشنبہ آخر سال سیزدہم ہجری میں انتقال کیا، ابوالیقظان کے سوا اور لوگوں کا بیان ہے کہ نہیں  
 ان کے وفات کا باعث یہ امر ہوا کہ انھوں نے ایک سردن میں غسل کر لیا تھا جسکی وجہ سے انھیں بخار  
 آگیا اور پندرہ روز تک میں مبتلا رہ کر اس عالم فانی سے رحلت کی، ان کے دوران علالت میں عمر لوگوں  
 کو نماز پڑھایا کرتے تھے، ابو بکرؓ کی تمام مدت خلافت دو سال تین ماہ اور نو دن تھے، انھوں نے قبل  
 از وفات وصیت کی تھی کہ آنکوز انکی بیوی، اسامہ بنت عیس، غسل دین، جب وہ رحلت کر گئے تو اسی پلنگ  
 پر انکا جنازہ اٹھایا گیا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرمایا کرتے تھے اور جو بی بی عائشہؓ کے پاس  
 تھا اس پلنگ کی پٹیاں رسلج، کی تھیں اور وہ کچھور کی بیٹوں کی رسیوں سے بٹا ہوا تھا یہ ستر  
 بی بی عائشہ صدیقہؓ کے میراث میں فروخت ہوا تھا اور اسکو معاویہؓ کے موالی میں سے ایک شخص نے  
 چار ہزار درہم میں خرید کر لوگوں کے استعمال کے لیے وقف کر دیا تھا، ابو محمدؓ نے بیان کیا ہے کہ وہ میر  
 مدینہ میں تھا، ابو بکرؓ کے جنازہ کی نماز عمر بن الخطابؓ نے پڑھائی اور انکی قبر میں عمرؓ، طلحہؓ، عثمانؓ، اور  
 عبد الرحمن بن ابی بکرؓ اترے تھے۔ ابو بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جھوٹی بی بی عائشہؓ میں  
 دفن کیے گئے۔ انھوں نے رحلت کے وقت اپنی صاحبزادی بی بی عائشہؓ سے کہا تھا کہ بیٹی! تم  
 دیکھو ابو بکرؓ کے مال میں جب سے ہم ام خلافت پر مقرر ہوئے ہیں کس قدر زیاتی ہوئی، جو کچھ زیادہ  
 ہو اُسے مسلمانوں کو واپس دیدینا کیونکہ خدا نے اسے واحد کی قسم سے ہر ہفتے ان کے مال میں سے صرف ایک ہفتہ  
 لیا ہے جو ان کے سادہ غذاؤں میں سے کھالیا یا موٹے جھوٹے کپڑے اپنے بدن پر ڈال لیے ہیں  
 بی بی عائشہؓ نے دیکھا تو ایک کجاوہ باندھنے کی رسی اور ایک پُرانی چادر جنکی قیمت پانچ کھوٹے درہموں تک  
 بھی نہ پہنچتی صرف یہ دو چیزیں نکلیں اور وہ ایک شخص کے ہاتھوں عمرؓ کے پاس بھیج دی گئیں عمرؓ  
 آنکوز دیکھ رہے تھے کہ عبد الرحمن بن عوفؓ نے اُن سے کہا۔ امیر المؤمنینؓ! کیا یہ چیزیں ابو بکرؓ کی اولاد سے

سلب کر لی جائیگی، ۹۰ عمر میں نے جواب دیا۔ "نہیں! برب کعبہ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی حیات میں ان چیزوں کو رکھنے کے گنہگار نہ بنے۔ ہون اور میں انکی وفات کے بعد اسکا بار اُن پر لا دوں۔ خدا ابوبکر پر رحم کرے انھوں نے اپنے پس ماندہ کے لیے ایک سخت مصیبت چھوڑی ہے۔"

**ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سن سال**۔ مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمر تیرہ سال

کی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے بمقدار اُنکے خلافت کے برسوں کی عمر میں زائد تھے۔ انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے بذریعہ عبدالغزیز بن صہیب، عبدالوارث بن سعید، اور محمد بن زید کے مروی ہے کہ جب وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو تشریف لائے تو ابوبکر انکے پیچھے سوائے تھے اور وہ بڑھاپے کی وجہ سے شناخت کیے جاتے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ان تھے اور آپ کو کوئی پہچانتا نہ تھا جو شخص آتا وہ ابوبکر سے ملتا اور کہتا "ابوبکر رضی اللہ عنہ" اُسے آگے کون سوار ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ جواب دیتے "یہ مجھکو راستہ بتاتے ہیں" استفسار کرنے والا راہ نہ سمجھ کر چپ ہو رہتا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہوتی تھی کہ یہ ہادی راہ حق ہیں "یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں بہت بڑے تھے۔ مگر مورخین کے نزدیک یہی مشہور ہے جو ہم نے بیان کیا۔

**ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ولاد اور نسلی**۔ عبدالسدر بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ایک بیوی

تھیں، نامی کے بطن سے جو بنی عامر بن لوئی کے خاندان سے تھیں۔ عبدالرحمن اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا انکی ماں "ام رومان" حرث بن الحویرث کی بیٹی قبیلہ بنی فراس بن غنم بن کنانہ کی نسل سے تھیں۔ ام رومان کے پہلے شوہر کا نام "حرث بن خیرہ" تھا انکے صلب سے یہ ایک بیٹے "طفیل بن حرث" کی ماں ہو چکی تھیں طفیل کا باپ "سراہ" اگر ابوبکر کا حلیف اور اُسکی بیوی بھی ہمراہ تھی۔ یعنی ام رومان پھر ابو طفیل کا انتقال ہو گیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ام رومان سے عقد کر لیا اس رشتہ سے طفیل بن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ماں جائے بھاٹی تھے۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی ماں "اسماء عیس کی بیٹی تھیں" اور "ام کلثوم" بنت ابی بکر زید بن خاریجہ الانصاری کی بیٹی کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں۔

عبدالسدر بن ابی بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ طائف میں شریک ہے تھے۔

اور وہ ان کو ایک زخم لگا تھا وہ اپنے باپ کے عہد خلافت تک بقید حیات رہے اور اُسی زمانے میں رحلت کی، سات وینار ترکہ چھوڑا ابو بکرؓ نے اس کو تشریف رقم تصور کیا تھا۔ عبد اللہؓ کے بیٹے کا نام اسماعیل تھا جو ہلاک ہو گئے اور عبد اللہؓ کی نسل نہیں چلی۔

اسما بنت ابی بکرؓ کا لقب "ذات النطاقین" تھا وہ مکہ میں "زبیر العوام" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوٹے داد بھائی سے یا سہی گئیں اور ان کے صلب سے ان کے کئی لڑکے پیدا ہوئے زبیرؓ نے ان کو طلاق دیدی تھی اور یہ اپنے بیٹے "عبد اللہ بن زبیر" کے ساتھ رہا کرتی تھیں چنانچہ حبشہ مکہ میں حجاج بن یوسف کے ہاتھوں "عبد اللہ قتل ہوئے" لکھنے کے پاس موجود تھیں، انھوں نے پوچھے سو برس کی عمر پائی اور آخرین نابینا ہو کر شہر مکہ میں رحلت کی۔

حضرت عائشہؓ بنت ابی بکرؓ ام المومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں تھیں اور ان کا قصہ ازواج رسول کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے۔

عبد الرحمن بن ابی بکرؓ جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ شریک تھے اس کے بعد وہ مشرک باسلام ہو گئے اور بہت اچھی طرح اسلام پر قائم ہوئے۔ انھوں نے شہہ ہجری میں مکہ کے ایک قریبی پہاڑ کے پاس ناگمانی طور پر دفات پائی اور حضرت عائشہؓ نے ان کی لاش حرم میں لا کر دفن کی اور ان کی طرف سے ایک غلام آزاد کیا۔ یہ جنگ جمل میں بنی ابی عائشہؓ کے ساتھ موجود تھے، ان کی کنیت "ابو عبد اللہ" تھی۔ عبد الرحمنؓ کی اولاد میں محمد، عبد اللہ اور ابی بنی حضرت عین بن جحش تھے، عبد اللہ بن عبد الرحمنؓ کے بیٹے طلحہ، تھے جنکی ماں کا نام تھا عائشہ بنت طلحہ بن عبید اللہ اور عائشہ بنت طلحہ کی ماں "ام طلحہ" بنت ابی بکر تھیں۔ طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکرؓ نہایت فیاض شخص تھے، ان کے فرزند "محمد" مکہ کے عامل تھے طلحہ کی اولاد بکثرت ہے اور مدینہ کے قرب وجوار میں رہتی ہے۔ عائشہ بنت محمد بن طلحہ "سیلان بن علی بن عبد اللہ بن العباسؓ کو یا سہی گئی تھیں۔

محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکرؓ کے بیٹے عبد اللہ بن محمدؓ کی اولاد کا نام ابو بکرؓ کی اولاد والی اہل بیت کے مشہور ہے جسکی وجہ تسمیہ یہ ہوئی کہ ایک دن ابی بکرؓ کے کئی صاحبزادے باہم میٹھا کر اکیٹھے رہے پر

اپنی فضیلت جتانے لگے، ایک نے کہا: "میں صدیق کا بیٹا ہوں" دوسرے صاحب ہونے میں  
 تباہی آئیں کا فرزند ہوں، تیسرے کہنے لگے: "میں صاحب غار کا نخت جگر ہوں" اور محمد بن عبد الرحمن  
 نے کہا: "میں ابن ابی ہشیم ہوں، بس یہی نام انکی اولاد کی جانب منسوب ہو گیا اور آج تک چلا آتا ہے۔"

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اپنی کنیت ابو القاسم کرتے تھے وہ قریش کے قبیلہ میں مشہور عبادت گزار  
 لوگوں کے زمرہ میں شمار ہوتے تھے اور ان لوگوں میں بھی شامل تھے جنہوں نے عثمان کے شہید  
 کرنے میں باغی مفسدون کی اعانت کی تھی، پھر علی رضی اللہ عنہ نے انکو حاکم مصر مقرر کر دیا تھا جسے معاویہ رضی اللہ عنہ کے  
 دوست نے جنگ کر کے ان پر سخت پائی اور انھیں قتل کر ڈالا۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی اولاد حسب ذیل تھی: قاسم بن محمد، ام ولد کے بطن سے تھے اور ملک حجاز  
 میں ایک صاحب فضیلت فقیہ شمار ہوتے تھے، انھوں نے منہ ہجری میں بمقام "قدیر" وفات  
 پائی قاسم بن محمد کے بیٹے عبد الرحمن بن القاسم اور ایک لڑکی، ام قزوہ تھیں جسکا نکاح محمد بن  
 علی بن ابی حمزہ بن علی بن ابی طالب کے ساتھ ہوا تھا۔

عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل تھے کنیت ابو محمد تھی۔ انکی اولاد مدینہ میں ہر  
 جسکی تعداد کچھ زیادہ نہیں۔

ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے عمر بن الخطاب نے عقد کرنا چاہا تھا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو  
 پیام بھی دیا جنھوں نے منظور کر لیا تھا لیکن خود ام کلثوم کو یہ نسبت پسند نہیں تھی اسلئے انھوں نے  
 عمر رضی اللہ عنہ سے کچھ ایسا حیلہ کیا کہ وہ اپنی درخواست سے رک گئے اور اسکے بعد طلحہ بن عبید اللہ نے اُن سے  
 عقد کر لیا جنکے صلب سے ام کلثوم کے دو اولادین... ذکر کیا... اور "عائشہ" پیدا ہوئیں پھر طلحہ بن عبید اللہ  
 شہید ہو گئے اور ام کلثوم سے عبد الرحمن بن عبد اسد بن ابی ربیعہ المخزومی نے عقد کر لیا۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ اور انکی اولاد کے غلام۔ بلال بن رباح جسکی مان حاتم نامی تھیں۔  
 وہ بنی جحش کے ایک شخص کے مولود تھے جو مکہ میں رہتا تھا اور گرفتار ہو کر غلامی میں آگئے تھے ابو بکر  
 نے انکو پانچ اوقیہ دین کے عوض میں خرید کر آزاد کر دیا۔ بلال کو راہ خدا میں کفار سخت تکلیف دیتے تھے۔

وہ "بدر" اور تمام غزوات میں حاضر رہے اور وہ پہلے شخص تھے جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص موزن ہونے کا شرف حاصل تھا، رحلت نبوی کے بعد انھوں نے ابو بکرؓ سے ملک شام کو جانے کی اجازت چاہی اور رخصت پا کر وہیں جا کر قیام کیا پھر تادم مرگ وہیں رہے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بالکل اذان نہیں کہی تھی مگر جب عمرؓ ملک شام کو تشریف لے گئے اور یہ اُن سے لے کر عمرؓ نے انکو اذان کہنے کا حکم دیا اور جب وقت انھوں نے اذان کی تو عمرؓ اور تمام مسلمان زار و قطار رونے لگے، انکا نام دیوان و عقیفہ کے مین قبیلہ خثعم کے شمار میں تحریر تھا اور ملک شام میں جس قدر حبشی تھے اُن سبھوں کا زمرہ خثعم ہی کے چہرہ میں درج ہوا تھا۔ بلالؓ نے ملک شام ہی میں وفات پائی، واقعہ یہ ہے کہ بلالؓ رضی اللہ عنہ کے مولد لوگون میں سے تھے جو بنی ثعلابہ کے مابین واقع ہوئے، وہ اپنی کنیت ابو عبد اللہ کرتے تھے، اُنکے جسم کا رنگ گہرا گندمی تھا، لاغر اندام اور دراز قد تھے پشت کسی قدر خم تھی بال بہت کثرت سے تھے رخساروں پر بال بہت کم تھے اور پھر می تھے جنہیں سفید بالوں کا حصہ بڑھا ہوا تھا۔ وہ اپنے بالوں میں خضاب وغیرہ نہیں کرتے تھے۔ اُنکی وفات سلسلہ ہجری میں بمقام "دمشق" ہوئی اسوقت اُنکی عمر ساٹھ سال سے چند سال زائد تھی۔

عامر بن فیروزؓ بھی ابو بکرؓ کے آزاد کردہ غلام تھے عامرؓ طفیل بن حارث کی ملک میں تھے جو حضرت عائشہؓ کی ماں ام رومان کے لطن سے تھے، چونکہ عامرؓ مسلمان ہو گئے تھے اور اسوجہ سے شریکین سخت تکلیف دیتے تھے لہذا ابو بکرؓ نے انھیں خرید فرما کر آزادی دیدی۔

بت سے راویون نے جنہیں سے ایک راوی "ریاشی" بھی بیان کیا ہے کہ ابو بکرؓ نے سات شخصوں کو آزاد کیا جو جن سبھوں کو راہ خدا میں ایذا دی جاتی تھی اور وہ لوگ حسب ذیل ہیں۔ بلالؓ، عامر بن فیروزؓ، زبیرؓ، ام عتبہؓ، بنی عمرو بن مہول کی ایک لڑکی، ہندیہؓ، اور انسؓ بیٹی۔ عامر بن فیروزؓ ہجرت مدینہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اُنکی خدمت گزاری میں تھے وہ جنگ بدر اور واقعہ بدر مہربانہ میں حاضر رہے اور اس آخری جنگ میں شہید ہو گئے۔



صفیہؓ بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے نوٹ دیون میں شامل تھیں جو محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔  
ابو نافع غلام ابو بکر عبد الرحمن بن ابی بکر کے غلام تھے اور عبد الرحمن انکی وجہ سے بہت مالدار تھے۔  
انکا کہا کرتے "ابی نافع کی قسمت سے یہ سب ہے" ابو نافع بصرہ میں قیام کرتے تھے جہاں انکا ایک  
مشہور گھر تھا اور بفتح الحمیری نے انھیں کے بارہ میں کہا ہے۔

سے اسرار ضالی و دار آترکتا      الی جنب داری معتل بن یسار  
ابو نافع جار لہا و ابن برثن      فیا لک جاری منسرتہ و صغار

"ابن برثن" بنی ضبیہ کے غلام تھے، ابو نافع سے لوگوں نے کہا کہ شاعر نے تمھاری جو  
انکی ہوا انھوں نے جواب دیا "اگر اُس نے جو کی ہر تو کیا اس سے میں جاؤں گا یا میرا بیٹا طلحہ فوت ہگا  
لوگوں نے کہا "نہیں" ابو نافع بولے "پھر کیا پروا ہے۔"

مرثیہ بن ابی عثمان عبد الرحمن بن ابی بکر کے غلام تھے۔ حضرت عائشہؓ نے زیاد بن ابی سفیان  
کو انکی سفارش لکھی تھی، زیاد ام المومنین کی تحریر سے بہت مسرور ہوا اور مرثیہ کی سچے خاطر داری کے  
علاقہ بصرہ میں ہنرمندہ انکی جاگیر میں دیدی وہ نہر انھیں کی جانب منسوب ہوا اور بصرہ میں انکی اولاد موجود  
سیمان بن بلال - قاسم بن محمد کے غلاموں میں سے تھے، وہ بربری اور بہت خوبصورت  
آدمی تھے، انکو وصول خراج مدینہ کی خدمت دی گئی تھی، حدیث بھی اُسے روایت کی گئی جو انھوں نے  
سلسلہ ہجری میں عہد خلافت مروان میں بمقام مدینہ وفات پائی۔

## عمر بن الخطاب رضی

شجرہ نسب - عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن قریظ بن ربیع بن عبد اسد  
بن ذراح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ - مگر عمر رضی اللہ عنہ  
کی جانب منسوب ہونے کی وجہ سے "عدوی" کہلاتے تھے۔  
والدین - اور انکے بھائی زید - اور زید کی نان کے حالات - خطاب بن نفیل

قریش کے سرآوردہ لوگوں میں تھے۔ عمرہ کی مان قبیلہ انہم کی لڑکی تھیں اور پہلے نفیل کے پاس تھیں۔ نفیل کی رحلت کے بعد عمرو بن نفیل نے اُنے شادی کر لی جنکے صلب سے وہ ایک لڑکے "زید بن عمرو بن نفیل" کی، "مان بنین۔ زید کی مان نام الخطاب تھیں۔ یہ زید" سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے والد ہیں، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے تھے یعنی جن دس لوگوں کو جیتے جی جنتی ہونے کی بشارت زبان نبوی سے مل چکی تھی۔ غرض کہ خطاب کے دو بیٹے "زید" اور "عمرہ" تھے۔ زید بن الخطاب کی مان "اسماء خاندان بنی اسد بن خزیمہ کی لڑکی تھیں، زید عمرہ سے قبل مشرف باسلام ہوئے تھے وہ جنگ بدر میں شریک تھے اس لڑائی میں اُنکے اور عمر کے ساتھیوں میں ایک زرہ شریک تھی جسکے پہننے کے لیے انہیں سے ہر ایک شخص ہی کہتا تھا کہ "والہ اسکو تھکے سوا کوئی اور نہ پہنے گا" اسکے بعد وہ جنگ "احد" میں شریک ہوئے جسکے اندر وہ تنہا چار شخصوں کے مقابلہ پر ثابت قدم رہے۔ بھائی اُنے والون کے ساتھ بھاگے نہیں انکو سلسلہ ہجری میں میلہ کذاب کی جنگ میں بھی شرکت کا اتفاق ہوا تھا مگر اُس میں یہ شہید ہو گئے۔ اُنکے قاتل کا نام "ابو مریم الحنفی" بیان کیا گیا ہے اور ایک قول ہے کہ انکو ابو مریم کے بھائی "میلہ" نے قتل کیا تھا۔ زید اپنی کنیت ابو عبد الرحمن کرتے تھے۔ زید بن عمرو کے بیٹے عبد الرحمن تھے جنکی مان ابی لبابہ انصاری کی بیٹی تھیں اور زید کی صاحبزادی کا نام "استارہ" تھا جنکی شادی عبید اسد بن عمرو کے ساتھ ہوئی تھی مگر عبید اسد اپنی بی بی کے حیات ہی میں شہید ہو گئے۔ عبد الرحمن بن زید کے دو بیٹے عبد الحمید بن عبد الرحمن (جو لنگرے تھے) اور عبد اسد بن عبد الرحمن تھے جنکی مان "نفاطمہ" بنت عمر تھیں۔ عبد الحمید، عمر بن عبد العزیز خلیفہ دمشق کے عہد میں اُنکی طرف سے ایک ملک کے عامل (گورنر) مقرر ہوئے تھے، عبد الحمید کی اولاد حسب ذیل تھی: ابراہیم، عبد الملک، عبد الکبیر، عمر، زید، عبد العزیز اور محمد، سات فرزند زینہ۔ ابراہیم بن عبد الحمید کے بیٹے "راستی" خطاب کی کے لقب سے مشہور تھے جنکی اولاد شہر بصرہ میں نہایت مقتدا اور معزز ہے، اور عبد الحمید کے باقی اُندہ بیٹے صوبوں کے "والی" مقرر تھے۔

عمر بن الخطابؓ اپنی کنیت ابو حفص کرتے تھے انکی ماں، رختہ، ہشام بن المغیرہ المخزومی کی بیٹی تھیں، چونکہ انھوں نے بالاعلان اسلام قبول کیا تھا اور بلند آواز سے لوگوں کو اپنے مسلمان ہونے کی اطلاع دی تھی، حالانکہ اُنسے قبل کے لوگ اپنے اسلام کو مخفی رکھتے تھے ایسے انکو "فاروق" کہا جاتا تھا کیونکہ انھوں نے حق اور باطل کے مابین امتیاز قائم کیا تھا، جس دن "عمر" اسلام لائے بین شہر مکہ میں مسلمانوں کی تعداد اثنائیس مرد و عورت تھی جو انکے مشرف باسلام ہونے سے پورے چالیس شخص ہو گئے۔ ابن سعد وغنے بیان کیا ہے کہ جس وقت سے عمر بن مشرف باسلام ہوئے حملہ گ برابر معزز رہے اور کفار سے ذرا بھی نہیں بے۔

حلیہ۔ اہل سیر نے عمر رضی کی رنگت میں اختلاف کیا ہے، بعض اہل حجاز کا قول ہے کہ وہ سفید چٹے رنگت کے دراز قد، چند نے شخص تھے جنکے چہرہ پر سُرخ غلب تھی اور اہل کوفہ و مدائن کہتے ہیں کہ نہیں وہ گہری گندمی رنگت رکھتے تھے اور دارِ ہی میں مہندی کا خضاب کیا کرتے ایک دوسری روایت میں ذکر ہے کہ عمر رضی دونوں ہاتھوں سے یکساں کام کرتے تھے اور یہ روایت معتبر ہے چند یوایوں کے ذریعہ سے بواسطہ، سماک بن حرب مروی ہے کہ عمر رضی جو وقت راستہ میں چلتے تو اُنکے پیروں کے گتے آپس میں رگڑ کھا جایا کرتے تھے اور وہ اس قدر بلند بالا تھے کہ وہ سوار معلوم ہوتے اور دوسرے لوگ پیادہ چلنے والے نظر آتے۔ یا ایسا معلوم ہوتا کہ وہ دس دسوں کے لوگوں میں سے ہیں۔

خلافت۔ ابوبکر صدیق رضی نے انکو ولی عہد مقرر کیا تھا چنانچہ وہ ابوبکر رضی کے بعد خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔ انکی خلافت کے دو ہی برسوں میں خذلہ کریم نے اُن کو بیت المقدس پر فتح بخشی، دمشق پر قبضہ دیا دمشق کا شہر خالد بن الولید رضی کے ہاتھوں صلح سے فتح ہوا تھا، انکے علاوہ میان، دشت میان، ابوقباد، اور یرموک کی لڑائیاں بھی سر ہوئیں، امواز اور اسکے اضلاع میں ابی موسیٰ اشعری رضی کے ہاتھوں "جبابہ" کی لڑائی فتح ہوئی، سلسلہ ہجری میں تیرہ سو سالاری سعد بن ابی وقاص رضی الشکر اسلام نے "جلولہ" کی لڑائی جیتی، اسی سال معاویہ

ابن ابی سفیان کی سپہ سالاری میں "قیساریہ" کی لڑائی میں مسلمانوں کو فتح و نصرت حاصل ہوئی۔  
 بعد ازاں سہمیہ میں "باب الیون" کا واقعہ ہوا اس جنگ میں لشکر اسلام کے سردار عمر بن العاص تھے  
 سہمیہ میں "ہناوند" کی جنگ ہوئی جسکے سپہ سالار نعمان بن مقرن المزنی تھے، "ابو انکلا  
 ایک ضلع" ارجان سہمیہ میں فتح ہوا اس فوج کشی کی سپہ سالاری مغیرہ بن شعبہ کے اہل  
 میں تھی سہمیہ میں صیطن کا پہلا سرکہ اور ہمدان کی جنگ واقع ہوئی۔ طاعون عمواس کی  
 عالمگیر تباہی سہمیہ میں واقع ہوئی تھی، عمر نے پود پر دس سال تک مسلمانوں کے ساتھ حج  
 کیے دسویں حج سے فارغ ہو کر جب وہ اپنے صدر مقام اور مرکز خلافت یعنی مدینہ کو واپس آئے  
 تو مغیرہ بن شعبہ کے محوسی غلام "غیر و ابولولہ" نے انکو شہید کر ڈالا۔ عمر نے انکی شہادت چھبیس نبی  
 سہمیہ میں واقع ہوئی۔ واقعہ یہ ہے کہ جس دن ابولولہ نے عمر پر خنجر سے وار کیا اور  
 اس دن سے ماہ ذی الحجہ کے تمام ہونے میں سات دن باقی رہ گئے تھے اور وہ چار شنبہ کا دن تھا  
 تین دن تک عود زخم کی تکلیف میں مبتلا رہے پھر چار دن ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں باقی رہ گئے  
 تو آپ نے وفات پائی۔ انکی نماز جنازہ صہیبؓ نے پڑھائی تھی، اور حضرت عائشہؓ کے حجرہ  
 میں رسول اللہ اور ابوبکرؓ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ ابن اسحق کا بیان ہے کہ عمرؓ کی خلافت کا زمانہ  
 دس سال چھ ماہ اور پانچ یوم تھا۔

عمرؓ۔ انکے عمر کے بارہ میں راویوں کا اختلاف ہے، ابن اسحق کہتے ہیں کہ وفات کے  
 دن تک انکی عمر پچیس سال کی تھی اور یہ قول ابی البقیطان کا ہے، مگر واقعہ یہ ہے کہ ذریعہ قیس بن الربیع  
 ابی اسحق، اور عامر بن سعد کے روایت کی ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے ترستھ سال کی عمر یا کردنیاسے  
 رحلت کی مگر میرے خیال میں یہ قول بالکل غلط ہے، صحیح بات وہی ہے جو پہلے ذکر کی گئی۔ زید بن  
 اخزم نے، ابوقتیہ، جریر بن جازم، ایوب، اور نافع سے روایت کی ہے کہ نافع نے بیان کیا کہ مجھے  
 ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ عمرؓ پچیس سال کی عمر میں مقتول ہوئے۔

اولاد اور انکی نسلیں۔ عبداللہ اور ابی بکرؓ، انکی ماں، زینب بنت جحش

تھیں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ انکی ماں۔ ملکہ۔ جبریل خزاہی کی لڑکی تھیں حاصم رضی اللہ عنہ انکی والدہ۔ جمیلہ۔ حاصم بن ثابت عقی الدیر کی بیٹی تھیں۔ بی بی فاطمہؓ اور زیدہ۔ دونوں ام کلثومؓ کے بطن سے تھے جو علی بن ابی طالبؓ کی صاحبزادی بی بی زہراؓ و دختر بیغمہؓ اصل علیؓ علیہ وسلم کے بطن سے تھیں مگر ایک روایت میں ہے کہ۔ بی بی ام کلثومؓ کی جو بیٹی عمر رضی اللہ عنہا کے صلب سے پیدا ہوئی تھیں انکا نام۔ رقیہ۔ تھا اسکی شادی عمرؓ نے۔ ابراہیم بن نعیم النجاشی کے ساتھ کی تھی، وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہی فوت ہو گئیں اور لا ولد مرین، مجبیر (انکا نام عبدالرحمن تھا) اور ابو شحمہ (انکا نام بھی عبدالرحمن تھا) اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور چند اور لڑکیاں۔ یہ سب عمر بن الخطابؓ کی صلیبی اولاد ہیں تھیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔ کنیت ابو عبدالرحمن تھی، وہ اپنے والد ماجد کے ساتھ ہی مکہ میں مشرف باسلام ہوئے تھے جبکہ انکا بچپن تھا، وہ تمام غزوات میں جو بدر، اور احد کے بعد ہوئے شریک رہے، اور عبدالملک بن مروان اموی خلیفہ کے عہد تک بقید حیات تھے، ابوالیقظان نے بیان کیا ہے کہ مورخین کہتے ہیں۔ حجاج امیر عراق نے انکے قتل کے لیے مخفی طور پر ایک شخص کو مامور کیا تھا جس نے اپنے نیزہ کی نوک زہر کو دکر کے راستے میں چلتے ہوئے انکے پشت پر چڑھو دی، پھر حجاج خود انکے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اباعبدالرحمن آپ کو کس شخص نے آزار پہونچایا ہے؟ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا۔ خود تمھیں نے آزار پہونچایا ہے۔ حجاج نے تھوکر دریاft کیا خدا آپ پر رحم کرے آپ ایسی بات کیوں کہتے ہیں؟ ابی عمرؓ نے جواب دیا۔ اسلئے کہ جس مقام میں ہتیار باندھنا ممنوع ہو تم وہاں مسلح ہو کر چلے، اسی زخم کے صدمہ سے انھوں نے وفات پائی انکی نماز جنازہ مقام۔ دروم کے قریب پڑھائی گئی اور حالت حرمان میں مدفون کیے گئے۔ ابوالیقظان کے سوا اور لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ابن عمرؓ نے شہر مکہ میں وفات پائی اور مقام۔ رفح میں مدفون ہوئے، انکی عروقت رطلت چوراسی سال کی تھی اور وہ اپنی ڈاڑھی زعفران سے خضاب کیا کرتے تھے۔ مکہ میں جس قدر صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رطلت کی ہے عبداللہ بن عمرؓ ان سب کے آخر میں فوت ہوئے ہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ولادت عبداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ماں، صفیہ بنت ابی سلمہ کی بیٹی تھی۔ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ولد کے بطن سے پیدا ہوئے تھے، اور ان کے علاوہ عاصم بن عمر، بلال، اور واقدیس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے تھے، اور چند لڑکیاں تھیں جن میں سے ایک لڑکی عمرو بن عثمان بن عفان کو بیاہی گئی تھیں اور دوسری عروہ بن الزبیر کو منسوب تھیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے جن صاحبزادے کا نام عبداللہ تھا وہ قریش کے ممتاز لوگوں میں شمار ہوتے تھے اور اپنے باپ کے وصی بھی تھے، انکی یادگار نسل مدینہ میں ہو کہ منجملہ اُس کے، عمر بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، خلیفہ ہمدی عباسی کی جانب سے ولایت کرمان کے عامل مقرر ہوئے تھے، پھر خلیفہ موسیٰ عباسی نے اُنکو مدینہ کا عامل مقرر کیا، اور اُسی نسل سے ایک شخص عبداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر مہر گاہ عبادت گزار اور صاحب فضیلت تھے جو مدینہ کے قریب ایک صحرا میں فوت ہوئے۔ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت "اباء" دیکھا کرتے وہ نہایت خوبصورت کے شخص تھے اور بڑے جید فقیہ، انکے باپ عبداللہ کی محبت کے بارہ میں انگشت نہا کیے جاتے تھے تو یہ کہتے۔

یلمو مونسے فی سالم والوہم لوگ مجھ کو سالم کی محبت میں ملاست کرتے ہیں	وجلدہ بین العین والالفت سالم اُنکو بڑا کتابوں اور اُنکی کھال انکھوڑا نکال کر بین سالم ہے
---	---

واقدیس کا قول ہے کہ سالم اپنی کنیت ابانذر کرتے تھے اور وہ سلسلہ ہجری میں بمقام مدینہ فوت ہوئے اُنکے جنازہ کی نماز ہشام بن عبدالملک نے پڑھائی تھی۔ عاصم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے کا نام محمد تھا جنکی نسل کو ذہین پائی جاتی ہے واقدیس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما احرام باندھنے کی حالت میں اونٹ پر سے اگر گرفت ہو گئے اُن کے فرزند عبداللہ بن واقدیس کے نامور لوگوں میں تھے جنکے بارہ میں ایک شاعر کا قول ہے۔

احب من النساء کل حسریة میں عورتوں میں ہر ایسی باندہ عورت کو پسند کرتا ہوں	لہا حسن عباد وجسم بن ولسد جو عباد کا حسن اور بدن ایسا جسم کھتی ہے
--	--

عبادہ سے شاعر کی مراد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ بلال بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پس من چوٹ کا

نشان تھا اسلئے عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کرتے کہ "ہلال! کیا تمکو یہ امید ہے کہ آئندہ بنی عمرہ تمہیں ہو گے؟ یہ کم سنی ہی میں فوت ہو گئے اور انکی نسل نہیں چلی۔"

**عبید اللہ بن عمرؓ رضی اللہ عنہما** طاقتور اور تیز مزاج شخص تھے جسوقت عمرہ قتل کیے گئے انھوں نے فوراً تمکوڑھینچ کر ابی لؤلؤ کی بیٹی ہرزوان اور حقیقہؓ ایک عجمی شخص تین آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور کہنے لگے میں کسی عجمی کو بغیر جان سے مارے ہوئے باز نہ آؤں گا۔ علی بن ابی طالبؓ نے انکو گیناہ مقتولین کے قصاص میں قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ معاویہؓ کے پاس بھاگ گئے اور انکے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے تھے جہیں مقتول ہو گئے۔ عبید اللہ بن عمرؓ کی اولاد ابوبکر عثمان اور ام عیسیٰ وغیرہ لوگ کے اور لوکیان ہیں۔ ابوبکر ابن عبید اللہ بن عمرؓ کی ایک بیٹی "ام سلمہ" نامی تھی جو حجاج کو یاہی لکھی تھی، عثمان بن عبید اللہ بن عمرؓ کی ایک لڑکی "ام عثمان" نامی تھی یہ عمر بن عبدالعزیزؓ کے ساتھ منسوب تھی۔

**عاصم بن عمر بن الخطابؓ** بڑے صاحب فضل اور باخیر آدمی تھے انھوں نے منہ پھری ابن عبداللہ بن الزبیرؓ کے قتل سے پہلے وفات پائی۔ انکے بھائی عبداللہ بن عمرؓ نے انکے مرتبہ میں شیخہ کھراہ

فلیت المن یا کین خلفن عاصما فوشنا جمیعاً او ذہبن بنا مٹا

کاش دست اجل نے عاصم کو چھوڑ دیا ہوتا تو ہم ملے زندہ ہتے زندہ ہم بھون کو ایک ساتھ لیجا

عاصم بن عمرؓ کے دو بیٹے حفص اور عمر اور تین لڑکیاں حفصہ، ام عاصم اور ام مسکین، جملہ پانچ اولاد بن تھیں، ام عاصم کی شادی عبدالعزیز بن مروان سے ہوئی تھی جنکے لہن سے عمر بن عبدالعزیزؓ تولد ہوئے۔ اسکے انتقال کے بعد عبدالعزیز بن مروان نے انکی دوسری بہن حفصہ کے ساتھ عقد کر لیا جنکے واسطے کہا جاتا تھا کہ حفصہ ام عاصم کے مروان سے کوئی نسبت نہیں کھتیں۔ ام مسکین سے یزید بن معاویہؓ نے عقد کیا تھا اگر انکے انکو طلاق دیدی جسکے بعد عبید اللہ بن ثیاوہ نے انکو اپنی زوجیت میں لے لیا۔ حفص بن عاصم کے ایک لڑکا عمر اور ایک لڑکی ام عاصم نامی تھی۔ عمر بن حفص کے بیٹے عبید اللہ بن عمرؓ العری بنی جو حدیث کے راوی ہیں۔

**ابوشحیمہ بن عمر بن الخطابؓ** انکو عمرؓ نے شراب خواری اور ایک دوسرے قبیح فعل کی وجہ سے شرعی سزائے تازیانہ دی تھی جسکے صدمہ سے وہ فوت ہو گئے اور انکی اولاد کوئی نہیں ہے۔

**زید بن عمر بن الخطاب رضی** بنی عویج اور بنی رزیح کے مابین ایک جنگ میں پتھر کے صدر سے ضرب سے فوت ہوئے انکی اولاد بھی کوئی نہیں۔ اور ایک قتل ہو کر وہ اور انکی ماں ام کلثوم دونوں نے ایک ہی ساعت میں وفات پائی جسکی وجہ سے کسی کو ایک دوسرے کی میراث نہیں ملی، اُنکے جنازہ کی نماز عبداللہ بن عمر نے پڑھائی تھی جنھوں نے زید کی نماز جنازہ پہلے ادا کی اور ام کلثوم کا جنازہ مؤخر کر دیا۔ اُسی وقت یہ طریقہ جاری ہو گیا کہ مردوں کے جنازہ منسأ۔ زید پہلے پڑھی جائے اور عورتوں کی لٹکے بعد میں۔

**مجیر بن عمر بن الخطاب رضی** ان کے کئی لڑکے تھے لیکن وہ سب فوت ہو گئے انہیں سے ایک بھی باقی نہیں رہا۔

**غلامان عمر رضی** مالک الدار رضی عمر کے آزاد کردہ غلام تھے۔ عمر نے انکو ایک مکان کا متولی مقرر کیا تھا جسکے اندر یہ لوگوں کو کچھ تقسیم کیا کرتے تھے۔ مالک الدار کی ام ولد جیتی نے عثمان بن عفان کو دو دوہ پلایا تھا جو نہایت شکیل عورت تھی، عثمان نے اُس سے کہا کہ میں تمکو جاگیر دینا چاہتا ہوں تاکہ تمہیں کیلپند ہو پانچ حصوں میں کا ایک حصہ یا چھ حصوں میں کا ایک حصہ ۹ جیتی نے کہا چھٹا حصہ عثمان نے اُسکی حسب اہلش چھٹا حصہ وید یا جسکے بعد مالک الدار ملک میں کو چلے گئے۔ مالک الدار کے موالی میں دکان نہایت صاحب مرتبت تھے وہ بعض ملکوں کے عامل بھی مقرر ہوئے تھے اور انکی یہ بات مشہور ہو کر کہ سے مدینہ تک کا سفر انھوں نے ایک ات دن میں طر کیا جو نہایت حیرت انگیز کام تھا۔ مجمع رضی بھی عمر رضی کے مولیٰ تھے وہ جنگ یر میں شہید ہو گئے۔ اسلم مولیٰ عمر بن الخطاب رضی بقول سعید بن المسیب رضی زیادہ کے حبشی تھے۔ وہ اپنی کنیت ابازید کیا کرتے۔ عمر نے انکو مسلمہ ہجری میں خرید کیا تھا جس سال اشعث بن قیس آہنی زنجیروں میں گرفتار کر کے ابوبکر رضی کے پاس حاضر کیا گیا تھا۔ اسلم رضی کا بیان ہے کہ میں نے اشعث کو ابوبکر سے باتیں کرتے سنا تھا۔ اسلم کی وفات عبداللہ بن مروان میں ہوئی۔ اسلم نے عمر سے بکثرت حدیثیں روایت کی ہیں اور انکے بیٹے زید بن اسلم اپنے باپ سے بہت سی حدیثیں روایت کرتے ہیں یہ نافع ابوعبداللہ بن عمر کے مولیٰ تھے انکی کنیت اباعبداللہ تھی۔ وہ ابرہہ شہر ثانی کے رہنے والے تھے۔ عبداللہ بن عمر نے اپنے غزوات میں انکو پایا تھا۔ نافع کے بیٹے ابوبکر عبداللہ اور عمر قینون احادیث کے راوی ہیں۔



یہی عمر بن الخطابؓ کے مولیٰ تھے اور یہی اس بات کے راوی ہیں کہ ابو بکرؓ نے مجھ پر زمین بقیع کے اوکسی قطعہ اراضی کو چھپی نہیں بنایا تھا، صرف یہی اراضی اُنکے اُن گھوڑوں کی چراگاہ کے لیے محفوظ کر دی گئی تھی جن پر وہ بحالت غزوہ بدر ہوا کرتے۔ مبارک بن فضالہ بن ابی امیہؓ بھی عمرؓ کے مولیٰ میں شامل تھے، انکے جد ابو اُمیہؓ عمرؓ کے مکاتبِ عظام تھے جبکہ نام عبد الرحمن تھا، مبارک سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں انھوں نے ۱۶۵ھ میں وفات پائی۔ مبارک کے چند اور بھائی بھی احادیث کے راوی ہیں کہ منجملہ اُن کے الفضل بن فضالہ اور عبد الرحمن بن فضالہ بھی ہیں۔

### عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

نام و نسب عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرہ بن كعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن لنضر بن کنانہ۔ اُنکی کنیت "اباعوف" یا عبد اللہ اور ابالیلی، ہے۔

والدین۔ عفان اُنکے پدر بزرگوار ایک تجارتی سفین میں ملک شام کو گئے تھے اور وہیں وفات پائی مگر ایک قول یہ ہے کہ وہ مقام عیصا میں قاکمہ بن المغیرہ کے ساتھ مقتول ہوئے۔ عفان کی اولاد میں عثمانؓ فرامتنہ، اور ازب تین لڑکے اور لڑکیاں ہیں جنکی ماں، اردوی اکریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کی بیٹی تھیں۔ اردوی اُنکی ماں کا نام بیضا ہے جو عبد المطلب کی صاحبزادی ہیں اس طرح عثمانؓ کی والدہ رسول اللہؐ کی بھوپھی زاد بہن تھیں۔

حلیہ اور حالات۔ قادسی کا بیان ہے کہ عثمانؓ رضی اللہ عنہ انعام، خوبصورت، اور خندہ رو شخص تھے، ڈاڑھی گھنی تھی، اور بڑی رنگت گندمی تھی سر کے بال بکثرت تھے، اور وہ اپنے دانتوں کو مسونے کے تاروں سے باندھا کرتے تھے۔ قادسی کے سوا اور راویوں نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ عثمانؓ چند لے، اور شرمیلے تھے، اُن کے کانوں کے نیچے بالوں کا انبوہ تھا، سر اور ڈاڑھی کے بالوں کی کثرت وجہ سے اُنکے دشمن انھیں "عشوک" (سُست و فرومایہ) کہا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بی بی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی ہمیں  
عثمان رضی اللہ عنہ قریش میں نہایت بے دخل عزیز شخص تھے چنانچہ ایک قریشی شاعر کا قول ہے۔  
”اُحِبُّكَ يَا اَرْحَمَ الرَّحْمٰنِ۔ حب قریش عثمان رضی اللہ عنہ۔ اودو عابا المیزان“ یعنی میں تجھ کو نہایت محبوب کہتا ہوں جس وقت در  
اہل قریش عثمان کو چاہتے ہیں، جس وقت کہ وہ میزان کے پلے بلائے جائیں عثمان رضی اللہ عنہ سے پہلے ہجرت  
کرنے والوں میں تھے انھوں نے بحالت قیام کہ رسول پاک کی بیٹی ”رقیہ رضی اللہ عنہا“ سے شادی کرنے کے بعد  
انھیں ساتھ لیکر سرزمین حبشہ کی جانب ہجرت کی تھی جس کے بارہ میں رسول پاک نے فرمایا ہے کہ ”یہ دونوں  
پہلے شخص ہیں جنہوں نے ابراہیم و لوط علیہما السلام کے بعد راہ خدا میں ترک وطن کیا ہے“ اس کے بعد  
عثمان رضی اللہ عنہ دوسری ہجرت مدینہ کی جانب کی اس طرح انکی دو ہجرتیں ہوئیں۔ انھوں نے بیرومہ کو خرید  
کیا تھا جو ایک یہودی کا کنواں تھا اور وہ اسکا پانی مسلمانوں کے ہاتھ بقیعت فروخت کیا کرتا تھا۔  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا کہ ”رومہ (کنواں) کو کون شخص خرید کر مسلمانوں پر  
وقت کراہے گا کہ وہ اپنا ڈول بھی اُن لوگوں کے ڈولوں کے ساتھ بھرتا ہے اور اُس شخص کو اُس کے اجر میں  
ایک جنت کا کنواں ملیگا“ یہ کلام منکر عثمان رضی اللہ عنہ یہودی کے پاس گئے اور اُس سے کنوین کی قیمت  
کرنی چاہی لیکن اُس نے پورا کنواں فروخت کرنے سے انکار کر دیا، اُس وقت عثمان رضی اللہ عنہ نے نصف کنواں  
بارہ ہزار درہم قیمت دیگر خرید فرمایا اور اُسے مسلمانوں پر وقت کر دیا، اسکے بعد عثمان رضی اللہ عنہ یہودی سے کہا  
کہ اگر تم چاہو تو ایک دن یہ کنواں میری ملک ہے اور ایک دن تمھاری ملک ہو ورنہ اگر تمھاری مرضی ہو تو  
میرے حصہ میں دو قریبے مقرر کرو، یہودی نے کہا: نہیں پہلی صورت بہتر ہے ایک دن تمھارا اور ایک  
دن میرا یہ صورت ہونے لگی کہ جب عثمان کا دن آتا تو مسلمان لوگ اتنا پانی لے لیا کرتے جو دونوں کے لیے  
کافی ہو، یہودی یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرایا اور عثمان رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ ”تم نے میرے کنوین کو خراب  
کر ڈالا اب اسکا باقی ماندہ نصف حصہ بھی خرید لو، عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ نصف حصہ بھی آٹھ ہزار درہم دیکر  
مول لے لیا۔

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ہماری مسجد میں کون شخص اضافہ کرتا ہے“

یہ سکر عثمان رضی اللہ عنہ نے پانچ سو ارب گھڑ خرید کر کے مسجد میں بڑھا دی، انھوں نے نو سو چاس اونٹوں سے  
 حبش العسرت کی درستی کی تھی اور چاس گھوڑے دیکر ہزار سواریوں کی کمی پوری کر دی، وہ جنگ  
 میں ایسے شریک نہیں ہو سکے کہ رسول اللہ انھیں اپنی بیٹی زرقیہ رضی اللہ عنہا کی تیار داری کے لیے چھوڑ گئے  
 تھے جو بیمار تھیں چنانچہ انھوں نے اُسی زمانے میں رحلت کی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے انکو دفن کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 علیہ وسلم نے انکا حصہ مال غنیمت میں لگایا تھا اور انکے ثواب جہاد کی بھی بشارت دی تھی، وہ بیت الرضوان  
 میں بھی شامل نہیں ہوئے جسکی وجہ یہ ہوئی کہ رسول اللہ نے انکو مکہ میں مشرکین کے پاس یہ پیام کہنے کو  
 بھیجا تھا کہ آپ جنگ کی نیت سے نہیں تشریف لائے ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی جانب  
 سے اپنا ایمان ہاتھ قائم مقام بنا کر بیعت کر لی، وہ جنگ احد میں شریک تھے مگر شکست کھانے والوں  
 کے ساتھ بھاگ کر فاجہ کو چلے گئے جو تین دن کے راستہ پر واقع تھا اسی واسطے انکے اور انکے دو کے  
 ساتھیوں کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی: **الذین تولوا منکم یومئذ لیتقی الجمعان** انما استرطمع  
 الشیطان ببعضکم لبوا ولقد عفا اللہ عنہم یعنی جو لوگ تمھارے گروہ میں سے دو دن فوجوں کی بدبھیر  
 کے دن بھاگ نکلے انھیں شیطان نے بہکا دیا جسکی وجہ انکے بعض اعمال تھے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے  
 انھیں معاف فرما دیا ہے۔

### زمانہ خلافت - یکم محرم ۳۰ھ ہجری کو جبکہ انکی عمر اٹھتر سال کی تھی اُسے خلافت کی بیعت

انکی گئی۔ انکے عہد خلافت میں سب سے پہلے فوج کشی ہوئی جسکے سپہ سالار ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ  
 اسکے بعد مرتبہ بربتہ، اسکندریہ، شاپور، افریقیہ، قبرص، سواحل بحر روم، صطخر الآخرة، فارس الاولیٰ،  
 جور و فارس الآخرة، طبرستان، دارا بجد، کرمان، سجستان، بعد ازین دریا میں مقامات اساورہ، پھر افریقیہ  
 حصون، قبرص، ساحل اردن، اور سب سے آخری ۳۰ھ ہجری میں جنگ مدو عبد اللہ بن عامر کے ہاتھوں  
 فتح ہوئی۔ اسکے بعد ماہ ذی الحجہ ۳۰ھ ہجری میں خود عثمان رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے محاصرہ میں لے لیا جن باتوں کی  
 وجہ سے لوگ عثمان پر ناراض ہوئے وہ یہ تھیں کہ انھوں نے حکم بن ابی العاص کو پناہ دیکر اُسے ایک لاکھ درہم  
 عطا کیے تھے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے خارج البلد کر دیا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اُسکو پناہ

نہیں دی تھی، لوگوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پروردہ کو جو مدینہ کے بازار کی جگہ پر مسلمانوں پر وقت کر دی تھی وہ زمین عثمان بن عفان بن حارث بن الحکم مروان کے بھائی کو جاگیر میں دیدی، اور باغ فدک مروان کی جاگیر میں دیدیا حالانکہ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موقوفہ جائیداد تھی، عثمان بن عفان فریقہ کا خمس لیکر سب کا سب مروان کو ہبہ کر دیا جسکے بارہ میں عبد الرحمن بن حنبل لکھی نے جسکو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلاوطن کر دیا تھا کہا ہے۔

لا ترک اللہ شیئاً سدی

کہ خدا نے کسی چیز کو بے معرفت نہیں چھوڑا

لکے بنتے یک او بتلی

تاکہ تو ہماری آزمائش کرے یا وہ آدھا جائے

منار الطریق علیہ الہدی

خوب روشن کرو یا اُس راستہ کا ڈھلچسپہر

وما جعلا درہما فی الہوی

اور ایک ہم بھی فضول باتوں میں خرچ نہیں کیا

وفیہا شاولک ممن سعا

انہوں میں سے کون لوگوں نے اپنے چاہوں کو خوش کیا

ا حلف بالہدرب الانام

میں پروردگار مخلوق کی قسم کھاتا ہوں

ولکن خلقت لساناً فتنۃ

مگر تو نے ہمارے واسطے ایک فتنہ پیدا کیا

فان الایمنین متینین

ایک دوسرے کے یمنین کو دھانت داروں نے

فما حذا درہما غیلاً

پھر انھوں نے ایک دوسرے کی بڑبڑ سے نہیں لیا

واعطیت مروان خمساً

اور تیرے مروان کو بندگان خدا کا خمس دیدیا

عبداللہ بن خالد بن اُسید نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کچھ صلہ مانگا تو انھوں نے اُسے چار لاکھ درہم دیئے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مقام دہدہ میں جلاوطن کر دیا اور عبدالقیس کو بصرہ سے ملک شام کی جانب نکلا دیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے ان کارروائیوں کو دیکھ کر مصر کے رہنے والوں کی ایک جماعت اُنکے پاس مدینہ میں آئی جس میں حبشہ بن لوگ تھے، محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ابیہ ایک فوج میں، کتانہ بن بشیر ابجیبی ایک فوج میں، ابن عدیس البلوی ایک فوج میں، اہل بصرہ میں سے حکیم بن حلیہ العبدی اور سدوس بن عبس شہسوار اور چند اشخاص کوفہ کے رہنے والے جن میں ایک شخص اشتر بن کھزیم بھی تھا

ان لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آکر ان کو ان کا رونا یوں کی بنا پر سرزنش کی جو اُسے سرزد ہوئی تھیں عثمان رضی اللہ عنہ نے انکی فمائش منظور کر کے انھیں رضا مند بنا دیا مگر جب یہ لوگ اُنکے پاس سے واپس گئے تو مصر کے راستہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک تحریر انھیں ہاتھ آئی جس پر انکی ہر چہاں تھی اور وہ تحریر مصر کے نام اس مضمون کی تھی کہ جو وقت یہ لوگ تھکے پاس پہنچیں انکی گونین مار دینا، وہ لوگ اُس تحریر کو دیکھ کر عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ آئے عثمان رضی اللہ عنہ نے اُنسے بھلے بیان کیا کہ اُنھوں نے اس خط لکھنے کا حکم نہیں دیا ہے اور نہ اُنھیں اُنکی روائی کا علم ہے۔ ان لوگوں نے کہا یہ تو آپ کے واسطے سخت بنیادی بات ہے کہ آپ کی ہر بلا آپ کی اجازت اور علم کے یوں استعمال کر لی جائے کہ اگر آپ کا وہ حکومت میں ایسے مجبور ہو کر دوسروں کے زیر اثر آگئے ہیں تو خلافت سے دست بردار ہو جائیے، عثمان رضی اللہ عنہ نے کنا کشتی خلافت سے انکار کیا اور ان لوگوں سے جنگ کرنے پر بھی آمادگی نہیں ظاہر کی بلکہ اسکو منع کیا اور اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا مفسدون نے بیس دنوں سے زائد تک اُنکے مکان کا محاصرہ رکھا اور عثمان رضی اللہ عنہ سات سو آدمیوں کے ساتھ خاموش محاصرہ میں بیٹھے تھے، پھر مفسد لوگ نبی حرم نصاریٰ کے گھر میں ہو کر عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچے اور زبیر بن عیاض اسلمی نے ایک چمٹے پیکان کا تیرا اُنکے چہرہ پر مارا جسکے زخم سے خون بہ کر قرآن پاک پر گرا جو انکی گود میں رکھا تھا بعد ازاں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پر ہاتھ ڈالا اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اُسے کہا میری داڑھی چھو دو ورنہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل باہر ذی الحجہ ۳۵ھ ہجری میں واقع ہوا تھا، اس سال عبداللہ بن العباس رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو فريضہ حج ادا کرایا اور مدینہ میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور خطبہ سنایا، عثمان رضی اللہ عنہ نے پوسے سو سال متواتر لوگوں کو حج کرایا تھا، اُنکے یوم قتل میں راویوں کا اختلاف واقع ہوا ہے، ابن اسحق چار شنبہ کا دن اور وقت بعد عصر بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انکی تدفین رات کے وقت بقیع کے قبرستان میں کی گئی اور نماز جنازہ جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی، اور عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر پوشیدہ کر دی گئی تاہو لبطان کا قول ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ۳۵ھ ہجری میں جمعہ کے دن قتل کیے گئے اور حیش کو کتب نامی ایک قطعہ زمین میں مدفون ہوئے جو انھیں کی ملکیت تھی اور اُنھوں نے اپنی حیات میں اُسے خرید کر مرا کر

قبرستان بقیع میں اضافہ کر دیا تھا، جس کے معنی باغ کے ہیں جسکی جمع الحشاش آتی ہو اور کوکب ایک انصاری شخص کا نام ہو، اور شاعر دن نے عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل خاص عید ضحیٰ کا دن بیان کیا ہو چنانچہ فرزند کی کتاب

عثمان اذ قتلوه وانتهکوا	دمیجہ لیلۃ النحر
عثمان رضی اللہ عنہ کو گونے قتل کیا اور گنی غیر بڑی کا	تو وہ لیلۃ النحر کی صبح تھی
اور ایک دوسرے شاعر کا قول ہے۔	

ضجوا باسمعہ عنوان السجود	یقطع السیل تسبیحاً و تراثاً
اور ام المین بن خرم کا قول ہے۔	

تعاقدوا ذبحوا عثمان ضاحیۃ	فاس ذبح حرام و یحرم ذبحوا
ضجوا بعثمان فی اشهر الاحرام ولم	یخشوا علی مطیح الکفر الذی طمحو
قائستہ کفر سن اولہم	وباب کھن علی ساطا نم فتحو
قاستوزہ تم سیوف المسلمین علی	تمام ظلمہ کما یستورد النصح
ماذا ارادوا بھل اللہ سقیم	بفکات الدم الذاک الذی سفحوا

ابن اسحق کا بیان ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی ولایت (خلافت) بارہ دن کم بارہ سال تھی،

**عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد**۔ عبداللہ الاکبر، انکی مان فاختہ، بنت غروان تھیں، عبداللہ الاصغر

رضی اللہ عنہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے، اور عمر ابان، خالد، عمرو، سعید، ولید، ام سعید، مغیرہ، عبدالملک، ام ابان، ام عمرو، اور عائشہ۔

**عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ**۔ انکی اولاد میں سب سے زیادہ عمرو لے اور اپنی نسل کے لحاظ

سے اشرف تھے۔ انھوں نے مقام مثنیٰ میں وفات پائی انکی اولاد حسب ذیل ہے، عثمان الاکبر، خالد،

اور عبداللہ الاکبر، انکی مان حفصہ بنت عبداللہ بن عمرو تھیں، اور عثمان الاصغر، عبداللہ الاصغر، بکیر،

مغیرہ، عتبستہ، عمرو، ولید، عبداللہ الاکبر نہایت حسین آدمی تھے اور اپنی خوبصورتی کی وجہ سے "مطروت"

کے لقب سے مشہور تھے، درک بن حصن انکی صفت میں کہتا ہے:-

دخلت علی بن ابی طالب کو ب

کافی اذ دخلت علی بن عمر

پردہ نشین جوان عورت کے یہاں جانا ہون

جب میں بن عمرو کے یہاں جانا ہون تو گویا

عبداللہ بن عمرو والا کبر کی اولاد۔ خالد، عائشہ، عبدالعزیز، آمنہ، اور ام عبداللہ  
ہیں اور بی بی فاطمہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب کے بطن سے انکی اولاد حسب ذیل تھی محمد اکبر  
قاسم، اور زرقیہ، اور دوسری بیویوں کے بطنوں سے محمد الاکبر، عماد و رسدہ، تھے محمد بن عبداللہ بن موالا  
بھی بڑے تشکیل و جمیل جوان تھے جو بوجہ اپنی زیبائی کے دیباچہ کے لقب سے مشہور تھے، انکی قدر و منزلت  
بہت ہوتی تھی اور انکو سنی لہجہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا تھا، انکی ذریت میں ذریعہ حلیفہ مظلوم ہیں، وہ  
بکثرت نکاح کر کے طلاق دیا کرتے تھے چنانچہ انکی ایک بیوی نے کہا تھا، انکی مثال ایسی ہو جیسے دنیا  
کہ انکی نعمتیں دوام نہیں رکھتیں اور انکی مصیبتیں سے مامون پہننے کی کوئی صورت نہیں ہے، ان کو  
ابو جعفر منصور عباسی نے فاطمی لوگوں کے ساتھ گرفتار کر لیا تھا اور چند روز اسیر رکھ کر قتل کر دیا پھر انکا  
سر زنجیر کے پاس بھیج دیا، اور بطاسیر یہ مشہور کر دیا کہ یہ سر محمد بن عبداللہ بن الحسن کا ہے، محمد بن عبداللہ  
بن عمرو الاصفہ کی یادگار انکی نسل موجود ہے۔

انکی اولاد سے ایک ایسی لڑکی تھی جسکا سلسلہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت  
ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ سبھوں سے ملتا  
ہو، کیونکہ اسکے باپ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہم تھے، انکی ماں عثمان بن عروہ بن زبیر  
رضی اللہ عنہ کی بیٹی خدیجہ تھی، عروہ کی ماں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی اساتھین، محمد بن عبداللہ کی ماں  
امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹی فاطمہ تھیں، امام حسین رضی اللہ عنہ کی ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ  
رضی اللہ عنہا تھیں، امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹی فاطمہ کی ماں طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام اسحق تھیں، عبداللہ  
ابن عمرو کی ماں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا تھیں،

۱۔ ایک قسم کا خطہ ازیشی کہہ ۱۲۱

۲۔ عربیہ ایک ازیشی کہہ ۱۲۱

عاسم بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہما کے بیٹے عبد اللہ بن عمرو بن عثمان کے نام سے مشہور ہیں جسکی وجہ یہ ہو کہ وہ مقام "عجین جوطائف" کے نزدیک ایک موضع پر رہا کرتے تھے، چونکہ وہ ابراہیم بن ہشام الخزومی کی سچو کیا کرتے تھے ایسے اُسے انھیں گرفتار کر کے قید کر دیا تھا چنانچہ قید خانہ ہی میں اُنکی وفات ہوئی، حالت گرفتاری میں انھوں نے کہا تھا۔

کافی لم اکن فیہم وسیطاً ولم تک نسبۃ فی آل عمرو

اضاعونے والے فقے اضاعوا ایوم کریہ وسدا لغیر

**ابان بن عثمان** رضی اللہ عنہما کے ساتھ جنگ "جمل" میں شریک تھے اور وہ بھاگنے والوں میں سے دوسرے صاحب یہی تھے ان کی ماں جنید بن عمرو بن حمزہ الدوسی کی بیٹی اور دیوانی عورت تھی وہ گوریلا کیڑا اپنے منہ میں رکھ لیا کرتی اور رکتی، چاچیتک مانی فہی عمرو بن عثمان بھی اسکے بطن سے تھے۔ ابان کے جسم پر سفید داغ تھے اور وہ احوال بھی تھے اسی وجہ سے اُنکا لقب "بقیع" مشہور تھا، اُنکی بیوی "ام کلثوم" عبد اللہ بن جعفر کی لڑکی تھیں جو ابان کی وفات کے بعد "حجاج" کے عقد میں آئیں، ابان کی اولاد بکثرت ہو جن میں سے عبد الرحمن بن ابان نہایت عبادت گزار صاحب اجتماع تھے اُسے حدیث کی روایت بھی کی گئی ہے۔

**خالد بن عثمان** رضی اللہ عنہما کے پاس وہ قرآن تھا جو بوقت قتل عثمانؓ کی گود میں رکھا تھا اور اُنکے خون سے رنگین ہو گیا تھا، پھر وہ وراثتاً اُنکی اولاد کے پاس منتقل ہوتا گیا جو بالکل نابود ہو گئے۔

**عمر بن عثمان** رضی اللہ عنہما کی اولاد زید، عاصم، اور زام ایوب تھیں، ام ایوب عبد الملک بن مروان کے عقد میں آئیں، زید بن عمر بن عثمانؓ نے بی بی سکینہ بنت امام حسینؓ سے عقد کیا تھا۔

عاصم بن عمر بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت بخیل آدمی تھے کسی شاعر

نے اُنکی ہجو میں کہا ہے۔



سیراً نقت جن الظلام علیکما	فلست الذی یرجو البقری عند عاصم
پہلے چلو کہو کہ قبریات کا اندھیرا چھا گیا ہے	پس تم شخص نہیں ہو جو عاصم کی ضیافت کے لیدار ہو
فما کان لے ذنب الیہ علمتہ	سوئی اننے فت ذررتہ غیر صالم
جہا تک مجھ کو معلوم ہو میری نزدیک بھڑکے اور کوئی	خطا نہیں تھی کہ میں نے میری ذرہ بکھے اگلا تا کا رہا کیا

**سعید بن عثمان** رضی اللہ عنہ، ایک چشم اور بخیل شخص تھے انکے مقتول ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ خراسان میں معاویہ کی جانب سے عامل مقرر تھے، معاویہ نے انکو معزول کر دیا تو وہ مع ان پرغال لوگوں کے چچا اولاد، صفت سے انکے قابو میں تھے مدینہ پہلے آئے اور یہاں اگر ان لوگوں کو اپنی ایک راضی میں اُسی گدال سے گورٹے پر متعین کر دیا، ایک دن ان لوگوں نے موقع پا کر احاطہ کا دروازہ بند کر لیا اور سعید بن عثمان کو جودہاں موجود تھے لیٹ کر قتل کر ڈالا، پھر جب وہ لوگ خود ہوئے تو خود کشی کے مر گئے۔

**ولید بن عثمان** رضی اللہ عنہ، صاحب شراب و فتوة تھے جسوقت انکے والد ماجد عثمان رضی اللہ عنہ مقتول ہوئے ہیں تو یہ خوشبوئیات لے ہوئے اپنے محلہ عروسی میں جلوہ فرما تھے۔

**عبداللہ بن عثمان** رضی اللہ عنہ، رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے تھے اور بچپن ہی میں فوت ہو گئے بعض لوگوں نے بیان کیا ہو کہ وہ چھ سال کے ہو گئے تھے جبکہ ایک مرغ نے انکی آنکھ میں جو بیج مار دی جسکے صدمہ سے بیمار ہو کر فوت ہوئے۔

**عبدالملک بن عثمان** رضی اللہ عنہ، بچپن ہی میں قضا کر گئے۔

**عثمان رضی اللہ عنہ** کے موالی میں، کیسان ابو فروہ اور انکے بیٹے عبداللہ بن ابی فروہ نہایت عالی قدر تھے وہ مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے صاحب امر تھے پھر جسوقت مصعب قتل ہو گئے تو یہ ان کے پاس کا تمام مال جسکی مقدار ایک کروڑ درہم تھی لیکر مدینہ کو چلے گئے، انکی اولاد کا شمار مدینہ میں بکثرت ہوا اور وہ نہایت معزز لوگ ہیں۔

**خدا ان بن ابان**، اور انکے بیٹے، اور ابوالزناد اور انکے بیٹے بھی عثمان رضی اللہ عنہ کے موالی میں داخل ہیں۔

## علی بن ابی طالب کے حالات

نام و نسب - علی بن ابی طالبؓ ابی طالبؓ کا نام عبد مناف تھا اور وہ عبد المطلب بن ہاشم کے فرزند ہیں، وہ اپنی کنیت "ابا محسن" کرتے تھے۔

باپ، بھائی، اور بہنیں - ابو طالب کی اولاد میں عقیلؓ، جعفرؓ، علیؓ، اور طالبؓ، چار بیٹے، اور ام ہانیؓ جو کچھ نام فاختہؓ تھا، اور جاثہؓ دو لڑکیاں تھیں، ان سب لڑکوں کی ماں، فاطمہؓ، اسد بن ہاشم بن عبد مناف کی بیٹی تھیں، اور فاطمہؓ کی ماں کا نام حیٰ تھا جو قریش کے بطن بنی حاتم بن لوی کی لڑکی اور ہرم بن واحدؓ کی بیٹی تھیں، فاطمہ بنت اسد، ابو طالب کی بیوی مسلمان ہو گئی تھیں اور یہ پہلی ہاشمی عورت ہیں جو ایک ہاشمی مرد سے بیاہی گئیں اور صاحب اولاد ہوئیں۔

عقیل بن ابی طالبؓ رضائے اپنی کنیت ابایرؓ کیا کرتے تھے، وہ جنگ بدر میں گرفتار ہو گئے تھے جبکہ عباس بن عبد المطلبؓ نے بقول ابوالیقظانؓ چار ہزار دھرم فدیہ دیکر انھیں مسلمانوں کے ہاتھوں سے آزادی دلوائی۔ ابی طالب کا ترکہ صرف عقیلؓ اور طالبؓ دو بیٹوں کے حصہ میں آیا، علیؓ اور جعفرؓ ان کے وارث نہیں قرار پائے کیونکہ یہ دونوں مشرقت باسلام ہو چکے تھے، عقیلؓ نے جعفرؓ سے عمر میں دس سال بڑے تھے اور جعفرؓ علیؓ سے اسی قدر بڑے تھے، عقیلؓ مشرقت باسلام ہو گئے تھے، انھوں نے اپنے بھائی علیؓ کو چھوڑ کر حجاز کی جنبہ داری اور شرکت کی تھی چنانچہ یہ انھیں کی خلافت میں آنکھوں سے معذور ہونے کے بعد فوت ہوئے، ان کا ایک وسیع اور آباد گھر بقیع میں ہے، عقیلؓ نے ایک قریشی آدمی کو مستم کیا تھا جسکی وجہ سے عمر بن الخطابؓ نے انھیں شرعی سزائے تازیانہ دی عقیلؓ کے بیٹے، مسلم، عبد اللہ، محمد، ارملہ اور عبید اللہ ایک ام ولد سے ہیں، بعض مورخین کا بیان ہے کہ مسلم بن عقیلؓ کی ماں بنیہ آل فرزدنا سے تھی، اور دوسری اولاد عقیلؓ کی حسب ذیل ہے عبد اللہ، حمزہ، علی، جعفر، عثمان، ذئب، فاطمہ، ام ہانی، اور اسماء زیدہ کے لڑکیاں مختلف ام ولد لوندیوں کے بطن سے تھیں، اور یزید، سعد، جعفر، لاکہ، اور اباسعد بھی عقیلؓ کے فرزند تھے عقیلؓ کی بیٹی

اسا سے عمر بن علی بن ابی طالب نے شادی کی تھی، عقیل کی اولاد حسین بن علی کے ہمراہ گئی تھی جن میں سے نو آدمی شہید ہوئے ان میں مسلم بن عقیل بہت سے بڑھکر دلیر و جری تھے وہ حسین کے مقدمۃ الجیش تھے جنکو ابن زیاد نے شہید کیا، ایک شاعر کا قول ہے:-

عین جو دے بعبرۃ و عویل	وانہ بی ان مہبت آل الرسول
اسی آنکھ آنسو بہا اور گریہ و زاری کر	اور آل رسول پر نوہ و فریاد کر
سبۃ کلم لصلب علیؑ	قد اصیدوا وتسعة لعقیلؑ
سات شخص علی کے صلب سے اور نو آدمی	عقیل کے صلب سے قتل کر دیے گئے

مسلم کی اولاد حسب ذیل تھی۔ عبداللہ اور علی، رقیہ بنت علی رضی اللہ عنہا کے بطن سے، اور مسلم بن مسلم اور عبدالعزیز، اور سیولون کے بطن سے، محمد بن عقیل کی اولاد۔ قاسم، عبداللہ اور عبدالرحمن، تھے انکی ماں زینب الصغریٰ علی رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی ہیں، عبداللہ بن محمد بن عقیل بڑے پایہ کے فقیہ تھے اور انیسے حدیث از قسم اخبار کے روایت کی گئی ہے وہ احوال تھے۔ عبداللہ بن عقیل کی اولاد، محمد، رقیہ، اور ام کلثوم ہیں جنکی ماں، میمونہ بنت علی بن ابی طالب تھیں۔ ابوسعید بن عقیل کے ایک بیٹے محمد نامی تھے۔ عبدالرحمن بن عقیل کے بیٹے سعید ہیں جنکی والدہ خدیجہ علی بن ابی طالب کی بیٹی تھیں، جعفر بن ابی طالبؑ دو ہجرتیں اور ذوالجناحین کے لقب سے لقب ہیں، وہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے تھے۔ اس لڑائی میں انکے دونوں ہاتھ کاٹ گئے، سیلے جس سجانہ تعالیٰ نے بجائے دو ہاتھوں کے دو پر عطا کیے جن سے وہ باغ جنت میں پروا کر کے پھرتے تھے، جن دن وہ شہید ہوئے ہیں تو لوگوں نے انکے جسم کے اگلے حصہ میں چون زخم تلوار کے شمار کیے تھے، جعفر بن حبشہ کے ملک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فتح خیبر کے دن حاضر ہوئے تھے انکو دیکھ کر حضور انورؐ نے فرمایا میں نہیں سمجھتا کہ دو باتوں میں سے کس امر کو اپنی مسرت کا باعث قرار دوں جعفر کے آنے سے خوش ہوں یا خیبر کی فتح سے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رہنے کے واسطے مدینہ میں اپنی مسجد کے پہلو میں جگہ دی جہاں انکے گھر کی بنیاد ڈالی گئی، ابوہریرہؓ کا

قول ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اونٹ کی سواری، نعلین کی پوشش اور زمین پر چلنے میں جعفرؓ کے برابر کوئی نہیں تھا۔ وہ اپنی کنیت ابا عبد اللہ کرتے تھے۔ انکی اولاد، عبد اللہ، عون، اور محمد بن، جنکی ماں اسماء بنت عمیس قبیلہ خثعم کی لڑکی تھیں،

**محمد بن جعفر کی اولاد**۔ قاسم اور طلحہ دو لڑکے تھے، طلحہ کی صرف ایک لڑکی، فاطمہ نام کلثوم بنت عبد اللہ بن جعفر کے بطن سے تھی، ام کلثوم کی ماں زینب بنت علیؓ تھیں جو بی بی فاطمہؓ کے بطن سے متولد ہوئیں، فاطمہ بنت طلحہ کا عقد پہلے حمزہ بن عبد اللہ بن الزبیر سے ہوا تھا، اُنکے بعد وہ طلحہ بن عمر بن عبید اللہ کو بیاہی گئیں، جنکی کوئی اولاد نہیں ہوئی، محمد بن جعفرؓ کا مقام شہر میں شہید ہو گئے۔ عون بن جعفرؓ بھی شہر میں شہید ہوئے۔ انکی کوئی اولاد نہیں تھی مگر ایک شخص جسکو نازو کہا جاتا تھا عبد اللہ بن جعفرؓ کے پاس آکر اس بات کا دعویٰ کر رہا کہ وہ عون کا فرزند ہے، عبد اللہ بن جعفرؓ نے اس بات کا اقرار کر لیا اور اُسے دس ہزار درہم دیے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبد اللہ بن جعفرؓ نے اپنی ایک بیٹی لڑکی مارو کو بیاہ دی تھی جسکے بطن سے کوئی اولاد نہیں پیدا ہوئی، پھر عبد اللہ بن جعفرؓ کی وفات کے بعد انکے بیٹوں نے نازو کو شہر بدر کر دیا جسکی اولاد اُن میں رہتی ہے لیکن تو اُنکے کوئی شریف خاندان اپنے لڑکوں کی شادی ان کرتا ہے اور نہ انکو لڑکیاں دیتا ہے بلکہ انکو یہ بھی نہیں کہا جاتا کہ تم لوگ خاندان قریش سے ہو۔

**عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ**۔ اپنی کنیت ابا جعفر کرتے تھے، انکی اولاد ملک حبشہ میں ہوئی، وہ اعلیٰ درجے کے فیاض عرب تھے انھوں نے مدینہ میں وفات پائی جبکہ انکی عمر بہت زیادہ ہو گئی تھی، یہ ابوالیقظان کا قول ہے اور اُسکے سوا دوسرے مورخین بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن جعفرؓ کی وفات اور تین مقام ابواہین ہوئی، یہ واقعہ سلسلہ ہجری کا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ رحلت نبویؐ کے وقت انکی عمر دس سال تھی اس حساب سے انکی ولادت سلسلہ ہجری کی پہلی ہی ہجرت کے پہلے ہی سال وہ پیدا ہوئے تھے اور سلسلہ ہجری میں وفات پائی جبکہ انکی عمر نوے سال کی تھی، اُنکے جنازہ کی نماز سلیمان بن عبد الملک نے پڑھائی تھی۔

عبدالسد بن جعفر رضی کی اولاد۔ جعفر الاکبر علی، عون الاکبر عباس اور ام کلثوم بنت رسول اللہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے تھی، اور محمد، عبید اللہ اور ابوبکر انکی مان حصار بنت حفصہ تھی جو بنی تیم السد بن ثعلبہ کے گھرانے کا ایک شخص ہے، اور صالح، موسیٰ، ہارون، یحییٰ، اور ام ایہا۔ لڑکے لیلیٰ بنت مسعود بن خالد لہبشلی کے بطن سے تھے جس سے علی بن ابی طالب کی وفات کے بعد عبدالسد بن جعفر نے عقد کر لیا تھا اور معاویہ، اسحق، اسمعیل، اور قاسم، یہ لڑکے مختلف امہات لڑکوں کے بطن سے تھے، اور حسن، اور عون الاصفہر انکی مان، جانا، ہسیب، فزاری کی بیٹی تھی، اور جعفر بھی عبدالسد بن جعفر کے ایک بیٹے تھے۔ ام کلثوم بنت عبدالسد بن جعفر قاسم بن محمد بن جعفر رضی کے عقد زوجیت میں تھیں جنکے بعد وہ حجاج بن یوسف کے نکاح میں آئیں، اُسکے بعد اُنسے ابان بن عثمان بن عفان نے عقد کیا، ام ایہا، کا نکاح عبدالملک بن مروان سے ہوا تھا، اُنسے انکو طلاق دیدی جسکے بعد اُنسے علی بن عبدالسد بن العباس رضی نے نکاح کیا اور انھیں کے پاس "ام ایہا" نے وفات پائی عبدالملک بن مروان نے انکو اسلئے طلاق دی تھی کہ ایک دن اُنسے ایک سیب کو اپنے دانتوں سے کاٹکر انکی جانب گھمانے کو بھیجا، چونکہ عبدالملک کو گندہ دہنی کا عارضہ تھا اسواسلئے ام ایہا نے ایک ٹھہری منگوائی، عبدالملک نے دریافت کیا پھر یہ کیا کرو گی؟ ام ایہا نے کہا، اسکی خرابی دور کروں گی پس اتنی بات پر عبدالملک نے انھیں طلاق دیدی۔

عبدالسد بن جعفر رضی کی اولاد میں نسل صرف علی، معاویہ، اسحق، اور اسمعیل سے چلی ہے۔ باقی سب لا ولد ہے۔ معاویہ بن عبدالسد بن جعفر رضی ایک نخیل شخص تھا، اُسکی اولاد عبدالسد، اور محمد "ام عون" کے بطن سے ہے جو حرث بن عبد المطلب کی نسل سے تھی، اور یزید، صالح، اور حسن، یہ تین لڑکے فاطمہ بنت الحسن بن اُسن بن علی کے بطن سے تھے اور ایک بیٹھے علی ایک ام ولد کے بطن سے عبدالسد بن معاویہ نے خلافت کے طالب ہو کر اصفہان اور ملک فارس کا کچھ حصہ فتح کر لیا تھا جکوا ابو مسلم نے قتل کر ڈالا، اور انکی نسل نہیں چلی۔ اسحق بن عبدالسد بن جعفر رضی کو خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے شرعی سزلے تاویا دی تھی جبکہ وہ ماٹن کے حاکم تھے، اسحق نے اُنسے کہا، تمھارے

ارادہ میں یہ ہر کہ رے زمین پر کوئی قریشی خاندان کا ایسا شخص نہیں جو خدا نار کیا ہو، اس قول کی وجہ یہ تھی کہ عمر بن عبد العزیز کے باپ عبد العزیز کو بھی شرعی سزائے تازیانہ لگی تھی اسحق کے بیٹے قاسم بن حبکی مان، ام حکیم، قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔

**علی رضی اللہ عنہ کی خلافت**۔ ابن اسحق کا بیان ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کے بعد ہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عام بیعت خلافت کی گئی، اُن سے بصرہ والوں نے بھی بیعت کی تھی، اور مدینہ میں طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کر لی تھی، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے وقت اُسی وقت مدینہ سے باہر جا چکی تھیں جبکہ لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ پر حاصرو ڈالا تھا وہ حج سے فارغ ہو کر مدینہ واپس آئی تھیں کہ مقام سرف میں انکو عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے کی خبر ملی اور علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا حال معلوم ہوا، وہ اُسی مقام سے مکہ کو واپس چلی گئیں، طلحہ رضی اللہ عنہ زبیر رضی اللہ عنہ مروان بن الحکم، عبد اللہ بن عامر اور بلع بن منبہ عامل یمن یہ لوگ بھی بنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جاملے اور جب یہ سب لوگ مکہ میں جمع ہو گئے تو انھوں نے باہم عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے بابت مشورہ کیا اور ملک شام جانے کا ارادہ کیا جو معاویہ بن ابی سفیان کا مقام تھا، مگر عبد اللہ بن عامر نے اُن لوگوں کو اس ارادہ سے باز رکھ کر بصرہ کی طرف چلنے کی رہنمائی کی اس لیے یہ سب وہاں کے عازم ہوئے، اور بصرہ میں پہونچ کر عثمان بن حنیف کو جو وہاں علی رضی اللہ عنہ کے جانب سے عامل تھا گرفتار کر لیا، اور اُس کے ساتھ کے پچاس آدمی جو بیت المال اور اُس کے علاوہ دوسری خدمتوں پر مامور تھے قتل کر ڈالے، اور بیت سے نامناسب کام کیے، علی رضی اللہ عنہ کو اُن کے بصرہ جانے کا حال معلوم ہوا تو وہ بھی شریعت کے ساتھ انکو روکنے کے واسطے مدینہ سے نکلے اور کوفہ سے اپنی کمک طلب کی جس کے بعد اُن لوگوں کے مقابلہ کے لیے بصرہ پہونچے، علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چوہدری آدمی تھے، طلحہ رضی اللہ عنہ زبیر رضی اللہ عنہ اور بنی عائشہ رضی اللہ عنہا بھی بصرہ والوں کی جمعیت لیکر سرسبز قبالہ اُئین اور ان فوجوں میں نہایت سخت جنگ ہوئی، طلحہ رضی اللہ عنہ اس لڑائی میں مقتول ہوئے اور اُن کے ساتھ والوں نے شکست کھائی، زبیر رضی اللہ عنہ میدان جنگ سے پلٹ گئے مگر وہ عمیر بن جریر بن جہل کے ہاتھوں اُدی اسباع میں قتل ہو گئے۔ بنی عائشہ رضی اللہ عنہا میں آگئیں اور گرفتار کر لیکئیں، علی رضی اللہ عنہ مع اپنے ہمراہیوں کے بصرہ میں

داخل ہوئے وہاں کے لوگوں نے اسے بیعت کی اور عثمان بن حنیف کو رہا کر دیا پھر فوراً ہی وہاں سے  
کو فہ چلے آئے، یہاں عبداللہ بن عباسؓ کو حاکم مقرر کیا اور خود معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے تیار ہوئے  
اہل عراق اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے انگو لیکر چلے، اُدھر سے معاویہ رضی اللہ عنہ بھی تئیسویں کو لیکر چلے، آخر شش مہین  
کی لڑائی پڑا، قحط ہو گیا۔ علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ لڑائیوں ہی میں پھنسے رہے یہاں تک کہ آپ شہید ہوئے، آپ کو اپنے  
خلافت کے زمانے میں کسی سال حج کرنے کا موقع نہیں ملا، کیونکہ برابر لڑائیوں میں مشغول رہے، جمعہ کی  
رات سرحد میں رمضان شمسہ ہجری میں آپ مقتول ہوئے، آپ کی خلافت میں ماہِ کلمہ پانچ برس ہی آپ کا  
قائل عبدالرحمن بن ملجم مرادی تھا، واقعی کا بیان ہے کہ آپ اس کے وقت مدفون ہوئے اور آپ کی قبر پوشیدہ کر دی گئی  
ابو بقیطان بیان کرتے ہیں کہ آپ کے جنازہ کی نماز امام حسنؓ نے پڑھائی اور کو فہ کے قہر امارت میں مسجد  
جماعت کے پاس مدفون ہوئے۔

حلیہ و عہد آپ کی عمر میں لوگوں کا اختلاف ہے، ابن اسحاق کا بیان ہے کہ قتل کے وقت آپ کی  
عمر تیسھ برس کی تھی، دوسروں کا بیان ہے کہ اُس وقت آپ کی عمر اٹھاون برس کی تھی، آپ کے حلیہ میں بھی  
لوگوں کا اختلاف ہے، واقعی کا بیان ہے کہ گہرے گندمی رنگ تو تھوڑے آنکھیں بڑی، صلح، اور بہت چٹ  
تھے۔ قیس بن بچ ابن اسحق سے روایت کرتے ہیں کہ ناٹے، صلح، درشت اندام، تھوڑے والے چٹپٹی ناک  
اور دونوں بازو باریک تھے، جب کسی سے کشتی کرتے تو غالب ہتھے، ایک دوسرے شخص کا بیان ہے کہ  
ایک عورت نے انکو دیکھا تو کہا یہ کون شخص ہے؟ جیسے کوئی توڑ کر جوڑ دیا گیا ہو۔

اولاد: حسن بن حسین، محمد بن حسن، ام کلثوم کبریٰ رضی اللہ عنہا، زینب رضی اللہ عنہا، محمد بن اسحاق بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی بیٹی فاطمہ تھیں، اور محمد بن اسحاق بن خولہ بنت ابیاس بن جعفر تھیں یہ قبیلہ بنی حنیفہ سے تھیں بعضوں کا بیان  
ہے کہ انکی ماں خولہ بنت جعفر بن قیس تھیں، اور بعضوں کا بیان ہے کہ یہ جنگِ کربلا کی ایک لڑائی تھیں، علی رضی  
اللہ عنہ کے حصہ میں آئی تھیں، اور بنی حنیفہ کے خاندان کی ایک لڑائی سندھ کی پہننے والی سیاہ رنگ تھیں، خاص  
بنی حنیفہ سے یہ تھیں خالد بن ولید نے ان لوگوں سے صرف نو لڑائی غلاموں پر مصالحہ کیا تھا، اور عبداللہ بن ابی

صلح اس شخص کو کہتے ہیں جسے سر کا گے والے حصہ میں بال نمونہ ۱۲

ان دونوں کی ماں لیلی بنت سعود بن خالد نضلی تھیں، اور عمر، رقیہ، ان دونوں کی ماں قبلہ بنت تغلب تھیں، خالد بن ولید نے بعلت ردت انکو لونڈی بنایا تھا، انسے علی رضی فرمایا تھا، اور یحییٰ انکی ماں سار بنت عمیس تھیں، اور جعفر عباس، عبداللہ بن ابی امیہ بن ابی اسلمہ، ام حسن، جنکی ماں ام سعید بنت عروہ بن سعود ثقفی تھیں، اور ام کلثوم صفری، زینب صفری، جانہ، ہیمونہ، خدیجہ، فاطمہ، ام الکلام، نفیسہ، ام سلمہ، اُمّہ، ام ایہا مختلف لونڈیوں سے۔

**لڑکیاں،** زینب کبریٰ کا عقد عبداللہ بن جعفر سے ہوا تھا، انسے کئی ولادیں ہوئیں جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے، ام کلثوم کبریٰ کا عقد عمر بن خطاب رضی سے ہوا تھا انسے ایک لڑکا ہوا بعد شہادت عمرؓ کا عقد محمد بن جعفر سے ہوا، پھر انکے مرنے کے بعد عون بن جعفر نے نکاح کیا اور انھیں کے عقد میں رہیں باقی لڑکیاں علی رضی کی سولے ام حسن و فاطمہ کے عباس رضی و عقیل رضی کی ولاد کے عقد میں تھیں ام حسن کا عقد جعدہ بن ہبیرہ مخزومی سے ہوا تھا، فاطمہ کا نکاح سعید بن اسود سے ہوا تھا جو حارث ابن اسد کے قبیلہ سے تھے۔

**محسن بن علی رضی** لڑکپن ہی میں انتقال کر گئے تھے۔

**حسن بن علی رضی** اپنی کنیت ابو محمد کیا کرتے تھے علی رضی کے بعد انسے لوگوں نے کوفہ میں بیعت کی، اور معاویہ کی بیعت شام و بیت المقدس میں ہوئی اسکے بعد معاویہ کوفہ کے ارادہ سے چلے اور حسن رضی معاویہ کے مقابلہ کی نیت سے نکلے، دونوں کا کوفہ کے علاقہ میں ایک مقام پر اجتماع ہوا آخر میں حسن رضی انسے صلح اور بیعت کر لی، پھر دونوں کا کوفہ میں داخلہ ہوا، اسکے بعد معاویہ رضی شام چلے گئے، اور کوفہ کا حاکم مغیرہ بن شعبہ کو بنایا اور بصرہ کا حاکم عبداللہ بن عامر کو، پھر دونوں کا حاکم صرف زیاد کو بنایا، حسن رضی وہاں سے مدینہ واپس آئے اور وہیں انتقال فرمایا، بعضوں کا بیان ہے کہ انکی بی بی جعدہ بنت اشعث بن قیس نے زہر پلایا تھا، انکا انتقال ماہ ربیع الاول ۱۸ھ سحری میں ہوا، اسوقت انکی عمر ۴۷ برس کی تھی، نماز جنازہ کی سعید بن عاص نے پڑھائی تھی وہ مدینہ کا حاکم تھا۔ انکی اولاد حسن تھی جنکی ماں خولہ بنت مطلقہ بن زبان فزاری تھی، اور زید، ام حسن جنکی ماں عقیبہ بن مسعود بدری کی بی بی تھی۔



اور عمر جنگل مان ٹھیکہ تھی، اور حسین انترم ایک لوندھی کے بطن سے، اور طلحہ ام سہق بنت طلحہ بن عبید اسد کے بطن سے، اور ام عبد اسد دوسری لوندھی کے بطن سے، حسن بن حسن کی اولاد عبد اسد حسن، ابراہیم محمد، جعفر، داؤد اور محمد تھے۔ انہیں عبد اسد اپنی کنیت ابو محمد کیا کرتے تھے، بہت بزرگ تھے، ایک بیٹے کو انہوں نے انکو موزہ پر مسج کرتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ آپ مسج کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا، یہاں ہم نے عمر بن خطاب کو مسج کرتے ہوئے دیکھا ہے، جو شخص اپنے اور اسد تعالیٰ کے درمیان عمر نہ کہتا ہو وہ بچا مسلمان ہو، یہ ابو العباس خلیفہ عباسی کے ساتھ تھے وہ انکی تعظیم کرتا تھا، اور اسے مانوس تھا، ایک دن اُس نے کچھ جواہر نکالے اور انکو دیدیے اور اپنی عمارت جو اُس نے بنوائی تھی انکو دکھا کر کہا کہ اس کے بارہ مین تھاری کیا رکے ہو انھوں نے کہا۔

الم تر نحو شب اسی دینے	تصور انقصا بنی نفسیہ
حوشب کو دیکھو کہ وہ قصہ میں	باتا ہو کہ اُس سے بنی نفسیہ منتہی ہو گئے
یوئل ان لیم عمر نوح	وامر اسد حدیث کل لسیہ
وہ امید کرتا ہو کہ میری عمر نوح کے برابر ہوگی	حالانکہ خداوند تعالیٰ کا حکم ہر دن نیا ہوتا ہو

اُس نے کہا تم ایسا کہتے ہو باوجودیکہ میرا سلوک دیکھ چکے، انھوں نے کہا کہ یہ اشعار مجھے یاد پڑ گئے، اور نہ میری غرض اس سے بڑائی کی نہیں ہے، امیر المؤمنین چاہیں تو اس تصور کو معاف کر دیں، اُس نے کہا کہ میں نے معاف کر دیا، اور انکو مدینہ پہنچا دیا۔

جب زمانہ خلافت ابو جعفر عباسی کا ہوا تو اس نے حج کے زمانے میں ان کے بیٹے محمد اور ابراہیم کو تلاش کرایا مگر وہ دونوں جنگلون میں غائب ہو گئے، اُس نے حکم کیا کہ خود ان کو اور ان کے بھائیوں حسن، داؤد، اور ابراہیم کو گرفتار کر لو اور انکو سختی کے ساتھ قید کرو اور میرے پاس بھیج دو، مقام ربہ میں جو مکہ کے راستے میں ہے یہ لوگ اُس سے ملے، مگر باوجود درخواست باریابی کے ان سے ملاقات نہیں کی اور یہ لوگ اس طرح قید میں انتقال کر گئے، ان کے دو بیٹے محمد اور ابراہیم نے ابو جعفر کے خلاف مکہ، مدینہ اور بصرہ پر اپنا تسلط کر لیا تھا، مگر جب اُس نے لشکر کشی کی تو محمد مدینہ میں مقتول ہوئے اور ابراہیم باجمیر میں جو کوفہ سے

سولہ فرسخ پر ایک مقام ہے۔ ان دونوں کے بھائی اور بیٹے اندلس اور بربرین جا کر اپنا تسلط پیدا کیا تھا۔

**حسین بن علی**۔ اپنی کنیت ابو عبد اللہ کیا کرتے تھے، یہ مدینہ سے بارادہ کو فراق

نکلے تو عبد اللہ بن زیاد نے عمر بن سعد بن وقاص کو ان کے مقابلہ کے لیے بھیجا، آخر شش عاشورے

کے دن سلسلہ ہجری میں سان بن ابی انس نخعی نے انکو قتل کیا، اسوقت انکی عمر ۵۶ برس کی تھی بعضوں کا

بیان ہے ۵۶ برس کی عمر تھی، یہ سیاح خضاب لگاتے تھے، انکی اولاد علی تھے جنکی ماں مرہ بن عدوہ بن مسعود

کی بیٹی تھی، اور علی صغریٰ ایک لڑکی سے، اور فاطمہ جنکی ماں ام سحر بنت طلحہ بن عبد اللہ تھی، اور سیکہ جنکی

ماں رباب بنت امر القیس قبیلہ بنی کلب سے تھی، اسیکے بارہ میں حسن رحمہ کا یہ شعر ہے:

العمرک انتے لاجب دارا	اتحل بہا سکیئتہ والرباب
نیری زندگی کی قسم مجھے وہ گھوڑے پسند ہے	جس میں سیکہ اور رباب رہتی ہیں

فاطمہ کا عقد حسن بن حسن رحمہ سے ہوا تھا، انکے بعد عبد اللہ بن عمرو بن عثمان رحمہ کے کاح میں رہیں، سیکہ

سے مصعب بن زبیر کا عقد ہوا، انکے انتقال کے بعد عبد اللہ بن عثمان بن عبد اللہ بن حکیم نے نکاح کیا تھا،

انکے ایک لڑکا قرین ہوا اور اسکی اولاد باقی ہے، انکے بعد اصبع بن عبد العزیز بن مروان نے نکاح کیا تھا

اسنے زفات کے قبل طلاق دیدی، اسکے بعد زید بن عمرو بن عثمان نے نکاح کیا، انھوں نے سلیمان بن

عبد الملک کے کہنے سے طلاق دیدی، انکا انتقال خلیفہ ہشام کے زمانہ میں مدینہ میں ہوا یہ ابو القیطان

کا بیان ہے، ہشتم بن عدی نے بروایت صالح بن جہان بیان کیا ہے کہ انکا عقد پہلے عمرو بن حکیم بن خرام سے ہوا

پھر عمرو بن عثمان سے، پھر مصعب بن زبیر سے۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ انکے پہلے شوہر عمر بن عبد العزیز کے

بھائی اصبع بن عبد العزیز تھے اور وہ مصر میں بغیر انکو دیکھے ہوئے انتقال کر گئے، اسکے بعد زید بن عمر

ابن عثمان نے عقد کیا، اسکے بعد مصعب بن زبیر نے اسکے بعد عبد اللہ بن عثمان بن عبد اللہ بن حکیم

نے اور انکے ایک لڑکا عثمان پیدا ہوا جسکو قرین کہتے تھے، اس سے پہلے مصعب بن زبیر سے

ایک لڑکی پیدا ہو چکی تھی، اسکے بعد ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف نے جو ابراہیم بن سعد فقیہ کے دادا

علی صغیر بن حسین رحمہ کا سلسلہ نسب انکے سوا اور کسی اولاد سے جاری نہیں ہوا

بعضوں کا بیان ہے کہ انکی ماں سندھ کی رہنے والی تھیں جسکا نام سلافہ تھا اور بعضوں نے غزالہ کہا ہے حسین کے انتقال کے بعد انکے آزاد غلام زبید نے اُسے عقد کیا تھا، اُس سے عبد اللہ ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جو علی بن ابی طالب کا مان کی طرف سے سوتیلہ بھائی تھا۔ علی بن محمد نے بروایت عثمان بن عثمان بیان کیا کہ علی بن بن حسین نے اپنی ماں کا نکاح اپنے آزاد غلام سے کر دیا اور اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر کے خود اُس سے نکاح کر لیا، اس پر عبد الملک نے انکو غیرت والائی تو انھوں نے اس کے پاس لکھ بھیجا کہ مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اچھی تابعداری کرنی چاہیے، آنحضرت نے صفیہ بنت حبشیہ کو آزاد کر کے نکاح کر لیا تھا، اور زبید بن حارثہ کو آزاد کر کے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحش سے نکاح کر دیا تھا، انھوں نے بمقام مدینہ منورہ ہجری میں انتقال فرمایا، اور یثرب میں مدفون ہوئے۔ یہ اپنی کنیت ابو الحسن کیا کرتے تھے، بہت پرہیزگار اور فاضل تھے، انکی اولاد حسن، محمد، علی، عبد اللہ تھی جنکی ماں ام عبد اللہ بنت حسن بن علی تھیں، اور عمر زید ایک لونڈی سے جسکا نام حیدان تھا، اور خدیجہ ایک دوسری لونڈی سے اور ام موسیٰ، ام حسن، ام کلثوم، ملیکہ مختلف لونڈیوں سے، محمد بن علی اپنی کنیت ابو جعفر کیا کرتے تھے، اور فقیہ تھے، انکا انتقال مدینہ میں ۱۷۱ھ ہجری میں ہوا، انکی اولاد جعفر اور عبد اللہ تھی جنکی ماں فردہ بنت قاسم بن محمد بن ابی صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھیں اور انکی ماں اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہا تھیں۔

جعفر بن محمد اپنی کنیت ابو عبد اللہ کیا کرتے تھے، فرقہ جعفریہ انھیں کی طرف منسوب ہے، مدینہ میں ۱۷۱ھ ہجری میں وفات پائی، انکی اولاد باقی ہے۔

عبد اللہ بن محمد کا لقب وصدق تھا، انھوں نے مدینہ میں انتقال کیا، انکی اولاد باقی ہے، زبید بن علی بن حسن اپنی کنیت ابو الحسن کیا کرتے تھے، انکی ماں سندھ کی رہنے والی تھیں، ہشام کے زمانے میں ۱۷۲ھ ہجری میں انھوں نے خروج کیا، انکے مقابلہ کے لیے یوسف بن عمر نے عباس فری کو بھیجا اسکے آدمیوں نے تیر چلایا اسی سے انھوں نے قضا کی اور سولی پر چڑھائے گئے، زید کی اولاد سے یحییٰ، جنکی ماں ابیہ بنت ابو ہاشم بن عبد اللہ بن محمد الحنفیہ تھیں، عیسیٰ، حسین اور محمد مختلف لونڈیوں سے۔ یحییٰ نصر بن سیار کے

زمانے میں جو زجائیں تھیں انکی کوئی اولاد نہ تھی، عیسیٰ نے کوفہ میں انتقال کیا، انکی چند اولاد تھی نجلہ انکے احمد بن عیسیٰ ہیں۔ حسین بن دیدائش ہو گئے تھے، انکی بیٹی میمونہ ہمدی کے عقد میں تھیں، علی بن علی بن حسین کا لقب افطن تھا، انکی اولاد باقی ہے، ام موسیٰ بنت علی بن حسین بن سے داود بن علی بن عباس نے عقد کیا تھا اور انکے بعد انکی بہن ام حسن سے عقد کیا تھا، اور خدیجہ سے محمد بن عمرو بن علی بن ابی طالب نے نکاح کیا تھا، محمد بن علی بن ابی طالب معروف بن خنفیہ بن کنینہ ابوالقاسم کیا کرتے تھے، عبدالمد بن زبیر کے نون سے یہ طائف میں جا کر رہے تھے، وہیں لشکر ہجری میں قضا کی، انکی عمر بیسٹھ برس کی تھی، انکی اولاد حسن عبداللہ ابوالہاشم، جعفر کبر، حمزہ، علی (ایک لوندی سے) جعفر صغر، عون، (ام جعفر سے) قاسم اور ابراہیم تھے، ابوالہاشم بیسے مرتبہ کے شخص تھے شیعوں نے انکو اپنا سردار بنانا چاہا تھا مگر اچانک ملک شام میں انتقال گئے انھوں نے محمد بن علی بن عبدالمد بن عباس کو اپنا وصی بنایا اور انسے کہدیا کہ تم ہی سرداری کے مستحق ہو اور تمھارے بعد تمھاری اولاد میں رہیگی اور اپنی کتاب میں انھیں دیدین شیعہ انھیں کی طرف متوجہ ہوئے، ابوالہاشم کی کوئی اولاد نہ تھی، علی اور حمزہ کی کوئی اولاد نہ تھی، ابراہیم کا لقب "نعرہ تھا قاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے فرق بھی رہتے تھے، اندر نہیں آسکتے تھے۔

**عمر بن علی بن ابی طالب** انسے لوگ حدیث روایت کیا کرتے تھے، یحییٰ بن خثافہ سے روایت کرتے ہیں، انکی اولاد محمد، ام موسیٰ تھی جنکی ان اسامہ بنت عقیل بن ابی طالب تھیں، محمد کی اولاد عمرو، عبید اللہ، عبداللہ (ان سب کی ماں خدیجہ بنت علی بن حسین بن علی تھیں) اور جعفر تھے جنکی ماں ام ہاشم بنت جعفر بن جعدہ بن ہبیرہ المخزومی ہیں، عمر کی اولاد مدینہ میں ہے،

**عباس بن علی بن ابی طالب** یہ امام حسین کے ساتھ شہید ہوئے، انکی اولاد عبید اللہ بابا بنت عبید اللہ بن عباس کے بطن سے اور حسین ایک لوندی کے بطن سے تھی، انکی نسل باقی ہے، عبید اللہ بن علی بن ابی طالب ان کو محتار نے قتل کیا تھا، انکی نسل باقی نہیں ہے، جعفر بن علی بن ابی طالب انکی نسل میں کوئی نہیں، علی بن ابی طالب کے غلام بنجدانکے یحییٰ بن کثیر ہیں جن سے اوزاعی روایت

کرتے ہیں، ایوب سختیانی کا قول ہے کہ یحییٰ بن کثیر سے بڑھ کر کوفے زمین پر کوئی نہیں، انکے بیٹے عبدالستار بن یحییٰ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور ابواسامہ حماد بن اسامہ بن جوح بن سعد کے غلام تھے اور حسن بن سعد حسن بن علی بن ابی طالب کے غلام تھے، تو یہ حسن بن علی کے غلام کے غلام ہوئے، انھوں نے زینلہ جری میں کوفہ میں وفات پائی اسوقت انکی عمر انسی برس کی تھی۔

## زیر بن عوام کے حالات

**نسب۔** زیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے، انکی ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالطلب تھیں، یہ اپنی کنیت ابو عبدالاسد کیا کرتے تھے، انکے دادا خویلد جاہلیت کے زمانے میں قتل ہو گئے تھے، خویلد کی اولاد خدیجہ بن جبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی اور زیر کی پھوپھی تھیں انکی ماں عاتکہ بنت زائدہ بن صم بن، اور عوام بن خویلد بن، انکی ماں مازن بن منصور کے قبیلہ سے تھیں، عوام نجار کی لڑائی میں کام آئے، اور نوفل بن خویلد ہے، یہ قریش کا شیر کھانا تھا علی بن ابی طالب کے ہاتھ سے مقتول ہوا، اسکی نسل باقی نہیں رہی، اور حزام بن خویلد ہے، حکیم بن حزام کے باپ تھے حکیم اپنی کنیت ابو خالد کیا کرتے تھے، بدر کی لڑائی میں مشرکوں کی طرف تھے، مگر مقتول ہوئے اور قید ہوئے، اسکے بعد مسلمان ہوئے اور اپنے اسلام کو درنت کر لیا، یہ جب کوئی سخت قسم کھاتے تو کہتے ”قسم ہر اُس ذات کی جسے مجھ کو بدر کی لڑائی میں محفوظ رکھا“ انکی اولاد عبدالاسد بن حکیم اور ہشام بن حکیم تھے، ہشام صحابی تھے اور انکی کوئی اولاد نہیں رہی، عبدالاسد بن حکیم حل کی لڑائی میں عائشہ رضہ کے ساتھ کام آئے، انکا بیٹا عثمان بن عبدالاسد تھا اور عثمان کا بیٹا عبدالاسد بن عثمان تھا جو سکینہ بنت حمین کا شوہر تھا، اسنے ایک لڑکا ”قرین“ تھا اسکی نسل باقی ہے،

عوام بن خویلد کی اولاد، زیر سائب ام سائب صفیہ بنت عبدالطلب کے بطن سے عبدالرحمن اسد، اصم، اور یعلیٰ تھی، انھیں سے زیر کے سوا اور کسی کی نسل باقی نہیں رہی، سائب اصدا و خندق کی

لڑائی میں شریک تھے، یاسہ کی لڑائی میں شہید ہوئے زیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری اور عشرہ مبشرہ سے تھے اور مجلس شوری کے ایک ممبر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے گھوڑے کے دوڑنے کے برابر انکو زمین عطا کی تھی، انھوں نے اپنا گھوڑا دوڑایا جب وہ تھک گیا تو اپنا چابک پھیکدیا، جل کی لڑائی میں جا ہی لاوا لی سلسلہ ہجری میں انھوں نے وفات پائی، انکی عمر چوبیس برس کی تھی، یہ واقعہ کا قول ہوا ابو الیقظان کا بیان ہے کہ وہ اسوقت ساٹھ برس کے تھے، ابن جریر نے "وادی باع" میں انکو قتل کیا اور دین مدفون ہوئے،

حلیہ وادی کا بیان ہے کہ میاں قداور بیٹے تھے، انکی داڑھی کے بال کم تھے گندم رنگ اور بہت بال والے تھے یہ اپنی داڑھی میں خضاب نہیں لگاتے تھے، ابن ابی الزنادہ شام بن عروہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے باپ عروہ سے کہ زیر بہت بیٹے تھے جب وہ سواری پر سوار ہوتے تو انکے پیر زمین سے لگ جاتے تھے، گرچشم تھے اور انکے بدن پر بہت بال تھے لڑکپن میں ہم انکے موٹھے کے بال کو پکڑ کے کھڑے ہو کرتے تھے،

اولاد انکی اولاد عبداللہ، عاصم، عروہ، منذر، ام حسن، اسما بنت ابی بکر صدیق معروف بہ ذات النطاقین کے بطن سے، سائب، حمزہ، رملہ، خالد، عمرو، عبیدہ، جعفر، خدیجہ، اور عائشہ وغیرہ نو لڑکیاں تھیں رملہ خالد بن یزید بن معاویہ کے عقد میں تھی، اسکے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے،

تجول خلا خیل النساء ولا الے	لڑیہ حسن الخی لا یجول ولا الے
سج رتوں کے خیل گردش کرتے ہیں مگر رملہ،	کے خیل الورد گردش کرتے ہوئے ہیں نہیں کھٹا ہوں
احب بنی العوام طر الجہا	ومن اچلہا احببت اخواہا کلبا
اسکی محبت کی وجہ سے تمام اولاد کو خوش ہوئے	اور اسکی محبت کی وجہ سے عیبیہ کی کچھ عورتیں بکھتان

جعفر بن زبیر بن جنان قریش سے تھے اور عاشق مزاج تھے، انھیں کا قول ہے

ایمان مجلس شوری سے وہ مجلس مراد ہے جو عمر رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ مقرر کرنے کے لیے بھیجی تھی اور اسکے

ذریعہ سے عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تھے ۱۲

والمجلس استرشی حق واجب فانظر فی شان الکریم الاروع  
 اما مرین بعبث و بجا حستہ یساہا فی حسلوۃ و تضرع  
 جعفر اور اسکی اُس مراد کے بلکہ میں جسکے لیے وہ خلوت کو پسند کرتا ہے اور زاری کیا کرتا ہے تو  
 کیا حکم کرتی ہے؟

انکی نسل مدینہ میں ہے

حمزہ بن زبیر عبداللہ بن زبیر کے ساتھ مکہ میں مقتول ہوئے، انکی کوئی اولاد نہیں، عمرو بن زبیر اپنی  
 کنیت ابوالزبیر کیا کرتے تھے، یہ ذی مرتبہ اور متکبر شخص تھے، اپنے بھائی عبداللہ کے مخالفت تھے اور انسے  
 لڑے اس کے بعد اپنے بھائی عبیدہ کی ذمہ داری پر انکے پاس آئے مگر عبداللہ نے انھیں قتل کر ڈالا  
 انکی نسل باقی ہے، انکا بیٹا عمرو بن عمرو ہے جسکے باپے میں حنین دلی نے یہ شعر کہا ہے،

لوان اللوم کان مع الشریا تناول راس عمرو بن عمرو  
 ملامت اگر خدایا کے ساتھ ہوتی تب بھی عمرو بن عمرو کی چوٹی بکھولیتا

عبیدہ بن زبیر وہی ہے جسنے عمرو بن زبیر کو عبداللہ بن زبیر کی لڑائی کے وقت کھاتھا کہ تم میرے  
 ساتھ چلو اگر انھوں نے پناہ دی تو پناہ اور نہ ہم تمکو پناہ کی جگہ میں پہنچا دیں گے، مگر عبداللہ نے انکی شاہکی  
 کچھ پرواہ نہ کی اور اپنا بدلہ لیا یہاں تک کہ وہ مر گئے عبیدہ کی نسل باقی ہے، خالد بن زبیر کو عبداللہ نے میں کاؤ کم  
 بنایا تھا، انکی نسل باقی ہے ہنجدانکے خالد بن عثمان بن خالد بن زبیر تھا، اسنے محمد حسنی کے ساتھ خروج کیا تھا  
 ابو حفص نے اسے گرفتار کر کے سولی پر چڑھایا تھا، عاصم بن زبیر لو کہیں ہی میں انتقال کر گیا تھا،  
 اسکی نسل نہیں ہے،

عروہ بن زبیر فقیہ اور جلیل تھا، ابو عبداللہ اپنی کنیت کیا کرتے تھے، انکے میں  
 شام میں زخم ہو گیا تھا اور وہاں یہ ولید بن عبد الملک کے پاس تھے، اسوجہ سے انکا پیر کا ناگیا،  
 انھوں نے ذرا بھی حرکت نہیں کی۔ ولید کو پیر کے کٹنے کا حال بد ہوئی کے وجہ سے صرف داغنے کی وقت  
 معلوم ہوا۔ اس واقعہ کے بعد وہ آٹھ برس زندہ رہے، انھوں نے مدینہ میں ایک کنواں کھدوایا تھا

جس کا نام میر عروہ تھا، اس سے بڑھ کر مٹی یا پانی دینے کے اور کسی کو تین کا نہ تھا، انھوں نے مدینہ کے قریب اپنے علاقہ میں سترہ ہجری میں وفات پائی، بعضوں کا قول ہے سترہ ہجری میں ۸۳ سال کو لوگ سنہ اقصاء کہا کرتے تھے، کیونکہ اس سال بہت فقیہوں نے وفات پائی تھی، انکی اولاد محمد یحییٰ عثمان، عمرو، عبداللہ مصعب، عبداللہ اور ہشام تھی، ہشام کی ان ایک لونڈی تھی جس کا نام سارہ تھا،

عبداللہ بن عروہ بڑے خطیب و کچار اور بلیغ تھے، بلاغت میں خالد بن صفوان کے ہم مثل تھے، ان سے ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ تھے دارالہجرت مدینہ کو چھوڑ دیا، تم اگر وہاں جاتے تو لوگ تم سے ملتے، تم لوگوں سے ملتے، انھوں نے کہا لوگ کہاں ہیں؟ اب لوگ تو صرف تکلیف پر خوشی کرتے اور نعمت پر حسد کرنے والے رہ گئے ہیں، مرنے سے پہلے ناپا ہوا ہو گئے تھے انکی نسل مدینہ میں ہے، محمد بن عروہ برگزیدہ شخص تھے، انکی نسل لوگوں سے نہیں ہے،

عثمان خطیب و کچار تھے، انکی اولاد مدینہ میں ہے، یحییٰ بن عروہ لوگوں کے نسبوں اور واقعات سے واقف تھے، انھوں نے ہشام بن عبدالملک کے حاکم مدینہ ابراہیم بن ہشام کا ذکر کیا تو اس نے انھیں اتنا بڑا یا کہ وہ انتقال کر گئے، انکی اولاد مدینہ میں ہے، عمرو بن عروہ عبداللہ بن زبیر کے ساتھ شہید ہوئے، انکی نسل باقی نہیں رہی، عبداللہ بن عروہ کی اولاد مدینہ میں ہے، ہشام بن عروہ اچھے فقیہ تھے، ابو جعفر کے زمانے میں یہ کوفہ آئے تھے، کوفیوں نے ان سے حدیثیں سنیں، سترہ ہجری میں ہین انتقال کیا، انکی اولاد مدینہ اور بصرہ میں ہے، ابو منذر اپنی کنیت کیا کرتے تھے،

منذر بن زبیر اپنی کنیت ابو عثمان کیا کرتے تھے، سردار اور بردار تھے عبداللہ بن زبیر کے ساتھ یہ بھی شہید ہوئے، امکا لود کا محمد بن منذر ہے، یہ قریش کے سردار کہلاتے تھے اور ابو زبیر اپنی کنیت کیا کرتے تھے، جب یہ راستہ چلتے تو لوگ انکی تعظیم و تکریم کی وجہ سے آگ بھجھا دیا کرتے تھے، ایک دن انکے ایک حصے کا سمتہ ٹوٹ گیا تو اپنے پیروں پر چھا ہوئے اور دوسرے کو بھی آگ بھجھا دیا اور دونوں کو چھو کر چلے گئے اور پھر نہیں پہنا، انھیں کا قول ہے "ما قل سفہا را القوم الا ذلوا"، انکی نسل باقی ہے، مصعب بن زبیر اپنی کنیت ابو عبداللہ کیا کرتے تھے، بعضوں کا قول ہے کہ انکی کنیت



ابو عیسیٰ بھی بہت اچھے عرب تھے، انکو عبدالمد بن زبیر نے کوڑہ اور لہجرو کا حاکم بنایا تھا، عبدالملک بن مروان اسے مقابلہ کے لیے نکلا اور اپنے بھائی محمد بن مروان کو مقدمۃ الجیش پر مقرر کر کے روانہ کیا، مصعب بن زبیر سے اسکا مقابلہ ہوا اور مصعب مقتول ہوئے، مصعب کی اولاد عیسیٰ، عکاشہ، عمرو، جعفر، حمزہ، سعد، مصعب جو ملقب حسین تھا، اور محمد ہی،

عیسیٰ اپنے باپ کے ساتھ مقتول ہوئے، انکی کوئی اولاد نہیں، عکاشہ کی نسل مدینہ میں ہوئی، انکا بیٹا مصعب بن عکاشہ قدید کے واقعہ میں مقتول ہوا، جعفر نے میکہ بنت حسن بن حسینؑ سے عقد کیا تھا اور اُن سے چند لڑکیاں پیدا ہوئیں، انکی اولاد دوسری بی بی سے بھی ہوئی، حمزہ اور انکا بیٹا عمارہ قدید کے واقعہ میں مقتول ہوئے، انکی نسل مدینہ میں ہوئی، انھوں نے ایک دفعہ شراب پی تھی جسکی وجہ سے مدینہ کے بعض سرداروں نے ان پر جد جاری کی تھی اور ان لوگوں کے سامنے عبرت کے لیے کھڑا کیا تھا، قدید اُس واقعہ کا نام ہو، حسین ابو حمزہ خارجی مقتول ہوا تھا، اسنے میں سے خروج کیا تھا اور مکہ مدینہ پر قبضہ ہو گیا تھا، پھر شام کی طرف متوجہ ہوا اور مارا گیا

عبدالمد بن زبیر نے اپنی کنیت ابوبکر اور ابو صیب کیا کرتے تھے، ہجرت کے میں مینے بعد پیدا ہوئے تھے، یہ واقعہ کا قول ہو، ابوالیقظان کا بیان ہے کہ یہ اسلام میں پہلے لڑکے پیدا ہوئے تھے، انھوں نے کعبہ کو بنایا تھا اور اسکے دو دروازے رکھے تھے، خلافت کے میں ہوا اور حجاز، عراق، یمن، اور مصر اپنے قبضے میں لائے اور نو برس تک خلیفہ رہے، اسکے بعد حجاج اسے مقابلہ کے لیے آیا اور اسنے مکہ کا محاصرہ کیا، محاصرہ کے زمانے میں انکو ایک تیر لگا اسی سے وفات پائی، بخیل تھے کسی شاعر نے انھیں کے بارے میں کہا ہے،

رایت ابابکر و ربک غالب	اے امرو پیغہ انخلا ذبا لقر
میں ابوبکر عبدالمد بن زبیر کو لکھا کہ ظلمت کچھ دھماکے	بدلے میں طلب کرتے تھے اور تیرا بچہ کام غالب ہو

قتل کے وقت انکی عمر تھتر برس کی تھی، جہان قتل ہوئے وہیں سولی پر چڑھائے گئے، انکی اولاد حمزہ، ضعیب، ثابت، موسیٰ، عباد، قیس، عامر، عبدالمد، اور چند لڑکیاں تھیں،

حزہ اچھے عرب تھے اپنے باپ کی طرف سے بصرہ کے حاکم تھے، انکی نسل مدینہ میں رہے۔  
 خضیب با نخلہ تھے ثابت یہودہ گو زبان دراز اور بہت بڑا تھا اسکی نسل باقی ہے نخلہ انکے زیریں بن عبد اللہ  
 بن مصعب بن ثابت ہے جو ہارون رشید کی طرف سے مدینہ اور یمن کا حاکم تھا۔ موسیٰ کی نسل مدینہ  
 میں ہے نخلہ اسکے صدیق بن موسیٰ بن عبد اللہ بن زیر ہے جو سرداران قریش سے تھے عبد اللہ کی  
 اولاد مدینہ میں ہے۔ قبس کی نسل باقی نہیں رہی۔ عامر بن عبد اللہ بڑے عابد تھے، اپنی  
 بیٹیوں کا نکاح نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ انکا جو تا چوری ہو گیا، انہوں نے قسم کھائی  
 کہ اب جو تانہیں خریدونگا، تاکہ اسکے چوری کرنے سے مسلمان گنہگار نہوں۔ عبد اللہ بن  
 عبد اللہ اپنے باپ کے بہت مشابہ تھے۔ عبد اللہ بن زیر نے اپنی لڑکیاں اپنے بھتیجوں  
 سے بیاہ دی تھیں۔

زیر اور انکی اولاد کے موالیٰ نخلہ انکے "بہتی" ہے جو عائشہؓ سے روایت کرتا ہے  
 اسکا نام عبد اللہ بن بسار ہے، اور کنیت ابو محمد، کوفہ میں ٹہرے تھے، اسوقت کوفیوں نے اس سے  
 روایت کی تھی۔ نخلہ انکے حمید اعرج قاری ہے، یہ حمید بن قیس زیر کی اولاد کا غلام ہے۔ یہ  
 کوفیوں کا قاری تھا۔ بہت حدیثیں جانتا تھا، علم فرائض اور حساب کا عالم تھا، مجاہد اور اپنے  
 بھائی عمر بن قیس کا شاگرد تھا۔ حدیث میں ضعیف شمار کیا جاتا ہے۔ اسنے ایک مرتبہ مالک  
 بن انس کے ساتھ گستاخی کی تھی اور والی مکہ کے سامنے کہا تھا کہ "دیکھی یہ خطا کرتے ہیں اور کبھی  
 ٹھیک نہیں کہتے"، مالک نے اس سے کہا کہ "لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں"، اسنے اسکو نہیں سمجھا بلکہ  
 تغافل کر گیا، اپیر مالک نے اسکو متنبہ کر کے کہا کہ "میں اس سے کبھی کلام نہیں کروں گا"، ابو الزبیری  
 جو جابر سے روایت کرتا ہے اسکا نام محمد بن مسلم ہے وہ زیر کے چچا حکم بن حزام بن خویلد کا غلام ہے۔

### طلحہ بن عبید اللہ کے حالات

نسب طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی  
 بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔ اپنی کنیت ابو محمد کیا کرتے تھے۔ انکو طلحہ البخیر

طلحۃ القیاض اور طلحۃ الطلحات کہتے۔ یہ وہ طلحۃ الطلحات بنیں ہیں جسکے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

رحم اللہ اعظمہ ما دفنوا	بجستان طلحۃ الطلحات
خداوند قہار ہر پوئلہو رحمت کریمہ کے لوگوں نے	بجستان میں دفن کیا ہے وہ طلحات جو

بلکہ یہ شخص خداحی تھا، اور طلحہ پہلے ہاجرین سے تھے، اور ان دس لوگوں سے تھے جنکو جنت کی بشارت دی گئی تھی، مجلس شوری کے یہ بھی ممبر تھے، مگر مشورہ کے دن حاضر نہیں تھے۔ احد کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے اسی دن کسی نے آپ پر وار کیا تھا اسکو انھوں نے اپنے ہاتھ پر روکا تھا جسکے وجہ سے انکا ہاتھ کٹ گیا تھا اور یہ بے ہاتھ ہو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے شان میں فرمایا تھا وہ طلحہ کے لیے جنت واجب ہوئی، انکے اور سعد بن ابی وقاص کے درمیان آنحضرت نے بجائی چارہ کرایا تھا۔ یہ عثمان اور اپنی ماں صعہ بنت حضرمی پر بہت سخت تھے۔ وہ عبید اللہ کے نکلح کے قبل ابوسفیان بن حرب کے عقد میں تھی، ابوسفیان نے اُسے طلاق دیدیا تھا اس کے بعد اس کے نفس نے لامت کی تو یہ اشعار کہے

انی وصبتہ فمأیرے	بعیدان والوداد متیرب
میں اور صبتہ کو دیکھنے میں	دور معلوم ہو ہیں مگر محبت ہم دونوں کو قریب ہو ہے جو
خان لم یکن نسب ثاقب	فعد الفتاة حمال وطیب
اگرچہ اُسکا لڑکی اعلیٰ نسب نہیں ہے	لیکن اُسکے پاس خوبصورتی و پاکیزگی ہو
فیآل قصۃ الہام عجیبو	ہر بریصہ الغزال الزریب
میں و اولاد قصی حکو میں سے قبی کرنا چاہیو	کثیر کو لیکٹا لہوا ہرن روکے ہوئے ہو۔

جب طلحہ علی رحمہ سے لڑنے کے لیے لہو آئے تو حمل کے لڑائی میں بھی شریک ہوئے۔ مروان نے انھیں دیکھا اور چونکہ عثمان پر سختی کرنے کے وجہ سے یہ اپنے

پہلے ہی سے خار کھاتا تھا اسوجہ سے اپنے ایک تیر جلایا اور وہ انکی پٹلی میں لگا اور اسکو گھوڑے کے جانب تک زخمی کر گیا۔ یہ گھوڑے کی گردن سے لپٹ گئے اور کہنے لگے تاشہ دار ایت مصرع اشباح اضع اور وفات پائی اور قرہ کے پل کے پاس دفن کیے گئے۔ اسکے تین برس بعد انکی بیٹی عائشہ نے انکو خواب میں دیکھا کہ انکی شکایت کرتے ہیں اُسنے انکے نکالنے کا حکم دیا اور وہ مری نکالی گئی، اس کام کو عبدالرحمن بن سلامہ تہی نے انجام دیا۔ اور اپنے گھوٹن بصرہ میں مدفون ہوئے انکی قبر وہاں مشہور ہے۔ طلحہ کے دو اور بھائی تھے ایک عثمان بن صیداء تھا اور دوسرا مالک بن صیداء تھا عثمان باذی جلیت مرنے ہی قبض تھا اور اسکا نام کا زمانہ بھی ایتھا اور طلحہ اور ابوبکر کو ملکر ایک سنی میں باندھ دیا تھا، اسوجہ سے یہ دونوں مدقرنین کہلاتے تھے۔ زبیر کے اولاد سے کسی نے طلحہ کے اولاد میں ایسے شخص کے لیے جب کا نام طلحہ تھا اور اسکے بیٹے کا نام ابوبکر تھا یہ اشعار کہے ہیں۔

یا طلح یا ابن القرینین الذین ہما	مع النبی اذ لا کل جبار
اے طلحہ او قرینین کے بیٹے جنھوں نے	رسول اللہ کے ساتھ ہر گز نہ کھینچا
ہذا المسمی بفعل الخیر نافلة	دون الانام و ہذا صاحب الفار
یہ لوگوں میں اچھے کام کرنے والے تھے	اور وہ غار کے ساتھی کہلاتے

عثمان کی نسل باقی ہو، اور مالک کی نسل مٹیں گی۔

عمر و حلیہ انکی عمر اور حلیہ میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ ابوالیقظان کا بیان ہے کہ قتل کے وقت انکی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ وادی کا قول ہے کہ چوسٹھ برس کی عمر تھی جادی لاؤں سلمہ میں مقتول ہوئے۔ خود انکے بعض اولاد کا بیان ہے کہ باسٹھ برس کی عمر تھی۔ ہبطرح انکے حلیہ میں بعضوں کا بیان ہے کہ گندم رنگ اور بہت بال والے تھے، وہ بال نہ تو زیادہ گھونگر والے تھے اور نہ بالکن سیدھے تھے۔ خوبصورت، باریکٹالے تھے۔ چلنے میں بہت تیزی کرتے تھے۔ بال کا خضاب نہیں کیا کرتے تھے۔ ابو موسیٰ بن طلحہ کا قول ہے کہ سفید سرخی مائل۔ میانہ قد تھے جو نائے پن کے طرت مائل تھا سینے کے فراخ، مونڈھوں کے چوڑے تھے۔ جب

کیسٹروں دیکھتے تھے تو پورے طور سے دیکھتے تھے۔ قدموں کے بھاری تھے انہیں باریکی نہیں تھی۔ اور جب کسی کے قدموں میں باریکی نہ ہو تو اسکو داندج، کہتے ہیں فضل بن دکن قیس بن زبج سے روایت کرتے ہیں وہ عمران بن موسیٰ بن طلحہ سے، وہ اپنے باپ سے کہ طلحہ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی اس میں سرخ باقوت کانگ تھا۔ انکی آمدنی روزانہ پورے ہزار درہم تھی۔

اولاد دس لڑکے اور چار لڑکیاں مختلف بیبیوں سے تھیں منجملہ انکے محمد بن طلحہ ہے محمد بنت حبش کے بطن سے اور اسکی ماں اُمیہ بنت عبدالمطلب تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچو سچی تھیں۔ یہ عابد تھے، انکو لوگ مدسجا، (بہت سجدہ کرنے والا) کہتے تھے۔ ابوالقاسم کنیت کیا کرتے تھے۔ جل کے واقعہ میں حاضر تھے۔ علیؓ کو اس اونٹ کے مارنے سے منع کیا، اور کہا دیکھو اپنے کو بڑی ٹوپی والے اونٹ سے بچاؤ، اسی اثنا میں کسی نے انکو قتل کر دیا اور یہ شہا پرچ

واشت قوام بایاست رب	قلیل الاذی فیاتری العین مسلم
برگندہ حال کلام اللہ کے ساتھ قیام کرنا	لوگوں کو بھلیفین بنانا دیکھو میں تمکا مسلمان
اکنہ بالرح حصنہ قیصر	فخر قتیلہ للیدین و للغم

میں اپنے بزرے کو اسکو بہن کے دونوں پہلوؤں میں مارا تو وہ مردہ منہ کے بل گر پڑا

علی غیر شئی غیر ان یس تابعا	علیا ومن لا یتبع الحق یظلم
یہ ساتھ غلام تصوا انکو غلام کیا، اگر ان کی تلخ تھی	اور جو حق کا تابع نہیں وہ ظالم ہے
یانا شدنی حسم الرح شاجر	قبلا تلاحم قبل التقدم
جنت بزرگ کو کیا جو دست بھونکے تھے اور نہ	پیش قدمی کرنا پہلے اسو مجھے کیون نہیں کیا

محمد بن طلحہ کا بیٹا ابراہیم تھا۔ انکے سر کا اگلا حصہ بالوں سے صاف تھا۔ لنگڑے اور سردار تھے حجاز کے شیر کھاتے تھے۔ عبد اللہ بن زبیر نے انکو کوفہ کا تحصیلدار مقرر کیا تھا۔ انہوں نے مکہ میں، احرام کی حالت میں وفات پائی۔ ابراہیم کے بیٹے عمران اور یعقوب تھے۔ ان دونوں کی ماں اسماعیل بن طلحہ کی بیٹی تھی، اور اسکی ماں لمبا بہ بنت عبد اللہ بن عباس تھی۔ عمران کا بیٹا

محمد بن عمران تھا، جو ابو جعفر کے زمانے میں مدینہ کا قاضی تھا اور بخیل تھا جب لوگوں نے بحالت کے بارے انکو بڑا بھلا کہا تو انھوں نے کہا انی لا اجد عن اسحق ولا اذوب نے الباطل اور منجملہ اولاد طلحہ کے عمران بن طلحہ ہے، اسکی ماں حمہ تھی، اسکے عقد میں ام کلثوم بنت فضل بن عباس تھی اسکی نسل نہیں رہی۔ اور منجملہ انکے عیسیٰ بن طلحہ ہے، یہ بخیل اور حابہ تھے۔ یہ عمر بن عبدالرحمن بن حوٹ کے ساتھ عبدالملک بن مروان کے پاس بھیجے گئے تھے۔ اُس سے حجاج کی موقوفی کی نسبت گفتگو کی بیانتک کہ حجاج حجاز سے موقوف کیا گیا عمر بن عبدالعزیز کے خلاف میں انھوں نے وفات پائی۔ انکی اولاد باقی ہے۔ اور منجملہ انکے یحییٰ بن طلحہ ہے۔ یہ طلحہ کی تمام اولاد سے بہتر تھی۔ انکے بیٹے اسحق بن یحییٰ سے لوگ فقہ روایت کرتے ہیں اسحق کی ماں ام یاس بنت ابی موسیٰ اشعری تھی۔ اور منجملہ اُسکے اسمعیل بن طلحہ ہے یہ سردار تھے۔ انکی کے عقد میں لبا بنت عبداللہ بن عباس تھیں۔ اور منجملہ اُن کے اسحق بن طلحہ ہے۔ معاویہ نے انھیں اور سعید بن عثمان کو خراسان کا حاکم مقرر کیا تھا اتنی میں وفات پائی۔ انکی اولاد بہت ہے اور منجملہ انکے یعقوب بن طلحہ ہے۔ ”حرۃ“ کے لڑائی میں قتل ہوئے۔ انکی نسل باقی ہے منجملہ انکے ابو یعرب ہے جو ابو جعفر کے طرف سے بحرین کا حاکم تھا۔ اور منجملہ انکے موسیٰ بن طلحہ ہے یہ بھی طلحہ کے تمام اولاد سے اچھے تھے۔ ذی مرتبہ اور ذی ثور تھے۔ کوفہ میں سلاطین میں قضا کی۔ ابو عیسیٰ اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ اپنے دانتوں کو سونے کے تار سے باندھا کرتے تھے اور سیاہ خضاب استعمال کرتے تھے۔ انکے بیٹے محمد بن موسیٰ کی ماں عبدالرحمن بن ابوبکر بن یحییٰ تھیں۔ اسکو عبدالملک بن مروان نے شبیب کے مقابلہ میں بھیجا تھا اُس نے انکو قتل کیا اور انکے بیٹے عمران بن موسیٰ کی ماں لونڈی تھی۔ اور یہ بھی تھے انکی نسل باقی ہے۔ اور منجملہ انکے زکریا بن طلحہ ہے۔ اسکی ماں ام کلثوم بنت ابی بکر بن یحییٰ اور سگی بہن عائشہ بنت طلحہ تھی۔ یہ سخی تھے انکی نسل باقی ہے۔ اور منجملہ انکے صالح بن طلحہ ہے۔ انکی ماں تغلیبہ ہے۔ اور طلحہ کی لڑکیوں سے ام اسحق بنت طلحہ ہے۔ حسن بن علی کے عقد میں تھیں جن سے طلحہ بن حسن پیدا ہوئے اور لوگوں ہی میں وفات پائی۔ اسکے بعد انے حسین بن علی نے عقد کیا، اور اُسے فاطمہ بنت حسین پیدا ہوئیں اور

عبداللہ بن حسین کی ان میں۔ اسکے بعد اسے عبداللہ بن محمد بن ابی عقیق نے نکاح کیا اور امیر لڑکی پیدا ہوئی۔ اور طلحہ کی بیٹیوں سے عائشہ بنت طلحہ ہے۔ عبداللہ بن عبد الرحمن بن ابوبکر نے اسے عقد کیا تھا اور انکے بعد مصعب بن زبیر نے اور ایک لاکھ درہم انکو دیا۔ انس بن زبیر نے اسی کے بارے میں اپنے بھائی سے کہا ہے۔

البلخ امیر المؤمنین رسالۃ	من ناصح ملک لا یرید خدا
امیر المؤمنین کو ایک پیغام	ایسے ناصح کی طرح نہ پہنچا دو جو کادینا نہیں چاہتا
بغض الفتاہ بالغ الف کمال	وتمیث سادات الجیوش جیاہا
عورت کی شرمگاہ پورے لاکھ بی خریدی جائے	اور سرداران لشکر بھوکے بسر کریں
لولا ابو حفص اقول مقاسلے	واقص شان حدیثیم لارتما عا

ابو حفص سے عمر بن خطاب مراد ہیں۔ جب مصعب قتل ہوئے تو عصر بن عبد اللہ بن عمر تمیمی نے عقد کیا، مگر عبداللہ بن عبد الرحمن کے سوا اور کسی کی اس سے اولاد نہیں ہوئی۔ اور طلحہ کی بیٹیوں میں مصعب ایک لونڈی سے اور مزعم دوسری لونڈی سے ہے۔

طلحہ کے غلام انکے موالی سے مسلم بن یسار تھے۔ یہ اپنے زمانے میں بھون سے افضل تھے جب یہ زیادہ غصہ ہوتے تو کتے فسق بینی و بینک جب یہ کتے تو لوگ سمجھ جاتے کہ اب اسکے بعد کچھ کتنے کی ضرورت نہیں۔ انکا بیان تھا کہ جب ہم اپنے واسطے ہاتھ سے کتاب لینے کا قصد رکھتے ہیں اسوقت اس سے اپنی شرمگاہ کو چھونا بڑا سمجھتے ہیں۔ ایک دفعہ یہ کسی مسجد میں گئے اسوقت مؤذن نے اذان دی، یہ وہاں سے واپس چلے گئے۔ مؤذن نے دریافت کیا کہ کس نے آپ کو واپس کر دیا۔ انھوں نے کہا تو نے۔ یہ کسی چیز کو لعنت نہیں کرتے تھے۔ جب جو پائے پر غصہ ہوتے تو کتے مار ڈالنے والا ہر تو نے کھایا جو ہر ہستہ ہر ہستہ میں انھوں نے فغاکی۔ انکا بیٹا عبداللہ بن مسلم بن یسار ہے۔ اس سے لوگ روایت کرتے ہیں اور موالی طلحہ سے ابونعیم فضل بن دکین بن حماد محدث تھے۔ ثوری اور اعمش سے حدیث روایت

کرتے ہیں۔ کوفہ میں سلسلہ حمین وفات پائی۔ اور حمید طویل طلحہ الطلیحات خزاعی کے غلام تھے نہ طلحہ بن عبید اللہ تمیمی کے۔

### عبدالرحمن بن عوف کے حالات

نسب عبدالرحمن بن عوف بن عبدعوف بن عبدالحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔ جاہلیت کے زمانے میں ان کا نام عبدالحارث تھا اور بعضوں کا بیان ہے کہ عبدعمر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن رکھا۔ انکے باپ عوف جاہلیت کے زمانے میں غمیصاء میں قتل ہوئے تھے۔ جذیمہ کی اولاد نے قتل کیا تھا۔ انکی ماں کا نام شفاء تھا اور وہ بھی زہرہ ہے۔ عبدالرحمن کے کئی بھائی تھے۔ ایک عبداللہ بن عوف سرداران قریش سے تھے۔ اور انکے بیٹے طلحہ بن عبداللہ بن عوف کی اولاد مدینہ میں ہے۔ دوسرا سود بن عوف ہے صحابی تھے۔ عمر بن خطاب نے انکو مکہ میں شراب پینے ہوئے پایا تھا، جبکہ وجہ سے حداری بھی جل کے لڑائی میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شریک تھے اور اسے قتل ہوئے۔ انکی نسل باقی ہے۔

عبدالرحمن اپنی کنیت ابو محمد کیا کرتے تھے۔ یہ بھی ان دسویں میں ہیں جنکو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ مجلس شوری کے چھ ممبروں سے ایک یہ بھی ہیں۔ انکے بدن میں تل کے داغ تھے۔ واقعہ کا بیان ہے کہ عبدالرحمن سال فیل کے دس برس بعد پیدا ہوئے تھے اور سلسلہ حمین انھوں نے وفات پائی۔ عمر پچھتر برس کی تھی۔ ابوالیقظان کا بیان ہے کہ عثمانؓ کے خلافت میں انتقال کیا۔ اور انکا ترکہ سوا حصوں پر تقسیم ہوا۔ اور ہر ایک لڑکی کا حصہ اتنی ہزار درہم ہوا۔ انھوں نے ایک دن عقیق غلام آزاد کیے تھے۔ انھوں نے وصیت کی تھی کہ جنازہ کی نماز عثمان بن عفان پڑھائیں۔

حلیہ واقعہ کا بیان یہ ہے کہ لمبے، خوبصورت، نرم بدن، کوزہ پشت، سفید سرخی مائل تھے۔ بالوں کا خضاب نہیں کرتے تھے۔ سہیل بنت عاصم بن عدی کا بیان ہے کہ انکی آنکھیں



اور ناک بڑی تھیں اور سامنے والے اوپر کے دونوں دانت لمبے تھے جبکی وجہ سے کبھی انکے ہونٹ زخمی ہو جا کر رتے تھے۔ انکے سر کے بال کانون سے نیچے اور اُنسے پٹھے ہوئے تھے۔ انکے منہ کے دیکھے ہوئے معلوم ہوتا تھا کہ اُسین پانی کا جاب ہو۔ انکا پیر بھاری لمبہ گلیان مولیٰ تھیں۔

اولاد انکی اولاد محمد، ابراہیم، حمید، زید، ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کے بطن سے، ابوسلمہ، تماضر بنت اصغیٰ کلیبی کے بطن سے، مصعب ایک یمنی عورت سے، سہیل، ایک دوسری یمنی عورت سے، عثمان سواد اور عمرو وغیرہ اور چند لڑکیاں۔

محمد بن عبد الرحمن بہت غیرت دار تھے، انکا لڑکا عبدلوا حد ہو اور اسکی نسل باقی ہو۔ ابراہیم بن عبد الرحمن قوم کا سردار اور نانا تھا، اسنے شکینہ بنت حسین سے عقد کیا تھا، اگرچہ نہ ہوا شرم راضی نہ ہوئے اس وجہ سے اُسنے خلع کر لیا۔ ابواسحق اپنی کنیت کیا کرتے تھے، ششہ دین اسنے وفات پائی، عمر پچھتر برس کی تھی۔ انکا بیٹا سعد بن ابراہیم تھا جسکی ماں سعد بن ابی وقاص کی بیٹی تھی۔ یہ ہشام کے زمانے میں مدینہ کے قاضی تھے۔ اسکی نسل باقی ہے۔ اسی کے بارے میں موسیٰ نے یہ شعر کہا ہو۔

یقیناً اس فحشہ و اذہ	مثل ما یتقون بول الحمار
یہ لوگ ایک فحش درختوں کے بطور بچے ہیں	جس طرح گدھے کے پیٹاب سے

لا یفرک سجدۃ بن عیینہ عذارے و منها فرارے

انکے دونوں آنکھوں کے درمیان سجدہ کا نشان دیکھ کر دھوکا کھائے ہیں بچہ اور بھاگو

بعضوں کا بیان ہے کہ ایک شخص انکے بیان آیا اسکو انھوں نے درے مارے، اسنے دریافت کیا کہ مجھے کیوں درے مارے انھوں نے کہا بد صورتی کے وجہ سے۔ اسپر کسی نے مدینہ میں یہ شعر کہا تھا۔

جسد الحاکم سعد بن سلیم نے السما جتہ

بد صورتی کے وجہ سے سعد بن ابی سلیم نے درہ لگا

فتیختہ اللہ سعد	من امیر کم کل حاجہ
خدا نے تمھارے امیر سے سعد کی	تمام حاجتیں پوری کر دیں



ایما المکمل الشریا سہیل :	عمرک اشترکیت یلتقیان
اے سہیل شریا سے نکاح کرنے دے	خدا تیری عمر دے گا اگر تیرے دونوں کیونکر مل سکے تو
ہی شامیہ اذا الاستقلت	وسہیل اذا استقل یسانے
ٹریا کا مستقل مقام شام ہے	اور سہیل کا مستقل مقام یمن ہے

سہیل کی اولاد مدینہ میں ہو۔ منجملہ انکے حقیر بن سہیل جو، یہ شریابی تھا، اسی کے بارے میں کسی شاعر نے لکھا ہے

اذا انت نامت العیر وذا الندی      جبیر و عاطیت الزجا جہ خالد  
جب تیرا عیر کا معاشقہ اور انکی مجلس دالون کا      جو جبیر ہے اور جب خالد کو تو شیشہ دے

جبیر امین کا بیٹا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کی دانی کھلائی تھی۔ اور خالد ابو ایوب انصاری کا بیٹا تھا۔ عمر بن عبد الرحمن قریش کے چالا کون سے تھے۔ انھوں نے بھی حجاز کے مدینہ سے موقوف کرنے کے بارے میں گفتگو کی تھی، یہاں تک کہ عبد اللہ نے اسکو موقوف کر دیا۔ انہی کے اولاد سے محمد بن عبدالعزیز بن جو ابو جعفر کے زمانے میں مدینہ کے قاضی تھے۔ انکی نسل باقی ہے۔ زید بن عبدالرحمن کی نسل نہیں رہی۔ مسور بن عبدالرحمن درجہ ۱۱ کے واقعہ میں مقتول ہوئے۔ عثمان بن عبدالرحمن کی اولاد بصرہ میں ہے۔

### سعد بن ابی وقاص کے حالات

نسب سعد بن مالک بن اسیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہو۔ اپنی کنیت ابو اسحق کیا کرتے تھے۔ اعلیٰ مان حنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن۔ انکے دو بھائی اور تھے۔ ایک کا نام عتبہ تھا اور دوسرے کا عکرمہ عتبہ کا بیٹا ہاشم بن عتبہ تھا اور کانعا اور علی کے ساتھ صفین کی لڑائی میں شریک تھا۔ ٹہما اور تھا اسی قول پر۔

اور یمنی بنی اہل محلہ قد عالج الحیاة حتم لا لادان یغل او یغلا

نے اپنی اہل کو موت نہ مرتبہ چاہا اور زندگی کیلئے پوری کوشش کی کہ نہ کامیاب نہ ہو بلکہ جینے میں جو کوئی جتن بھی نہ کرے بلکہ اس سے پہلے ہی

عمیرہ کی لڑائی میں شہید ہوے۔

یہ اُن دس لوگوں میں سے ہیں جنکو جنت کی خوشخبری دی گئی تھی۔ اور مجلس شوری کے ممبروں سے ہیں۔ یہ بڑے تیر انداز تھے۔ انکے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاکی تھی اور فرمایا تھا "وہ اسکی دعا قبول کرے" اسکے تیر کا نشانہ ٹھیک فرما، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے باپ اور ان دونوں کو انکے لیے حج کیا تھا اور فرمایا تھا "تیر بھیک میرے باپ اور ان تیر فدا ہوں" آپ نے فرمایا تھا "وہ میرے امون میں کوئی ایسا مومن نے تو آئے؟" عمر بن خطابؓ انکو کوفہ کا حاکم بنایا تھا وہ قادیسیہ کے لڑائی میں سالار لشکر تھے، اگرچہ نک زخمی تھے اس لیے لڑائی میں شریک نہ ہو سکے اور دوسرے کو اپنا جانشین بنا کر بھیج دیا تھا۔ اور قادیسیہ فتح ہو گیا۔ اسی بارے میں بحیلہ کے ایک شخص نے کہا کہ

الم تر ان اللہ اظہر دینہ	و سعد باب القادیسیہ
تھے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی دین کو غالب کیا	بجائیکہ سعد موت قادیسیہ کے روزہ پر بخود طعن ہو گئے
فاما وقد ایت نسا رکشیرة	ونسوة مع لیس منہن اہم
ہیں لوٹے ہم اور بہت عورتیں انہ ہو گئیں	حالانکہ سعد کی کوئی عورت راند نہیں ہوئی

اور سعد نے اسکے لیے بد دعا کی اور کہا دای اللہ اسکے ہاتھ اور زبان کے لیے تو کافی ہو، اس شخص کو اس بد دعا کے اثر سے ایک تیر لگا جسکی وجہ سے وہ گونگا ہو گیا اور اسکا ہاتھ سوکھ گیا۔ اسکے بعد کوفہ والوں نے حضرت عمرؓ سے انکی شکایت کی، اس وجہ سے وہ معزول کر دیے گئے انکے بعد کوفہ کے حاکم عثمان ہوئے اور وہ بھی موقوف کیے گئے۔ بعد ازاں ولید بن عقبہ ہوئے۔ جب یہ کوفہ آئے تو انے سعد نے دریافت کیا کہ وہ اسی ابو وہب کیا تم میری نصیحت میں حقلند ہو گئے؟ یا ہم تمھاری نصیحت میں بیوقوف ہو گئے؟ تو ولید نے کہا کہ در نہ ہم حقلند ہوئے ہیں اور ہم بیوقوف ہوئے، لیکن بات یہ ہے کہ قوم نے مجھے پسند کیا ہو، اسکے بعد اور کچھ باتیں ہوئیں سعد نے اپنے محل میں جو مدینہ سے دس میل کے فاصلہ پر مقام حقیق میں واقع تھا قضا کی، اور لوگوں کے کندھوں پر اٹھا کر مدینہ لائے گئے۔ انکی وفات شہدہ میں ہوئی۔ عشرہ مبشرہ میں انھوں نے سب سے پہلے وفات پائی۔ انکے جنازہ کی نماز مروان بن حکم نے پڑھائی جو اس وقت مدینہ کے

طرف سے مدینہ کا حاکم تھا۔ انکی عمر کچھ اوپر انتی برس تھی یا کچھ اوپر نثر برس۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہم انیس برس کے بن میں مسلمان ہوئے تھے۔

حلیہ و اقدی کا قول ہے کہ انکی بی بی عائشہ کا بیان ہے کہ میرے باپ اور پر کے دھڑ سے نائے اموٹے، بڑے سروالے اور سخت انگلیوں والے تھے۔ حامر بن سعد کا بیان ہے کہ سعد کے بال گھونگھدار تھے۔ انکے بدن میں بہت بال تھے گندم رنگ اور لمبے تھے۔ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔  
اولاد انکی اولاد عمر، محمد، عامر، موسیٰ، مصعب اور عائشہ وغیرہم ہیں۔ عمر بن سعد حسین بن علیؑ کا قاتل ہے۔ حبید اللہ بن زیاد نے اسکو انکے مقابلہ کے لیے بھیجا تھا۔ جب مختار کا زمانہ ہوا تو اسنے بجلہ کے غلام ابو عمرہ کو عمر بن سعد کے مقابلہ کے لیے بھیجا، اسنے جا کر اسکو قتل کیا اور اسکا سر مختار کے پاس لے آیا۔ جب قت مختار کے پاس اسکا سر آیا تھا اسوقت اسکا بیٹا حفص بن عمر بن سعد بھی موجود تھا، مختار نے اس سے دریافت کیا کہ یہ کس کا سر ہے؟ اسنے کہا ابو حفص کا۔ مختار نے حکم دیا کہ حفص کے سر کو ابو حفص کے سر سے ملا دو، چنانچہ وہ بھی مقتول ہوا۔ عمر کی نسل کو فہم ہیں ہے۔ محمد بن سعد نے ابن اشث کے ساتھ خروج کیا تھا، اس بنا پر حجاج نے اسکو قید کر کے قتل کر دیا۔ بیٹا اسمعیل بن محمد بن سعد قریش کے فقیہوں اور ذی مرتبہ شخصوں سے تھا، حامر بن سعد سے لوگ حدیث روایت کرتے تھے۔ سلمہ بن اسحاق کا انتقال کیا۔ مصعب بن سعد کے حالات میں لوگوں نے ذکر کیا کہ یہ جب اپنے باپ کے مرنے کے وقت رونے لگے تو انھوں نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو، میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے خداوند تعالیٰ عذاب نہیں کرے گا۔ مصعب کا انتقال سلمہ میں ہوا۔ موسیٰ بن سعد کی اولاد باقی ہے، مملو انکے بنیاد بن موسیٰ ہے۔

### سعید بن زید کے حالات

نسب سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن قرط بن رباح بن عبد اللہ بن رزاح بن عدی بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔ عمر بن خطابؓ انکے باپ کے چچے ہوتے تھے۔ نفیل کے دو بیٹے تھے ایک عمرو بن نفیل و دوسرا خطاب بن نفیل۔

یہ اُن دس لوگوں میں سے ہیں جنکو جنت کی خوشخبری دی گئی تھی۔ اور مجلس شوریٰ کے ممبران سے ہیں۔ یہ بڑے تیر انداز تھے۔ انکے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاکلی تھی اور فرمایا تھا کہ اسے اللہ اسکی دعا قبول کرے، اسکے تیر کا نشانہ ٹھیک فرما، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے باپ اور ان دونوں کو انکے لیے جمع کیا تھا اور فرمایا تھا تیر بھیک میرے باپ اور ان تیر فدا ہوں، اللہ آپ نے فرمایا تھا یہ میرے مومن ہیں کوئی ایسا مومن نے تو آئے، عمر بن خطابؓ انکو کوفہ کا حاکم بنایا تھا یہ دقا دسیہ کے لڑائی میں سالار لشکر تھے، مگر چونکہ زخمی تھے اس لیے لڑائی میں شریک نہ ہو سکے اور درمے کو اپنا جانشین بنا کر بھیج دیا تھا۔ اور قادیسیہ فتح ہو گیا۔ اسی بارے میں بجلہ کے ایک شخص نے کہا کہ

و سعد باب القادیسیہ معصم  
بحالیکہ سعد موت قادیسیہ دروازہ بخود بھیجیں  
ونسوة معدلیس منہن اہم  
حالانکہ سعد کی کوئی عورت راہ نہیں ہوئی

الم تر ان اللہ اظہر دینہ  
تخفی نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی دین غالب کیا  
فاما وقد ایت نسا و کثیرة  
ہیں بوٹے ہم اور بہت عورتیں اندھ ہو گئیں

اور سعد نے اسکے لیے بد دعا کی اور کہا اے اللہ اسکے ہاتھ اور زبان کے لیے تو کافی ہو، اس شخص کو اس بد دعا کے اثر سے ایک تیر لگا جسکی وجہ سے وہ گونگا ہو گیا اور اسکا ہاتھ سوکھ گیا۔ اسکے بعد کوفہ والوں نے حضرت عمرؓ سے انکی شکایت کی، اس وجہ سے وہ معزول کر دیے گئے، انکے بعد کوفہ کے حاکم عثمان ہوئے اور وہ بھی موقوف کیے گئے۔ بعد ازاں ولید بن حنظلہ ہوئے۔ جب یہ کوفہ آئے تو انے سعد نے دریافت کیا کہ وہ ای ابو وہب کیا تم میری فیبت میں حقلند ہو گئے؟ یا تم تمھاری فیبت میں بیوقوف ہو گئے؟ تو ولید نے کہا کہ در نہ ہم حقلند ہوئے ہیں اور ہم بیوقوف ہوئے، لیکن بات یہ ہے کہ قوم نے مجھے پسند کیا ہے، اسکے بعد اور کچھ باتیں ہوئیں۔ سعد نے اپنے محل میں جو دین سے دس ہیل کے فاصلہ پر مقام عقیق میں واقع تھا قضا کی، اور لوگوں کے کندھوں پر اٹھا کر مدینہ لائے گئے۔ انکی وفات شہنہ میں ہوئی۔ عشرہٴ مبشرہ میں انھوں نے سب سے بچھے وفات پائی۔ انکے جنازہ کی نماز مردان بن حکم نے پڑھائی جو اس وقت معاویہ کے

طرف سے مدینہ کا حاکم تھا۔ انکی عمر کچھ اوپر انتی برس تھی یا کچھ اوپر نثر برس۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہم انیس برس کے بن میں مسلمان ہوئے تھے۔

حلیہ و اتدی کا قول ہو کہ انکی بیٹی عائشہ کا بیان ہو کہ میرے باپ اوپر کے دھڑ سے ناٹے، موٹے، بڑے سروالے اور سخت انگلیوں والے تھے۔ حامر بن سعد کا بیان ہو کہ سعد کے بال گھونگھڑا رہتے۔ انکے بدن میں بہت بال تھے گندم رنگ اور لمبے تھے۔ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔  
اولاد انکی اولاد عمر، محمد، عامر، موسیٰ، مصعب اور عائشہ وغیرہم ہیں۔ حمز بن محمد بن علی کا قاتل ہو۔ حبیبہ اشتر بن زیاد نے اسکو انکے مقابلہ کے لیے بھیجا تھا۔ جب مختار کا زمانہ ہوا تو اسنے بجیلہ کے غلام ابو عمرہ کو عمر بن سعد کے مقابلہ کے لیے بھیجا، اسنے جا کر اسکو قتل کیا اور اسکا سر مختار کے پاس لے آیا۔ جب قت مختار کے پاس اسکا سر آیا تھا اسوقت اسکا بیٹا حفص بن عمر بن سعد بھی موجود تھا، مختار نے اسکو دریافت کیا کہ یہ کس کا سر ہو؟ اسنے کہا ابو حفص کا۔ مختار نے حکم دیا کہ حفص کے سر کو ابو حفص کے سر سے ملا دو، چنانچہ وہ بھی مقتول ہوا۔ عمر کی نسل کو ذہین ہو۔ محمد بن سعد نے ابن اشعث کے ساتھ خروج کیا تھا، اس بنا پر حجاج نے اسکو قید کر کے قتل کر دیا۔ بیٹا اسمعیل بن محمد بن سعد قریش کے فقیہوں اور ذی مرتبہ شخصوں سے تھا، حامر بن سعد سے لوگ حدیث روایت کرتے تھے۔ سلمہ بن امیہ بن ابی اسحاق نے اسکا انتقال کیا۔ مصعب بن سعد کے حالات میں لوگوں نے ذکر کیا کہ یہ جب اپنے باپ کے مرنے کے وقت رونے لگے تو انھوں نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو، میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے خداوند تعالیٰ عذاب نہیں کرے گا۔ مصعب کا انتقال سلمہ بن امیہ ہوا۔ موسیٰ بن سعد کی اولاد باقی ہے، بنو امیہ بن موسیٰ ہے۔

### سعید بن زید کے حالات

نسب سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن قرط بن رباح بن عبد افھر بن رباح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔ عمر بن خطاب انکے باپ کے بھتیجے ہوتے تھے۔ نفیل کے دو بیٹے تھے ایک عمرو بن نفیل دوسرا خطاب بن نفیل۔

خطاب کی ماں قبیلہ فہم سے تھی، عمرو نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اُس سے نکاح کر لیا تھا۔ اور اُسی سے  
 سکابیا زید بن عمرو۔ زید بنون کی عبادت سے بیزار ہو کر کسی دین کے طلب میں رہا کرتے تھے یہاں تک  
 کہ انکی ملاقات درجزیرہ میں ایک شخص سے ہوئی، اسنے اسے دین ابراہیم کی بہت تعریف کی اور کہا کہ  
 تم اپنے وطن کو لوٹ جاؤ کیونکہ نبی کے ظاہر ہونے کا نذر قریب ہے اور جب وہ ظاہر ہوں تو تم اُن کی  
 تابعداری کرنا، زید وہاں سے آکر انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اپنے  
 بیان کیا کہ میں واپس تو چلا آیا مگر یہاں کچھ بھی نہیں دیکھتا ہوں۔ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 مبعوث ہونے سے پہلے کا ہے۔ پھر وہ وہاں سے شام آئے وہاں کسی عیسائی نے انکو قتل کر دیا۔ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی شان میں فرمایا ہوا نہ یبعث امتہ و حدۃ۔ یعنی قیامت کے دن اکیلے  
 ایک امت ہونگے۔ انہی کے شان میں ورقہ بن نوفل نے کہا ہے۔

رشدت و انعت ابن عمرو و انما تجنبت تنورا من النار حامیا  
 تمہارے لئے راہ راست پائی اور انعام حاصل کیا ہے ابن عمر اور بچک تم تنور کی آگ (جہنم) سے محفوظ رہو

اور زید بن عمرو نے خود کہا ہے۔

اسلمت و ہی لمن اسلمت له المزن تحمل عذابا دلالا

میں نے اپنے منہ کو اس شخص کی طرف متوجہ کیا ہے، جسکی مزن بڑے بھاری ہے پانی کو اٹھا کر پوچھتا ہے کہ تیرا کیا ہے؟

زید کی اولاد سعید اور عاتکہ تھی۔ عاتکہ عبد اللہ بن ابی بکر کے عقد میں تھیں۔ انکے بعد عمر  
 بن خطاب کے عقد میں رہیں، اور انکے بعد زبیر کے عقد میں۔

سعید بن زید اپنی کنیت ابوالاعور کیا کرتے تھے۔ مہاجرین اولین سے تھے۔ عمر رض کے بعد یمن  
 لائے تھے۔ اُن دس شخصوں سے یمن جنگ و جنت کی بشارت دی گئی تھی۔ معاویہ کی خلافت تک زندہ  
 رہے۔ انکی نسل کو فہم بہت ہے۔ انکی ایک بیٹی حسن بن حسن بن علی کے نکاح میں تھی اور ایک بیٹی  
 منذر بن زبیر کے عقد میں اور ایک بیٹی عاصم بن منذر کے عقد میں۔ انہی کے اولاد میں محمد بن حمید و اشتر  
 بن سعید جو شاعر تھے اور جنھوں نے یزید کے شان میں حرہ کے دن یہ شعر کہا تھا۔





له  
قوله ليست  
في ستمك  
كافي الملائكة  
لكعبه العظمى  
شرفها لله تعالى

اهلاً بضيحك يا سعاد ومرحبا جئنا اليك ما سمحت بنظرة اهل المكارم دينهم ان يكرموا وصل وصدر رافعة وقساوة خلف المواعيد شيمته مذكورة او تشمين وانت من بيت العلا مصباح بيتك كان نور مروءة اتحفيت جوهر عجبني فتقبل صرفت عيوني درها وعقيقها قد ارجفت السفهاء في واكثروا ليس المشوق من السلافة فمبزي ان الزمان لم يظلم متعكدر لا تطلبين من الكواكب حاجة دور النجوم ثبينة لهنها عري الا راسل خالعة صمدية اهل القناعة ما اقل كفافهم ازاد افني في الصباية عمر	هو عندنا احلى من الانصاف شئخ البخيل قيامته الاضياف ضيفا فكيف رضيت بالاختلاف ما المبتغى من هذه الاوصاف اياك يا سلعى من الاخلاف عاد عليك شمائل الاجلاف او تطفئين لواضع الاسلاف ومن الوداد تجشم الاتحاف ما سنن قط نهاية الاسراف لله لا تصنع لكل جزاف نقد الدراهم عمدة الصراف الله يخطينا بوقت صاف ما في السماء طبيعة الاسعاف لم تنفصل عن هذه الاصداغ محفوظة عن خيفة الاثلاف للبيت في سنة كساء كافي رجواه من مولاه اجروا في
--	---

### وقال متغزلًا

لقد طال اشجائي بطول مطالك ولو انصيف الدهر انصيف على النوى وما ابتغى والله مالا ودولة	فقطعا على المملوك يا ابنة ملك لقد زعم الهجر قد روصالك ولاك رجائي نظرة من نوالك
--	--

هبي لي من عين العناية نظرة  
 علام أبك المشتكى ان نسيته  
 اداني بريئا عن صدور خطيئة  
 اتفقتني عن رحبة الدار جنة  
 وكنت هلالا شمرا بدرت فانهض  
 عتيت وذتنا منك اي خلاوة  
 مرضك ولا اخشى على منية  
 اري البدر في اوج الدلال لعله  
 نزلت بالحق الغريزي لا يما  
 ذوابك الطوي سواد مفصل  
 ولما شمت العطر في سنة الكرى  
 سمجوع الحصى ان الزمان فراحبه  
 ولا نفع في شكواك عنه الى متى  
 ايا بسطة الطرفاء شيبني اسى  
 ويا قاعة الوعساء هجره مؤلم  
 سحابة رضوى انت ذات مروة  
 وفي كبدى نار الا وام ذكيرة  
 اسير الهوى انا ذريد غرامه

وشجتي وقال المستعان بهالك  
 ومن انا حتى اخطرت بهالك  
 في انت قولى ما وجوه ملالك  
 تضررك بين الناس شهوة ذلك  
 لتكميل نقصا في بحق كمالك  
 جمال وايم الله خلف جلالك  
 اروم من المئتان صحة حالك  
 الى الان مالا في بديع جمالك  
 يكون غريبا وهو حسن دلالك  
 لحسنك والجمال نقطة خالك  
 تحملت ودليل طيف خيالك  
 حريص على ايقاعنا في المهالك  
 تضعين نقد الوقت في غصن ضالك  
 فحسن سوادى زائل كظلالك  
 تنفرت على النوم مثل غزالك  
 وفيضك سار في جميع الممالك  
 متى يرتوى الصادى بفيض زالك  
 تحشى بعون الله خير المسالك

لعل الشك  
 صدق

لعل  
 ان الكمال  
 على غري  
 وما ليس  
 الحظوظ غري  
 فالت غفقت  
 بالجل الغري  
 عن الحلى غري  
 وهو غري  
 حسن غري

### وقال متغزلا

اجيرتنا على العهد القديم  
 بشير صاحب الفيض العليم

ايد ثوبا عطر التميم  
 يقول الناس انك في البرايا

وَعَظَّمَنِي بِشَيْءٍ مِنْ شَمِيمٍ  
فَلَمَّنَا إِلَى الْهَبْرِ الْإِلِيمِ  
وَسَلَّمَنِي فِي دِيَارِ بَنِي تَمِيمٍ  
مَشْنُوبًا بِالْأَدَجِيِّ مِثْلَ الْبَرِيمِ  
لَقَدْ رُزِقُوا بِأَصْنَافِ النِّعَمِ  
وَهَذَا عَكْسُ أَصْحَابِ الرُّوْتَمِ  
سَقَامُ الْعَبْدِ بِاللَّحْظِ السَّقِيمِ  
وَحَقٌّ لِلْغَرِيبِ عَلَى الْمُقِيمِ  
أَلَامُ أَزْوَاجٍ دَانِ الْحَرِيمِ  
غَرِيبٌ جَاءَ بِالْقَلْبِ السَّلِيمِ  
وَمَا أَرَانِي جَنَابَكَ إِلَّا تَنِيمِ  
وَأَمَلْتُ النُّوَالَ مِنَ اللَّسِيمِ  
وَلَا أَنْتَ أَجْرُ فِي شَكْلِ الْعَقِيمِ  
وَلَا يَهْنَأُ لَهُ جُودُ الْكَرِيمِ  
بَغِيرِ الْمَاءِ فِي الصَّيْفِ الضَّمِيمِ  
بَغِيْثِ هَاطِلِ مَحْيِ الرَّمِيمِ  
يَلُوحُ عَلَى السَّمَاءِ مَعَ النُّجُومِ  
فَيَجْعَلُهُنَّ فِي حَكْمِ الْعَدِيمِ  
عَلَى سَلَاكِ الصَّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ

أسيل الماء من طرف بكى  
 تراحت نار قلبي في عيوني  
 لقد شملت اميمة كبرياء  
 على اغارت البطرأء ليلاً  
 جراحات بقلبي مولى مات  
 لقد عزم الفراق على هلاك  
 وما عدل المقيم عن رضاها  
 الا عتب الخراشد عين لطف  
 الى العمران تطلبي حسن  
 الا يا ايها اللماء وادى  
 ظفرت على عدول مستبد  
 يدل المستعالم على التلى  
 بنفسى غادة جاءت عشاء  
 لقد قبلت منتشياً لماها  
 ظباء المنحنى يخطر نتيها  
 اتى فصل الربيع وقد رأينا  
 ارانى واردة لسؤ قلبي  
 رأييت بروض الدناء يوماً  
 وقالت روية الازهار غنم  
 اتى اذا جنلاق البرايا

لعل طبيعة الحسناء تصفو  
 كبرق في خلال الغيم يخفو  
 وزعنى انها باللطف تحنو  
 الى من ايها الجيران اشكو  
 هل الحسناء ذات الطب تاسو  
 متى عذراء ذات البان تدنو  
 علام تغض مقلتها وتحفو  
 لذا يلقى العتاب المر يحلو  
 وغزلان الى الصحراء تدعو  
 ضراماً في حشا المشتاق يذكو  
 بنقوبة الهوى والحق يعلو  
 ويزعم ان نار الوحيد تخبو  
 لها شهب على الافلاك تغنو  
 وارجوانها تغضى وتعفو  
 وحين يبرينها ميساء تحنو  
 بحسن ادائه البسام يزهو  
 وكيف به عن الحسناء اسلو  
 مطوقة بغصن البان تشد  
 فان ذبوتها جاء سيسطو  
 كمال الفضل والاخصان يربو

وقال متغزلاً

أرى فوادى ذكر النجد يُنجيه  
 ما باله حركات البان تزججه  
 شَعْرُ الجليسون ریح الاحتراف به  
 يا اهل بابل انتم صاجوا شر  
 سقى الاله جريجات نام متشلا  
 متيم تعجب العشاق حالته  
 الدهران ناله المطلوب خادمه  
 لم يشف خاطر بدو ولا خضر  
 يخال شيئا فشيئا لا وجود له  
 يُرتب الشكل من اشياء سولها  
 تبكى للشوق خيالات وتضحكه  
 يرى من البعد انسانا في صُده  
 يرفو الى الافق ظنا ان خلفها  
 تنزل السيد رب الغبراء متنع  
 واهاله قصر امال مشؤلة  
 كانت من الزمن الفتان قسمته  
 فالوا مضلته والله جارتته  
 جاء الربيع فاذهى النور مبتسما  
 ضاءت بنى سلفنا وانشها  
 يعيش في ركعة عظيمة الى ابد  
 حديث صاحبة البطحاء يُعجبه

له  
 عليه اي مقده  
 فقال لا اله الا الله  
 جليل خلد  
 متواضع به  
 ولما شارك  
 معه طوبلا

له  
 الخلد الضيق  
 للذات الكلائي

يا ايها القوم قولوا كيف اسلميه  
 وبرق سارية الجرعاء يوريه  
 وايقوا ان نار فيه تصليه  
 هل عندكم رقية غلغلة تشقيه  
 وظبية المنحنى باللمحظ توصيه  
 ما من اسير الهوى الا ويفديه  
 والموت في صورة اخرى متمم  
 لا علم لي ايا شئ يسلميه  
 مستيقنا ان شئ شئ يملميه  
 مستخرجا عنه مطلوبيا يرحيه  
 يبكي احباءه من حالة فيه  
 خياله انها اسماء تأتيه  
 نجم سيطوا على الدنيا تجليه  
 فما هذا الفتى المجنون يبغيه  
 على رمال من الافهام بينيه  
 ان التي ودها في الهم تلقيه  
 وما دروا ان طرف المرء مغويه  
 ونوح ساجعة الوعاء يبكيه  
 من بالعراق فاهما كيف تكلويه  
 موقوف من يد الالام يُنجيه  
 من الذي من رواة الحى يوريه

وما عصى الغاوة البيضاء عذو وشجن  
قال الاناس سديمي ذات مرجة  
شكلم الغير عمدا عند روينه  
فالت هنا رجل بالحب متصرف  
بمجتى ظبية تهوى متيمها  
تهوى من الاجبر ما لمر تد رغايت  
لقد اتوا بالسيح الحب راقية  
ان ادركته على فور فمر حبة  
كولا بشير الصبا ياقى بنفحتها  
فقدت يا قوت قلبى يوم ذى سلم  
يا جارة عرفت جدا طبعتهما  
لا يسال المعتقى ملا ومملكته  
لم يقترن هائم الجرعاء معصية  
من ليمع المشكى منى ويرحمى  
يحوم حول خيام الحى فى قلق  
قالوا يعادى اسود حولها ربهوا  
فقال ما انا افشى ما سيمكلى  
لقد قضى مغرم الزيان فى عطش  
همت بقتلى وترجومه منفعه  
قالت فتاة لها اضنى اخاوله  
لقد اتى سوحها الفيحاء ما يتجأ

علام دارة البيضاء تنقب  
ينحل هذا المعنى يوم نرضيه  
بائى فخر وقاهما الله تؤذيه  
لها لسان دلال لا تسقيها  
لكنها بجفاء النفس تخفيه  
ان اصبحت بكرى الوصل تخطيه  
لعلها بكمال اللطف ترقيه  
والله ما هو بعه الا ان تلقيه  
لما ترقب ان الهجر يقويه  
فاضى شئ الى الحسناء اهديه  
حقى عليها عظيم هل تؤديه  
تقبيل يا قوتها البسم يغنيه  
فعه مغرورة الجرعاء تقليه  
جناب سيدتى فى نشوة التيه  
اربة الخيمة الخضراء تؤويه  
فما لصاحب سر العشق يبيديه  
الا ترى بارق الانجاد ليفشيه  
لعل مرجة اللبىاء تخفيه  
فاستفسر كيف هذا الامر يجنيه  
قالت لها عجلا بالعين اضنيه  
لم يدرا ان العيون السود تصميه

دارة البيضاء  
تؤذيه  
تؤذيه  
تؤذيه









اني لا عرف اعرابية قتلت  
 لكنني ابن وسعي ان ابوح به  
 قتالة دم من ينشئ سريرتها  
 كيف التي فعلها القليل منكثرة  
 انا مرين يد فن الجسم في حدث  
 راس المتيم يوم القتل منقطع  
 فرغيت عن ذبح صيد لا حراك به  
 قالت التحني للمرءاتلة  
 فثم بئ عن التشنيع منفعلا  
 بي طيبة صدغها المسكى مندل  
 جل الضفائر منها كيف ينفعني  
 لقد شكوت الى سلمى وقلت لها  
 قالت انت في الغزلان راحة  
 ابن الغياث وافي مشتكي حزني  
 قال الوشاة سلا اذا دغا نية  
 العشق شئ لذ يذ كيف تركه  
 لا يقدي رسن العشاق فتقضا  
 حب الوفاء من الغزلان فتقضا  
 كانهي ساجع من صبح مولده  
 حصلت من طرفها المراض عافية  
 كانهما ناطر الحسناء مكثلا

مستيأدمه المسفوح مظلوم  
 هذا دم من لسان الخلق مغسول  
 بين الوري بدم المقتول موصول  
 وذيلها بدم المظلوم مبلول  
 الى م يلبث في الرضاء معلول  
 وقلبه من زمان العشق مبتول  
 فقيم حيلك فوق الخد مسدول  
 وانما تاتل لعشاق عقيبول  
 اذ الزمتني من البرهان عطيول  
 هذا العمري للأساد احببول  
 فيها فوادى على ما كان مكبول  
 ظلمتني ففواد العبد متبول  
 هذا الكلام وايم الله معقول  
 جود الخرائد عند الله مقبول  
 باد معي ان هذا القول مجعول  
 مر الهوى في مذاق الصب معسول  
 حب الهوى باليد البيضاء مقتول  
 حب لغرام من العشاق محجول  
 الى زمان يذوق الموت مغلول  
 لقد شفاني من الاسقام معلول  
 بترب نعل رسول الله مكحول

المثلث كان بالدم  
 هذا دم من لسان  
 المثلث مغسول قال  
 من جرت لسانك  
 دما من لسانك  
 قال انت يا لسانك  
 جلودك من هوانك  
 تودعني من هوانك  
 معنك البسطة  
 بالارواح والنفوس  
 بالمشي والسير  
 المجرى في الدروب  
 الواحد الجار والآخر  
 يتقدم المصطفى في القوافي  
 المنقول في  
 كمال الحكمة  
 افضل من  
 وانما في العشق  
 السطو على العيون الحجة  
 واعلم ان الحجة في العيون  
 لك لتكبر المقيدين  
 حلت الاسد في القوافي  
 على النسيب في القوافي  
 على المصطفى في القوافي  
 اسقوا اسقوا  
 الخزانة من القوافي  
 جميع من القوافي  
 من القوافي

على المفلول من الغل وهو طوق الممر من السقام الملائمة في القوافي ام هو في القوافي المفلول من الغل وهو طوق الممر من السقام الملائمة في القوافي



ازاد عبد عتيق من سلاسله  
ان رام من سوحك الفجاء مرجه  
اعط الموصف من نجاك جائزة  
اثنى عليك فحول فاق السهم  
لاضير ان كنت في الاخوان منتقضا  
ورب ذي كبر يعلوه ذو صغر  
عليك منا سلام ناظر عطر

لكنه في اسرار الحب محمول  
 فالفزع من كرم البياض <sup>الشمس و باحجر</sup> <sup>نكتات ما يشده</sup> محمول  
 حد المصاقع من جد الك منقول  
 كلامهم في مقام المدح يا اصول  
 يوم الوفي احسن الارواح محمول  
 لا يبلغ الخيال في الاعجاب ثلث  
 ما نضر الروضة الغناء <sup>ش</sup> بمول

وقال صلى الله عليه وسلم في نبي سبعة ثمانين ومائة الف

هذا هلال نازل الجُسمان  
 او عرق المعوج تبد وبيدنا  
 او ساقط عرجون سدر المنطل  
 او يارج ليد الغزالة ناقص  
 او مروء من عسجد لما استثنى  
 او طوق يغاء السماء مذهب  
 او كسوة الخضراء يلمع دُرُها  
 او موزة في فصعة مقلوبة  
 او جائح متصور مستطعم  
 او ناهج طول السفار اذ ابه  
 حوث صغير في خضارة ملنو  
 هذا حث لا محالة جيد

او حاجب الفلك المسنّ الفاني  
 طول الزمان مغير <sup>الشيء</sup> الابدان <sup>بها الغم فهاية العبد</sup>  
 فوق البساط الاخضر التحتاني  
 فتبرّمت ورمته <sup>الذي في الدار</sup> للنقصان  
 القته غيظا بعض حور جنان  
 خضبت من المئان بالريحان  
 وطرأ <sup>طرا</sup> زها في احسن اللعان  
 لصقت بها من كثرة <sup>طرا</sup> الحلوان <sup>اعلم النوبة</sup>  
 سينال ما هو مشبع <sup>بالهم الحلاوة</sup> الجوعان  
 واتي مساء منتقم الميدان  
 لوقوعه في شدة الطوفان  
 تبد <sup>ملازمة</sup> وعليه علامة العقيان

١٤٠  
 السج مع السج  
 في قدام الامام في الشرائع  
 الاصل في احوال الشرائع  
 الاصل في احوال الشرائع  
 في سبب النزول في الشرائع  
 والذخا وهو في الشرائع  
 وموقوف في احوال الشرائع  
 الاصل في احوال الشرائع  
 انشعاق النص في الشرائع  
 والمال في احوال الشرائع  
 الساجع في احوال الشرائع  
 ابلغ في احوال الشرائع  
 الشرائع في احوال الشرائع  
 يعارض في احوال الشرائع  
 يضم في احوال الشرائع  
 ملك في احوال الشرائع  
 على الدين في احوال الشرائع  
 بالعدية في احوال الشرائع  
 في احوال الشرائع  
 كراه من الرأى في احوال الشرائع  
 العشر في احوال الشرائع  
 كبر في احوال الشرائع  
 بالمرا في احوال الشرائع  
 العشر في احوال الشرائع  
 بالمع في احوال الشرائع  
 انفق في احوال الشرائع  
 سحر في احوال الشرائع  
 اشترى في احوال الشرائع  
 تاذن في احوال الشرائع  
 لوار في احوال الشرائع  
 التذ في احوال الشرائع  
 القوم في احوال الشرائع





لا غادة السقياء والدمع  
شامية بالحسن والخيل  
فجماؤها استنى من العذر  
قنطين لما عين في الدماء  
في اليوم والظلماء والقمر  
وتعزجت في هذه البرحاء  
وقوسها جلوا عن الأحصاء  
لصقت طول المكث بالغبراء  
والوجه منكشف على العقلاء  
في من حياء خريدة العرباء  
ازرى بحسن شقائق الغلباء  
يحلو بصائر أعين الصلحاء  
بدلت عنايتها على الأصماء  
في جانب من وجنة الجمال  
تشقى أوام الناس بجلال  
روحى فداع صنعة الحسنا  
ازيالها طهرت من السوء  
وحوى الفيوض بسوحها الفيحاء  
ويغور فيه بأسبغ النعماء

زاد لاله جمالها وجلالها  
ما ذرت الصقعا في الخضراء

مغشوقة عربية مكية  
حساء مكة عطلت مغشوقة  
ان اصبحت في الغانيات عتيقة  
طوبى لما رية اليها ارسلت  
مشت ولا يداع المنول قوامها  
طوبى لنفس عظمت زوارها  
قيس احب جمال ليلى واحد  
ما ان رأينا في الخرداء مثامها  
لا تكسى في العام الاميرة  
تخشى الترحيلين يبدل ثوبها  
ما احسن المتي في يا قوتها  
يا قوت كحلية لمعائها  
ما صدت العشاق عن تقبيها  
احسن بها من شامة مسكية  
قامت على برهنى ملأها  
من يكثر منها لا تصد كرامة  
لا باس ان ظهرت على زوارها  
ازاد زارمها مكية مرة  
رجواه ان يلقي الجنب مكررا

استغيا الضميمة  
بابين  
موضع لنظمه بالبحر  
الشامية  
كانت في قوتها  
نور من شمسها  
التي كانت في قوتها  
قامت  
وهي عند خديها  
به ادخالها  
التي كانت في قوتها  
نظمه  
عن ذلك  
التي كانت في قوتها  
نظمه  
والتي كانت في قوتها  
نظمه  
من شمسها  
التي كانت في قوتها  
نظمه



## وَقَالَ مُنْغَرَا فُشْوَالُ سَبَّحَ وَمَنْ بَيْنَ وَالْمَقْبَرِ

قُلُ التَّوَافِقُ فِي الْعِشَاقِ وَالْحُبِّ  
فَضْلُ الْهَامِ عَلَى الْعِشَاقِ لَا عَجَبُ  
رَأَيْتُ سَابِجَةً بِالْفُصْنِ لَاعِبَةً  
قَالَتْ جَمَالَ الْفُصُوفِ الْحَضْرُ مَغْتَمُّ  
أَطِيرِينَ أُتِيلَاتِ الْمَتْنِ وَغَدَا  
عَشَقْتُ فِي قَاعَةِ الْوَعَسَاءِ غَانِيَةً  
وَإِنَّمَا حَسِبَ الْحَسَنَاءُ يَنْتَبِتُ مِنْ  
كَانَ الرَّقِيبُ هَوَاءَ بَاءَ ثُمَّ مَضَى  
أَشِيمُ بَرَقَاعِهِ لَا يَمَاضُ مَفْتَحَرًا  
سَمِعْتُ مَسْئُولَ الْوَاشُونَ بِأَرْحَتِهِ  
شَتَّفَتِ سَمْعَكَ الْأَعْلَى بِزُخْرِ فُصْمِهِ  
أَتَكْسِرِينَ زُجْلَجَ الْقَلْبِ عَامِدَةً  
زَجَاجَةً فِي صَفَاغِ الْعَبِيهِ لَا مَحْجَةَ  
رُوحِي فِدَاءِ نَسِيمِ قَاصِدِ مَرِضٍ  
طَوَى سَهْوًا وَاجِبًا لَا أَوْدِيَةً  
حَارًا لِاصْحَاءٍ فِي تَصْمِيمِ نَيْتِهِ  
فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَالرَّكْنِ الرَّاكِبِينَ إِلَى  
مَا بِالْأَبْنِيَةِ الرَّفْعَاءِ مَا بَقِيَتْ  
وَالدَّهْرُ صَدَّعَ جَدْرَانَا مُنْقَشَةً

غَنِيمَةُ صَحْبَةِ الْوَرَقَاءِ وَالْقُضْبِ  
لَا نَظِيرَ ذَلِكَ فِيهِمْ صَاحِبُ الذَّنْبِ  
فَقُلْتُ شَتَانُ بَيْنِ الصَّبِّ وَاللَّعِبِ  
أَمَّا تَصْدِيرُ غَدَا مِنْ حَزْمَتِهِ الْحَطْبِ  
يَطِيرِينَ أُتِيلَاتِ الْحَمَى زَرْغِي  
تَنْبِيهِهُ بِالنَّسَبِ الْمَقْرُونِ بِالْحَسَبِ  
أَرَا حَةَ الْعَاشِقِ الْمَقْرُونِ بِالكَرْبِ  
يَاشْمَعَةُ الْمُنْتَضَى لَوْحِي مِنَ الْحُبِّ  
عَلَيْكَ أَنْ تَبْطُلَ الدَّعْوَى مِنَ الشُّبِّ  
حَتَّى كَسَرْتَ فَوَادَّ الْعَبْدَ بِالْقَضْبِ  
عَارَ عَلَيْكَ اتِّخَاذَ الْوُلُوءِ الْكَذِبِ  
وَمِثْلُ ذَلِكَ لَا تَلْفِينَ فِي حَلْبِ  
أَبِيعَهَا مِنْكَ مَجَانًا بِالْأَنْهَابِ  
سَرَى مِنْ أَطْنَدِ مُشْتَاقٍ إِلَى الْعَرَبِ  
وَكَا بَدَّ الْأَمْدَ الْأَقْصَى مِنَ التَّعَبِ  
طَوَى الْوَفْءَ الْفَلَا فِي جَالَةِ الْوَصْبِ  
أَنْ نَالَ فِي الطُّوفِ الْأَقَامِ مِنَ الطَّرِبِ  
أَلَامَعَالِمُهَا فِي مَوْضِعِ خَرْبِ  
كَمَا يُمَرِّقُ أَوْرَاقُ مِنَ الْكُتُبِ

٤٢  
بالضم على الحبيب  
على القضيبي  
الافضات  
الغنى بالفتح  
الحطاب والفتحة  
المنى جمع  
منه وهو مع ووفى  
الزغب  
٥٥  
مكة صغار الثوب  
٥٦  
مكة الكركيت  
مصدر وهو يوصف  
بمعنى القدر  
الوصف  
المضى  
الذلف  
مشتوق  
الشاعر  
انما الزلف  
اخرجه من  
كيب دهقان



هويت من الافلاك في اسفل الثرى  
 وما انا من لطف المصين قانطا  
 يا رب السقيا على تعطى  
 فديك اوفى بالعهود كرامة  
 نتاج صدق الوعد احسن بشاها  
 وشى لي لتحريك الفساد مثلث  
 ايصدق في اقواله كل قائل  
 مباحث ارباب النسيب انيقه

تذيب البرايا خطي في النكاث  
 سيتقدم من ايدي الخطوب الكوارث  
 جنابك من بيت الكرام الملاوث  
 ولا تصبح معدودة في الموالث  
 ولا يخفى انتاج شكل النواكث  
 فلا تمنئني عنى بقول الخناث  
 فلا بد من تحقيق قول المحادث  
 تغزلنا ان زاد تاج المباحث

وقال متغزلا في شوال سنة ثمانين ماء والعين

تعال يا صاح نطوى اليوم في رعد  
 العيش في وسط الوقتين مغتم  
 لا تنتظريها العطشان لافضة  
 وذوق من الراح ما بقى الزمان الى  
 لا تعتزل يا ربك الله في دعة  
 غللت ليلة ليلاء سارية  
 قلنا لها حرمة الارباع واجبة  
 قالت عفوت المحل القفر عامدة  
 رايت ورد ابنا را الغيط مشتعلا  
 والطير بعد وقوع القيد يشكره  
 ليس المتيم عن نار الهوى وجلا

لا علم ما يفعل الا قد اصبغ غد  
 لا تلق دولتك العظمى الى الابد  
 واقنع بما هو موجود من الشمد  
 ان يقضى الناظر المحروم في الجسد  
 وانفض الى المقصد الاعلى على الرشد  
 وخربت ارببع الغزلان بالنجد  
 فكيف افنتيهما بالبرق والظنود  
 لا خير في المنزل الخالي عن المحنود  
 قضى بنطويق جيد الطائر الغرد  
 هذا العمرى فعل العاشق الفرح  
 ان الفرش لمقدم على الوقود

الخطب وضم النشاء  
 المحمد الامو واقض  
 سنة ثمانين سنة  
 تلك سنة ودفن خطب  
 الكوارث من  
 انهم اشتد عليه  
 السقيا بالضم المدا  
 موضع بين المدن  
 وواحد الصغار  
 الجوانث من ملثاذا  
 وعدا اكل في انظارها  
 الوضوء  
 من ثلث العمد نقض  
 عند السلطان لانه  
 ثلاثه نقضها  
 الامانة  
 الاوسمة الثلاثة  
 اربع الف  
 الخنا فاضاها  
 بدل الكسرة  
 بغير كسر  
 مع غنى  
 كرامه  
 لغريه  
 محراب  
 الخمر













# تفلیق القلم

مستند و معتبر علامہ شاہ علی الدین قاضی نے اس کتاب میں خاندانِ پشت سلسلہ یعنی قاضی  
 خان پر مشتمل ہر دور کے بارہ ہجری قمری کے بزرگان کے حالات و سلسلہ ولادت و وفات و ولایت تحقیق سے  
 لکھے گئے ہیں۔ سلسلہ ولادت اور قبریں و حرم و کتب کو بہت خوش اسلوبی سے شایع کیا اور آخر میں ایک نقش پر سلسلہ  
 کے بزرگان کے سہی گراں کا تاریخ ولادت و وفات کے بھی لگا دیا اور یہ کتاب مع المطالع اسی پریس گلشن  
 بھی ہو خط نہایت پاکیزہ کا قدر مفید قیمت ملا وہ حاصل

یہ کتاب بھی حضرت شاہ صاحب دہلوی قدس سرہ کی تصنیف سے ہے جو  
 تحریک انوار فی تہذیب القلم کا

اس میں مولیٰ و مطالب فقہ قاضی اور بعض خاندانِ عظام کا مختصر حال  
 شاہی سلسلہ قاضی کی اور ہندوستان میں انکاشات اور شاخیں ہونا بہت غریب سے بیان کیا گیا ہے۔ قیمت  
 ملا وہ محسوس دیک (۱/۴) دفعہ تین سبیل پتہ سے آج پانچین محمدی علی گڑھ گنجانہ جواہر مکان پتہ

پتہ ایک صحت سے گنہین نظم ہو ادا پتہ علی چھائی صفتی صحت بہت نام فاضل  
 یہ جو مشہور پتہ علی دربارت کی ہر دور مع کتابین اسی ملیج کی چھپی ہوئی ہیں تاریخ  
 ملیج بھی اسکے انتہام اور عمدگی کی حیثیت سے نہایت کم ہوئی چھپائی کے نوٹنے کے لیے خود یہ سالہ پیش نظر ہے

شاخ تین ملیج جو پتہ کرین بہر قسم کا سالہ خط و کتابت سے ملو ہو سکتا ہے

## تاریخ نامہ

تعداد	قسم کاغذ	پیمانہ	قسم کتابت	قسم چھپائی	تعداد ملیج	تاریخ فی مدد	کیفیت
۱	مستند و معتبر	۱۶	خط	خط	۳۰۰	۲۰۱۳	کتابت شہی ہوئی
۲	مستند و معتبر	۱۶	خط	خط	۶۰۰	۲۰۱۸	خطی
۳	مستند و معتبر	۱۶	خط	خط	۱۲	۲۰۲۷	
۴	مستند و معتبر	۱۶	خط	خط	۳۰۰	۲۰۱۵	
۵	مستند و معتبر	۱۶	خط	خط	۶۰۰	۲۰۳۰	
۶	مستند و معتبر	۱۶	خط	خط	۱۲۰۰	۲۰۳۵	
۷	مستند و معتبر	۱۶	خط	خط	۶۰۰	۲۰۲۰	
۸	مستند و معتبر	۱۶	خط	خط	۶۰۰	۲۰۳۵	
۹	مستند و معتبر	۱۶	خط	خط	۱۲۰۰	۲۰۳۰	
۱۰	مستند و معتبر	۱۶	خط	خط	۳۰۰	۲۰۱۵	
۱۱	مستند و معتبر	۱۶	خط	خط	۶۰۰	۲۰۳۸	
۱۲	مستند و معتبر	۱۶	خط	خط	۱۲۰۰	۲۰۳۵	

بیت شریف علی مرتضیٰ علیہ السلام کی مبارک قبر میں آج درویشوں کی تشریف آوری ہوئی ہے۔

کتاب	تعداد	کتاب	تعداد	کتاب	تعداد	کتاب	تعداد
حدیث شریف	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
مستدام اعظم شرح	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
تنبیق النکاح بر حاشیه	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
شکاة شریف	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
بعض الناس	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
انحارج السؤل	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
علم ادب	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
الطریق فی ادب النظر	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
المنطق لعمدة الفرق	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
سفینة البیاضة	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
مظہر الفوائد	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
زینة العار بالعباد والاعمال	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
الدر الثقیف فی غر الخیر	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
قرین الطالب فی اصول الادب	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
محلة الابرار فی جنة النیب	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
جاستان	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
علم منطق بطرز جدید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
المنطق الامجد	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
منہاج المصروع	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
شرح مرقاة	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
فحمة اصول فقه	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
مقدمة العلماء	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
حسای من تلخیص های	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
فشر النض و حساب	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
دعوت	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
مسائل اصول	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
کشف	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
کشف المهر	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲
سماط و سماط	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲

**THE UNIVERSITY OF CHICAGO**

العدد ١١٥١ (١٩٥١)

# البيا

مجلة علمية، اخبارية، تاريخية، سياسية .

تصدر مرة في الشهر

لنشئها

عبد الله العجادي

المحرر بالمجلة : السيد سليمان آفندي  
صاحب الامتياز جناب القاري عبد الولي  
بندل الاشتراك :

عشرة ثلاث روبيات في المدة و ١٢ شلينا في الخارج

العتوان : دار البيان بكمبوتون الهند

# فہرست مضامین باہر ذیقعد و ذیحجہ

صفحہ	مضامین	(نمبر شمار)
۲۰۰۰۰۰۱	ادنیثوریل نوٹس	۱
۱۱۰۰۰۰۰۳	عرب و علم جغرافیہ	۲
۲۱۰۰۰۰۰۱۲	ابوالعلازالمعری	۳
۲۸۰۰۰۰۰۲۲	قطب شمالی	۴
۲۹۰۰۰۰۰۲۹	اپنے لڑکوں کو کس طرح پڑھاتے ہیں اور ہمارے لڑکوں کو کس طرح پڑھاتے ہیں	۵
۳۰	شوشن القمر کے کندھ	۶
"	علی العامات	۷
"	گولی سے بچانے والی زرہ	۸
"	نئی ٹوپ	۹
۳۰۰۰۰۰۰۳۲	عصر کھڑی	۱۰
۳۸۰۰۰۰۰۳۲	امام غزالی کے زمانہ کی رفتار سے مقابلہ	۱۱
۱۵۳ ۱۹۲	ضمیمہ البیان ترجمہ معارف ابن قتیبہ	۱۲
۲۱	ضمیمہ البیان دیوان آزاد بلگرامی	
<p>خلا کا شکر ہے سال گذشتہ جلد ہشتم کے ۹ نمبر جو شائع نہ ہو سکے تھے اس نمبر پر پورے ہو گئے انشاء اللہ تعالیٰ ۲۹ محرم تک محرم شدہ کا نمبر شائع ہو جائیگا اسکے بعد سے پرہ منینہ کا مہینہ پر شائع ہوتا رہیگا البیان کے معاونین سے تمنا ہے کہ بقایا قیمت جتنی فرمائیں۔</p> <p>منیجر رسالہ</p>		

بسم الله الرحمن الرحيم

# البيان

هذا بيان للناس

شهر ذيقعدة وذيجة سنة ١٣٢٤ الهجرة النبوية

## أخبار الهند

الذين تم انتخابهم حتى الآن سبعة:

قد سكنت الزعاع السياسية بالهند بعد ما تم انتخاب  
الأعضاء في مجالس الولايات ورؤساء ولاياتها وقد انعقدت  
حفلة الأولى في أوائل شهر يناير والى الولاية الرؤساء  
خطبوا فيها ما يشهدهم بتأليف تلك المجالس  
والخطبة التي سلكها الأهل في انتخابهم جميع حيث  
هم ذو كفاءة وتجربة وحسنة ورفعة وصلاح ثم ذكر  
المسائل وعرضت الأمور كلها كما لا يخفى بيان  
نعموها جانب التفات -

يا أسقى على الجناة السياسيين الذين زين لهم  
الشیطان سوءا يعمل فيقتلون أمراء الحكومات  
حقوا وأخراوت عنهم الجرائم حادثة قتل متصرف  
في مدينة فلبسك من أمثال عباي إلا أن ما وقعت  
الهند رمت على القاء القبض على لقائل هو لا هم  
الذين يرمون قلب الحكومة واستقلال البلاد وان  
يخرجوا على الحكومة لا أنكليرية ويطلقوا نورهما  
ولم لهم التناوش من مكان بعيد

قد حدث في المجلس المذكور عدد من أعضاء  
وسميت انتخابهم بعد أيام قليلة من قبل  
قد نشبت الحرب على الشخوذ المندمة  
الأفغانية بين بلخيون من بطون الأفغان

وزعم أنهم قارغون جهدهم ليصلحوا بين الخوارج  
 ان الذي زاد دول اوربا قوة وباسا والحق  
 العرب في قلوب عدلها هو مصافاة ومهاداة  
 ومقابلة ملوك قد اتحدت ملتهم ونحلتهم فمهم امام  
 الاعداء كنفس ولحدة في اجتماع الالهواء  
 وكابسات المشط في الاستواء  
 ملوك الاسلام ان كان اكثرهم محدقين بنكباتهم  
 وبليات لاتعارف بينهم فصلا عن المصافاة و  
 المهادة والمقابلة ولكن ستكشف الغم حين  
 ان بعضهم قد اتخذ وسائل المعرفة والود لجلالة  
 طاع الاقنان قد سمح بتوظيف فتيان من الاتراك  
 في حكومتهم ومنهم الميعزة بك رئيس الكثرة فيها  
 وهو الان يريد الشفوص الى بلاده وقد امر بحلالة  
 الملك ان يأتي من تركيا رجال علماء من الاتراك  
 للعساكر الافغانية  
 قد اصبحت الهند من اعوام يلاذ فقر وجذب فجلت  
 ارضها ونجلت سماءها فكرو فيها من الافلاحين لايام  
 بيته يقوتون بها كما يجدون رقعة يسترون بها و  
 مصلح الرى من عظم مصالح الحكومة لرتق فقرهم وشعب  
 صدهم قد استسها الحكومة في بعض الولايات ولكنها  
 لثلاثة طحا او قلته ذروها لا تنقضي حاجتهم  
 اية ان يجاهد من احسن الايات الهندية  
 رياتناست فيها مصلحة الرى سنة ١٨٢٣ م  
 وتزداد كل سنة فروعها ويزداد ثمرها وغللاتها  
 هذا اخيلها مصداقها وقد بلغت نفقاتها  
 في مارس سنة ١٩٠٩ م ١٥٦٨٠٠٠٠٠ روبيه  
 ولكن مع ذلك حتى الان لم تبلغ المصلحة حدا  
 قد قامت الحرب العوان بين مجلس الامم  
 ومجلس البيغوثين لكثرة في شاميرانية عام ١٩١٠ حتى  
 جلست في اسبوع واحد بضعة وعشرون الف  
 حفلة ضد الاعيان الذين خالفوا رغوب البيغوثين  
 ولذلك تاخر المصادقة على الميثاقية وستعرض  
 ميزانية الهند في لقوفصل في ٢٥ فبراير المقبل  
 من اهم القرارات التي صادق عليها المؤتمر السياسي  
 الهندي الاقتراح من الحكومة ان تنتصر للهنود  
 الذين هم قاطنون في المستعمرات لاسيما  
 الهنود الذين يحملون الخسف والضخم  
 والذل في ترنسوال  
 لا يعقد المجلس للملك الا بعد ابرار ثرفان  
 الاعضاء لم يستنوا تقاضهم في بعض الولايات  
 حتى الان ، س

## علم الجغرافیا والعرب

خلق الله الانسان وبقدره جلا ونسأله فتوالله  
وتناسلوا واصبحوا شعوبا وقبائل متبوعين في همة  
من الارض يخافون كل ما يبد لهم ويخشون  
كل ما يروهم لمجملهم بالكون وما فيها من العجائب  
وقضوا الحيات طولا على ذلك وهم لا يعرفون  
الارض اصقاعها وبقاعها ولا ممالكها وممالكها  
غير بلاد توارثوها عن ابائها حواذا تكاثروا  
وتوافروا وتياغضوا وتحاسدوا ووضعت لهم  
البقعة وانخلقت عليهم اجواب الرزق فتفرقوا اليك  
سبا وذهب كل اناس الى ماسا قهر الجهادي القدر  
ومد نوا المدين ومقر و الامصار وحرروا البياض  
من الارض هم لا يعرفون اغوارهم ولا اوطانهم  
ثم اعظمتم الرحلات الى مفاوز الافاق ومنهم  
مراعى السفر الى الممالك والمسالك الوعرة  
فصبروا في الارض وركبوا متون البحار وطلعوا  
كل بخاد وهد بطواكل وهداد ونقبوا في كل  
بلاد فاستع نطاق معرفتهم وقرت لذبحهم  
خزائن العلم

وهناك تلك من الاسباب التي حصتهم على النقل  
في البلدان واضطرهم الى التطوع في الامصار

## عرب اور علم جغرافیہ

خدا نے انسان کو پیدا کیا اور مرد و عورت بنا کر تاکہ پیدا  
آئیں میں تو اللہ متنازل ہوا اور وہ مختلف خاندان و قبائل  
بن گئے جو زمین کے کسی حصہ میں سکونت پذیر تھے کائنات اور  
عجائبات کائنات کی ناقصیت کی وجہ سے ہر چیز سے وہ ڈرتے  
تھے اس حالت پر ایک مدت گزر گئی اور انکو زمین اور زمین کے  
مقالات قطع راستے ملک سے بالکل واقفیت نہ تھی سوا  
ان شہروں کے جنکو انھوں نے اپنے بزرگوں سے وراثت  
میں پایا تھا جب ملکی تعداد بہت ہو گئی اور آپس میں بغض و عداوت  
ہونے لگی تو زمین کا وہ حصہ انہیں تنگ اور رزق کا دروازہ نہ رہا  
بند ہو گیا وہ بالکل منتشر ہو گئے اور ہر گروہ ادھر گیا جہاں کھدائی ہو گئی  
اور انھوں نے شہر بنائے، ملک بنائے، ویران زمین آباد کی،  
اور وہ اور بھائیوں سے اور ان کے وطن سے بے خبر تھے تو سفر نے  
انکو دور و دراز مقامات کے ویران راستوں میں ڈال دیا اور  
سفر کے گنجین نے ان کو خوفناک مقامات اور دشوار گزار  
راستوں میں پھینک دیا زمین میں چلے، دریا پر سوار ہوئے  
ٹیلوں پر چڑھے غاروں میں اترے، شہروں میں گئے  
جس سے ان کا علم وسیع ہو گیا اور ان کے پاس علم کا خوانہ  
دافر ہو گیا،

وہ اسباب جنھوں نے انکو ملکوں اور شہروں میں آوارہ  
کر دی یہ مجھ پر کیا تین ہیں،

<p>اول :- کسب اور تجارت کو ترقی دینا خبیثہ فیئینشین قولہ کو پیش آیا،</p>	<p>الاول :- الاثراف و صواب اسباب التجارة كما اتفق اهل فينيقية،</p>
<p>دوم :- جنگ اور دشمنوں پر غلبہ پانا اور ملکوں کے بیچ لڑائی خود ہش جیسا کہ سکندر بن نیلپ کے سفر جنگ سے ظاہر ہو رہا ہے،</p>	<p>الثانی :- شہنشاہ الحروب و قہر الاعداد و رغبة الاستيلاء على البلاد كما يظن من هجمات اسکندر بن قلیقوس و غزواته،</p>
<p>سوم :- سیاحت اور ملکوں میں سیر و تفریح جیسے گردش ہیر و وٹس - ارٹھینس وغیرہ اس سفر سیاحت سے زمین کے مقامات اور ملکوں کی اطلاع اور واقفیت بہت بڑھ گئی اور انھوں نے ایک علم بنایا جس کا نام انھوں نے جغرافیہ رکھا،</p>	<p>الثالث :- السیاحة في البلاد و التنزه فيها مثل اکثر السواح ہیر و وٹس ہیر و ٹسٹینس وغیرہا فكثر من هذه الاسفار و الرحلات الاطلاع على بقاء الارض و اماكنها و وضعها و علمها دھوہ الجغرافیا،</p>
<p>جغرافیہ کے معنی جغرافیہ یونانی جس کے معنی، زمین کی تصویر کے ہیں جیسا کہ یاقوت بن عبد اللہ حموی نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے اور اس کے معنی "زمین پر گفتگو، یاد قطع زمین" کے کہ زمین جیسا کہ سعودی نے بیان کیا ہے،</p>	<p>معنى الجغرافیا - والجغرافیا کلمة يونانية مضاهما صورة الارض كما قال ياقوت بن عبد الله الحموی فی مقدمته و ليس مضاهما القول على الارض و قطع الارض كما زعم المسعودی،</p>
<p>فینیشین اور سب سے پہلی قوم جس نے اس علم میں سب سے پہلے حصہ لیا فینیشین ہیں جن کی تجارت میں نہایت تہمت تھی اور آسین مہارت نامہ رکھتے تھے اور چونکہ وہ دریائے ایفیس کے ساحل میں رہتے تھے انھوں نے دریائے ہارے اور انکی موجودگی اور انکی مشکلات کو بہ حقیقت سمجھا انھوں نے ان کی عورت کو بیچ لیا اور ہندوستان انڈس فارس، یورپ تک گئے، اور ان کی تجارت کو ترقی ہوئی اور ان کے پاس جغرافیہ کا بہت سامان جمع ہو گیا</p>	<p>اهل فينيقية - واول امت ضربت في هذا العلم بسم اهل فينيقية الذين نبغوا في صناعة التجارة وبرزوا في كل التبريز و لما كانوا من سكان شواطئ البحر لا يفيضون البحر و ركبو الصوفا و تهاونا اهلها و طعنوا الى البلاد و بلغوا الى ارض الهند و اندلس و بلاد الفرس و الافرنج و رحلت تجارتهم فتوفرت لديهم معارف الجغرافیا</p>



ولكن لم يوفقهم مصنف هذه الباب في ذلك ما يرجح  
لیکن ان سے کوئی تصنیف منقول نہیں ہے جس سے یہ گمان نہ ہو

الظن انهم لم يضعوا الجغرافيا علما،  
قوی ہوتا ہے کہ انھوں نے جغرافیہ کو مدون نہیں کیا،

امّة اليونان من ذا الذي يجمل ان  
یونانی - یہ کون نہیں جانتا کہ یونانیوں کا علوم و فنون

اليونانيين طمعا ياد بيضاء في تدوين المصنفات  
کی تدوین و تصنیف میں بہت بڑا اسان سہ وہ تمام کوشش

وتقيد العلوم ووضع الكتب فعماسد الامم  
قوموں میں زیادہ صحیح الراے زیادہ تیز عقل زیادہ

القديمه رأيا وارحما عقلا واخويها فطنة  
قوی ذہن اور علوم کی تدوین میں یہ طوی رکھتے تھے

واطوطا باعافى قيد الاوابد من العلم ولقد بدوا  
تمام قوموں کو انھوں نے فلسفہ کی تحصیل و اشتغال

كل الامم في الاشتغال بالفلسفة والناس عيال  
میں شکست دی اور تمام لوگ اس بارہ میں ان کے

عليهم فيها،  
عیال ہیں،

ومع كل امتداد اياه من بسطة في العلم والجسم  
اور باوجود ان تمام باتوں کے جس سے وہ علم و

لم يتصدروا الوضع الكتب في الجغرافيا حتى ظهر  
قوت میں متنازع تھے انھوں نے فن جغرافیہ میں تصنیف و

فيهم اسكندر الذي دوح البلاد وقهر العباد وطى  
تالین کی طرف رخ نہیں کیا یہاں تک کہ ان میں اسکندر

البلدان الى اقصى الصين والهند وارض الفرس  
پیدا ہوا جس نے شہر و نگر و چھان ڈالا قوموں پر غالب آیا

وفعل الافاعيل وكان معه دهم من العلماء  
ملکوں کو اقاصی چین، ہندوستان فارس تک رفتہ والا

فلما اقفوا الى مسقط رؤسهم جمعوا اخبار  
اور بڑے بڑے کام کیے اور اس کے ساتھ اہل علم کی بھی ایک جماعت

غزوهم واخلاق ذلك ببعض لا يهملها حتى  
غزو و اٹھروا و اخلاقِ اُن کے بعض کو نہ ہٹاتا تھی یہ لوگ جب اپنے اپنے وطن لوٹے اور اپنے حالات جنگ

عن مسارح غزوهم ومسائحهم رجلا تهم ونفع  
جس کیے اور اُن کے اُتارے بیان میں بعض معلومات اپنے

بعد ذلك رجال من فحول العلماء كشفوا الغطاء  
مقاتلات جنگ اور راہ سفر کے متعلق لائے اس کے بعد بعض لوگ

عن هذا العلم وصنفوا كتباً في الجغرافيا منهم  
بڑے طلبہ پیدا ہوئے جنھوں نے اس علم سے پردہ اٹھا دیا

هيرا طستين المتوفى سنة ۱۹۶ ق م صاحب  
اور جغرافیہ میں تصنیفین لیکن ان میں سے ارآتھینس التونی

كتاب الجغرافيا وكان اسكندر من الذي  
نام اور اثریون علی صاحب کتاب جغرافیکہ اُس کے دسویں



فعاثوا نحو الفاستسوا فيها البلاد احسن  
سیاستہ وکانت طم جتہ عالیہ فی العلم و ملصکھم  
قسطنطین الثانی من الذین اشتد غرامهم بالعلم  
و کلفوا به حبا فاصبحت العلوم فی بلادهم زاهرة  
ناضرة و منها الجغرافیا فعنو ابکتب بطليموس و تفصیلا  
و صور و الاراض و لکن لم یدکن کر لہم تصنیف  
فی الجغرافیا،

ہزار برس تک زندہ رہے اس میں انھوں نے بہت عمدہ حکومت  
کی اور علوم و فنون کے ترقی میں انکی بہت کوشش تھی انکا بادشاہ  
قسطنطین ثانی ان لوگوں میں ہی جو علم کے عاشق تھے اور اس  
سے محبت رکھتے تھے، ایسے علوم و فنون انکے ملک میں نہایت  
تر و تازہ تھے انھیں علوم میں جغرافیہ بھی تھا انھوں نے بطلمیوس  
کی تصنیفات اور اسکی تفصیل کی طرف توجہ کی اور زمین کا نقشہ بنایا  
لیکن جغرافیہ میں انکی کوئی تصنیف مذکور نہیں ہے،  
عربوں کی ترقی سے پہلے علم جغرافیہ کی یہ حالت تھی اور گنتی کے  
اول اس علم میں ماہر پیدا ہوئے ہماری اوپر کی سطرون سے ظاہر  
ہوتا ہے کہ علم جغرافیہ کی عمدہ حالت یونانیوں کے سوا کسی اور قوم  
میں نہیں تھی لینیقی، مصری، رومانی جکا ذکر میں نے بیان  
جغرافیہ میں کیا ہے ان سے اس علم میں کوئی تصنیف منقول  
نہیں ہے خواہ انکو تصنیف کا موقع نکالا کوئی تصنیف کی لیکن  
دستبرد زمانہ سے محفوظ نہ رہا کسی غیر زبان کے پردہ میں  
تھی اور عربوں نے اس پر اطلاع نہ پائی اور نہ اسکے چہرہ  
سے پردہ اٹھایا،

ہذا ما کان علیہ علم الجغرافیا، قبل غرضہ العرب  
و هؤلاء المعد و ذین علی الانامل کا نواقد برعوا فیہ  
و یظہر من خلال سطون ان علم الجغرافیا لم یکن لہ  
شان عند غیر یونانیین فالقیقیون و المصریون  
و الرومانیون الذین ذکرناہم من المحبین بعلم  
الجغرافیا و المعتنین بہ لم یوثر عنہم مصنف فیہ  
سواء لم یتیسر لهم التصنیف فیدام صفوا فقلبت  
بہ ایدی الہرام کان موجودا منتقبا بلغة اجنبیة  
فلم یعثر العرب علیہ لم یفسر عن وجہ،  
هذا و غیر هؤلاء الامم المدکورین من القرین اهل  
الهند الصین الذین حازوا قصیة التبحر فی العلم و الحضر  
فی الامم الخالیة و اخذ عنہم العرب لکن فیہم اثر الجغرافیا  
اما مصنفات یونانیین فلم یظفر العرب بشی منھا  
حیکرتا الجغرافیا بطليموس لانی کان عرجة و ثقی

ان اقوام مذکورہ کے سوا اہل فارس اہل ہند اہل چین و  
گذشتہ زمانہ میں علم و تہذیب میں بڑے ہوئے تھے اور جس  
عربوں نے لیا ہے انہیں جغرافیہ کا کوئی اثر نہیں پاتے،  
لیکن تصنیفات یونان تو عربوں کو ان میں سے بطلمیوس  
کی کتاب الجغرافیہ کے سوا اور کوئی کتاب نہیں ملی

<p>الجغرافیین قبل فخذت العرب وقطباً تدور علیہا جس پر عربوں سے پہلے جغرافیہ دانوں کا دار مدار تھا یہ کتاب عربی          صی بحشم نقل طبع الكتاب للعتبة فی القرن الثالث للمی          صدی ہجری میں عربی میں ترجمہ ہوئی،</p>	<p>دکوان النديم فی القرن الثالث من المقالة السابعة          من کتاب الفهرست مصنفات بطليموس ومنها          کتاب الجغرافیا فی المعور وصفة الارض هذا الكتاب          ثمان مقالات نقل ولا للکندی فی نسوة العرب          نقلادیدیا لایروا الخلیل ثم نقله ثابت بن قرة          نقل جدید کشف الغطاء عن وجهه وهذا اول کتاب          فی الجغرافیا نقل إلى العربية وأخیر-</p>
<p>مات الکندی سنة ۲۲۷ للمیئة وولد ثابت سنة          ۲۳۱ وتوفی سنة ۲۸۸، فظهر من ذلك ان العرب          لم یطالعوا علی شئ من علم الجغرافیا الیونانی قبل ربح          القرن الثالث ومع ذلك نجد فیہم قبل ذلك جغرافیین          ذوی اطلاع واسع ومعارف عنیرة واسفار جلیلة          امثال بابی سعید الاصحی المتوفی سنة ۲۱۵ ص ۲۱۵          کتاب جزیرة العرب وسعدان بن المبارک صاحب          کتاب الارضین والمیاء والجبال والبحار لری الندی          قطع سنة ۲۰۷ و هشام الکلبی المتوفی سنة ۲۰۷ صاحب          کتاب البلدان الکبیر و کتاب البلدان الصغیر و کتاب          قسمة الارضین و کتاب الاقالیم فستخرج من ان          الجغرافیاء عند العرب من العلوم التي ابتکرها و التحقیق</p>	<p>کندی کی وفات ۲۲۷ سنہ میں ہوئی ثوابت سنہ ۲۳۱ میں پیدا ہوا          اور ۲۸۸ سنہ میں وفات ہوئی اس سے ثابت ہوا کہ عربوں          کو یونانی علم جغرافیہ پر پہلے ہی صدی کی جو کتاب سے پہلے تک          واقفیت نہ تھی اور باوجود اسکے اس سے پہلے ہم انہیں          ایسے جغرافیہ دانوں کا بروایتے ہیں جو کثیر المعلومات          اور بے سے تعانیف کے مالک تھے ان میں سے ابو سعید          المتوفی سنہ ۲۱۵ صاحب کتاب جزیرة العرب اور سعدان بن مبارک          صاحب کتاب الارضین والمیاء والجبال والبحار میں الندی          اس کتاب کا حصہ دیکھا تھا اور هشام الکلبی المتوفی سنہ ۲۰۷          البلدان الکبیر والبلدان الصغیر و کتاب قسمة الارضین و کتاب          الاقالیم اس لیے ہم نتیجہ نکالتے ہیں کہ عربی جغرافیہ          ان علوم میں سے ہر جس کو خود عربوں نے ایجاد کیا</p>

وابتد عوھا وما تطفوا علیہا نعم لیلثا لعرب	اور دوسری قوم سے نہیں دیا لیکن اسکے تھوڑے ہی دن کے بعد وہ لوگ
بعد ذلک ان امروا النقلة بترجمة جغرافیا اليونانی	مترجمین کو یونانی جغرافیہ کے ترجمہ کا حکم دیا جیسا کہ ہم نے پہلے بیان
کما قدمنا ذکرہ فساعد ذلک علماء العرب	کیا اس نے عربوں کو علم جغرافیہ میں کمال پیدا کرنے میں امداد دی اور
بالتبرزی فی علم الجغرافیا والتقدم فیہ فاصبحوا	اس میں یونانیوں کے بعد جو اس مسابقت میں اول تھے دوسرے دھم
المصلین بعد اليونانیین السابقین بل سبقوهم فعمروا	پر مہرے بلکہ ان سے بڑھ گئے پس ان دور دراز ملکوں کو انھوں نے کھٹکھٹایا
خیابوا بالیمقرعہ وبلغوا شافا لم یبلغوه فجاہلوا ممالک	جنگوں انھوں نے نہیں کھٹکھٹایا تھا انھوں نے غیر ملوک راستوں کو قطع کیا ان
عذر لہم وہمالک لم یعتد ایہا القطا واجتازوا بالبلاد	بہاڑوں پر چڑھے جو آسمان باتیں کرتے تھے اور دریا کے جوہر کو کھینچ لیا اور
شاسعة قاصیة وممالک تازحتہ نائیة	دور دراز ملکوں کو کھینچ لیا اور دور دور کے شہروں تک پہنچے ،
ولما کان علم الجغرافیا عبارة عن معرفة الاقالیم	اور چونکہ علم جغرافیہ عبارت ہے اقالیم اور ممالک کی داخیت کا
امانہا والعرب بادق مرہم ما کانوا عارفین بغير طنہم	اور عرب ابتدا میں غیر ملکوں کے واقعہ نہیں تھے ایسے علم جغرافیہ کی ابتدا
وبلادہم فابتدئ الجغرافیا عنہم من ذکر البقاع الغریبۃ	ان کے نزدیک عربی مقامات اور ان کے پہاڑ پانی وادئ کے بیان
وجباہا ومیاءہا وادیتہا والذین جمعوا ذلک	سے ہوئی اور جن لوگوں نے اکثر اس میں کتابیں لکھیں وہ اہل ادب
فی کتبہم اکثرہم طبقۃ اهل الادب کرہم یا قوت مقد	کا طبقہ جو جنگ یا قوت نے جمع کے مقدر میں ذکر کیا ہوا اور وہ لکھ
معجہ وھم ابوسعید الاصمعی قال یا قوت ظفر	میں ابوسعید اصمعی نے لکھا ہے کہ جنگ کو یہ کتاب بن درید کی
یدروایتہ لابن درید عن عبد الرحمن عن عمہ	درایت سے اور انکو عبد الرحمن سے اور انکو اپنے چچا سے علی ابوسعید
وابوسعید السکونی والحسن بن احمد الہمدانی	سکونی ، حسن بن احمد ہمدانی اسکی تصنیف جزیرۃ العرب ہے ،
کتاب جزیرۃ العرب وابو اشعث الکندی فی جبال	ابو اشعث کنی اسکی تصنیف تمامہ کے پہاڑوں کے بیان میں ہے
خاصۃ وابوسعید السیرانی لہ کتاب جزیرۃ العرب	ابوسعید سیرانی اسکی تصنیف کتاب جزیرۃ العرب ہے ابوجعفر اسود
وابوجعفر الاسود الغنجدانی لہ کتاب فی میاء العرب	عرب کے نالابوں کے بیان میں اسکی تصنیف ہے ابوزید الکلابی
وابوزید الکلابی ذکر فی نوادرہ من فضل الفضل لصلحاء	انھوں نے اپنے نوادر میں عرب کے جغرافیہ کا بڑا احصیا بیان
وقف یا قوت علی اکثرہ ومحمد بن ادریس بن ابی حفصہ	کیا ہے یا قوت کو یہ کتاب علی حقیقی ، محمد بن ادریس بن ابی حفصہ

لکتاب تمامہ مآہل العرب و هشام بن محمد الکلبی قف  
 یا قوت علی کتاب لہ سماء اشتقاق البلدان و ابوالقاسم  
 الزنجیری لکتاب لطیف فی ذلک و ابوالحسن العزانی  
 تلمیذ الزنجیری وقف علی کتاب شیخہ زاد علیہ راہ  
 یا قوت و ابو عبیدہ الیکبری لکتاب سماء مجسم  
 ما استجمع من اسماء البقاع و راہ یا قوت بعد البحث عنہ  
 و التطلب لہ و ابوبکر محمد بن موسی الحارثی لکتاب  
 ما اختلف و ما اتلف من الاسماء و ابوالفتح نصر بن جلیل  
 الاسکندر الخوی لکتاب سماء ما اختلف و ما اتلف من  
 اسماء البقاع و اختصر الحافظ ابو موسی محمد بن عمر  
 الاصفہانی اثنتی علیہ الخوی و احمد بن محمد بن الحارث الخزاز  
 المتوفی سنۃ ۲۵۸ لکتاب المسالك والممالك  
 ذکرہ ابن الندیم  
 ذکر کیا ہو  
 ہولاء قید و اسماء الاماکن العربیۃ و البقاع  
 البدویۃ و مساکلھا و مفاویہا و جبالھا و میاہھا و  
 اہل الادب و التاریخ من خصوصاً مصنفاتہم بدو بلدی من  
 بلاد العرب دون اخری کا لازرق المتوفی سنۃ ۲۲۴  
 لکتاب فی مکۃ و اخبارھا و جبالھا و اودیتھا و ابوالحسن  
 المدائنی حنا کتب الفتوح لکتاب لہ حامل اللہ و جبالھا و اودیتھا  
 و اعظم من اعتنى ببقاع العرب و اجملہ  
 ابن الفقیہ محمد بن ابی العزیز المتوفی سنۃ ۳۳۲ ہجری  
 کتاب جزیرۃ العرب کا کلیل و صفت فی کتب بلاد العرب  
 لکتاب کا نام عرب کے گھاٹ ہیں، ہشام بن محمد کلبی یا قوت نے لکھی  
 ایک کتاب دیکھی ہو جس کا نام اشتقاق البلدان ہو، ابوالقاسم زنجیری  
 نے لکھی ایک کتاب اس باب میں نہایت لطیف ہو، ابوالحسن العزانی  
 شاگرد زنجیری اُس نے اپنے استاد کی کتاب پائی اور اس پر اضافہ کیا  
 یا قوت کی نظر سے گذری ہو، ابو عبیدہ الیکبری نے لکھی کتاب کا نام  
 مجسم استجمع من اسماء البقاع ہو، یا قوت کو جستجو کے بعد بھی یہ کتاب نہیں  
 ابوبکر محمد بن موسی حارثی نے لکھی کتاب، ما اختلف و ما اتلف من الاسماء  
 ہو، ابو الفتح نصر بن عبد الرحمن اُن کی کتاب، ما اختلف و ما  
 اتلف من اسماء البقاع ہو، اس کتاب کا اختصار ابو موسی محمد بن  
 بن عمر صفہانی نے کیا ہو، یا قوت حموی نے اس کتاب کی تصنیف  
 کی ہے احمد بن حارث المتوفی سنۃ ۲۵۸ اُن کی تصنیف  
 کتاب المسالك والممالك ہے ابن ندیم نے ان کا  
 ذکر کیا ہو  
 یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے عرب کے مقامات اور بدوی مکانات  
 اور ان کے دشوار گزار صحرا پھاڑ، بانی کا ذکر کیا ہو بعض اہل ادب  
 و تاریخ ایسے ہیں جنہوں نے عرب کے شہروں میں سے صرف  
 ایک شہر کا ذکر کیا ہو جیسے ازرق المتوفی سنۃ ۲۲۴ نے لکھی تصنیف مکہ اور  
 اُس کے حالات دیہاؤ، وادی کے ذکر میں ہو، اور ابوالحسن مدائنی  
 نے لکھی کتاب مدینہ کے چراگاہ، پہاڑ اور وادیوں کے بیان میں ہو  
 اور ابن سبین سے بڑا ابن فقیہ محمد بن ابی العزیز المتوفی سنۃ ۳۳۲  
 مصنف کتاب جزیرۃ العرب اور کلیل ہو۔ محمد بن  
 نے اپنی تصنیفات میں عرب کے شہروں،

وجبالہا ومیاءہا ومعادھا واطلالہا ومساکنہا  
الباحیۃ ونقوشہا عجا ربہم واحضارہم وللمہدی انی عظیمۃ  
عند علماء اللغات النقاہین عن الآثار القدیۃ لنداکہ  
الکتابات لعقیدۃ بالخط المسند المہدی وینجلی عن  
کتابہ ان الحمد انی قد نقب عن آثارہم العربیۃ  
البادیۃ واطلع علی الاشکال المحفورة فی انقاض  
مسکنہم ودیارہم وقرع خطہم المحفور فیہا  
ونقل فی کتابہ کایفعا علماء اوربا الباحثین عن  
الآثار القدیۃ فی ثلاث الايام

بہارون ، تالابون ، کانون ، کھنڈرون ، اور اقوام فانیہ  
کے حالات اور انکے پتھرون کے نقوش لکھے ہیں ہمدانی کی  
علامی زبان و آثار قدیمہ کے نزدیک بڑی قدر ہے کیونکہ اسنے قدیم  
کتابات جو مسند عمیری کے خط میں تھی لکھی ہو اور اسکی کتاب  
ظاہر ہو تا ہو کر اسنے عرب کے فانی اقوام کے آثار کی جستجو کی  
اور انکے مساکن و مقامات میں جو حروف کندہ ہیں ان سے  
اسکو واقفیت تھی اور ان منقوش خطوں کو پڑھا تھا اور  
اسکو اپنی کتاب میں نقل کیا ہو جس طرح یورپ کے علماء  
آثار آج کل کرتے ہیں

قد جرى ذکرة يومًا عند شيخنا العلامة شبلي النعماني  
فقال الشيخ بنی علی ان جغرافی و رابع علو کعبہم  
فی المعارف الجغرافیة وطول باعہم فی البحث عن الآثار  
القديمة لا يستطيعون ان یصفوا جغرافیة العرب فی  
الهمدانی طبع کتابہ جغرافیة جزيرة العرب فی  
سنة ۱۸۹۱م ضبطها وصحبها داود مولر الالماني  
ونسخ الخطیة توجد فی مکاتب لقسطنطینیۃ  
ولوندرہ وبارلین وسترسمبرج و برلین  
واما علماء الجغرافیا من العرب الادیین کروا  
اقالیم الارض ممالکها واتوافیہا بنی غفر فسیا  
الکلام علیہم وموعدهم العددا القدام بر شہد الله

حضرة الاستاذ علامہ شبلی نے ہمدانی کی تعریف میں  
فرمایا کہ یورپ کے ماہرین جغرافیہ باوجود جنرانی معلومات کے  
وسعت اور آثار قدیمہ کی کثرت واقفیت کے عرب کا جغرافیہ  
اس سے زیادہ بہتر نہیں لکھ سکتے  
اسکی کتاب جغرافیہ جزیرۃ العرب لیڈن میں ۱۸۹۱ء میں  
بھی ہو اور اسکی تصحیح داؤد مولر ایک جرمنی عالم نے کی ہو اسکے  
قلبی نسخہ بھی قسطنطینیہ ، لندن ، پیرس ، سترسبرگ اور برلین  
کے کتب خانوں میں موجود ہیں  
لیکن وہ عرب کے علامی جغرافیہ جنھوں نے کل زمین کا قیام  
اور ممالک کو ذکر کیا ہو اور عجیب تحقیقات پیش کی ہیں تو  
انکا ذکر آئندہ آئے گا

السید سلیمان معلم العربیۃ  
فی دلائل العلوم

## ابوالعلاء المعری

### تابع مآقلہ

مذہبہ واعتقاده

قد اشتهر ببيت الناس سائر كل مثل الشاعر  
ان ابا العلاء كان ملحداً انذ يقا جاهد ان الشائع  
والرسل وقد صرح بذلك الذہبی وهو يحسب  
ملحد حيث يقول في ترجمة ابوالعلاء التنوخي  
المعري اللغوي الشاعر المشهور صاحب النصايف  
المشہورة والزندقة المأثورة وقال ايضا انه لما  
خرج من وطنه الى طرابلس لاجازيا للاذقية  
نزل حيركان به راهب علم باقيا وبل فلاسفة  
فجمع ابوالعلاء كلامه فحصل له بشكوك ولويكر  
عنده ما يرفع به ذلك فحصل له بعض الخلال  
واودع من ذلك بعض شعرة

وسوء الظن الذي شاع بين الناس كان من  
معظم اسبابه ثلثة امور

الاول انه وضع كتابا لملاوة القرآن سماه بالفصول  
والغايات في محاذاة السور والآيات

الثاني ابيات التي انتد بها وقد صرح فيها بانكار الرسل  
والنبوة والتوحيد والحشر والنشر

والثالث تحريمه اشياء احلها الشرع عن نفسه  
لان لم يكن يكلل حماً ولا بيضا ولا لبنا ولا سمكا

## ابوالعلاء المعري

### متعلق از مآقبل

مذہب و اعتقاد

لوگوں میں یہ بات مشہور ہو اور ضرب المثل کی طرح پھیل گئی ہو کہ  
ابوالعلاء محمد زندقہ تھا شریعتوں اور رسولوں کا منکر تھا چنانچہ یہی  
نے اسی تفسیر کی ہے اور وہ اسکو محمد ہی خیال کرتے ہیں جبکہ وہ اسکی  
لاکھ میں لکھتے ہیں ابوالعلاء تنوخی معری اللغوی شاعر مشہور  
نصايف والا اور معروف زندقہ والا نیز کہا ہے کہ وہ جب سلطنت  
وطن سے مغلططریس کو جاتا تھا اور اذقیہ سے گذرنا تھا تو ایک  
عبادت خانہ میں اترنے کا اتفاق ہوا جان ایک راہب رہتا  
تھا جسکو فلاسفہ کے اقوال بہت یاد تھے ابوالعلاء نے اس کا  
کہہ دیا اور اسکو کچھ شکوک پیدا ہو گئے اور اسکے پاس ایسا سرمایہ  
نہ تھا جس سے وہ شکوک اٹھا سکتا اسلئے اسکے دل میں کچھ خلل  
پیدا ہو گیا بعض اشعار میں بھی اس کا ذکر کیا ہے

وہ بدگمانی جو لوگوں کے درمیان پھیلی اُسکے بڑے شہس  
تین سبب تھے

پہلا یہ کہ اُس نے ایک کتاب قرآن شریف کے مقابلہ میں  
الکحی جسکو الفصول والغايات فی محاذاة السور والآيات کے نام سے موسوم کیا

دوسرا اسکے وہ اشعار جو اس نے حکمرانوں اور اُممیں رسل  
اور نبوت توحید و شریعت و شرک صراحتہ انکار کیا ہے

تیسرا بعض اُن چیزوں کا جو شرع نے حلال کیا ہے ابوالعلاء کا  
اپنے اوپر کر لینا اسلئے کہ وہ گوشت اڑا اور مچھلی وغیرہ نہ کھاتا تھا



بل كان يقتصر على النبات كان ايلام الحيوان عند  
 حراما قطعيا لانه كان يرى داي البراهمة ولا ذر هو  
 نبات ايلام الحيوان عندهم من كبر الجنيات  
 اذنا حيوان كى نزدیک بڑا گناہ ہو

وقد قال بعض شاعر اللغة الفارسية ما تعربيه  
 سمعت شويهة تبكى فتشكو  
 الى الجزار جزعاً من الحياة  
 ايك فارسی کے شاعر نے کہا ہو

فما بال الذين غدو بلحى  
 وهذا ما ارتعيت من النيات  
 سزای ہش و خاری کہ خور وہ ام دیدم  
 کسیک پہلوی چرم خورد چه خواہد دید

فندرج مهناسطر من ابيات القى تاشلحاً  
 سوء الظن به فى افئدة الناس ففـ  
 صروف الزمان مفروق الالفين  
 فاحكم الحى بين ذاك وبينى  
 ہم اس مقام پر سکون تھا کاشکے باعث ہو گئے دنوں میں  
 اسکی جانب بیکمانی بیٹھ گئی ایک حسد نقل کرتے ہیں وہ کہتا ہو

تو نے قصد افسون کے قتل سے منع کیا ہے  
 اور خود دوفرشتے قبض نفس کے لیے بھیج دیے ہیں  
 تو نے کہا کہ نفس لے لیے ایک دوسری جگہ بھیج  
 اور وہ نفس دونوں حالتوں سے کس قدر غنی ہو

قران المشتري زحلا يترجى  
 لا يقاطا النواظر من كراها  
 تقضى الناس جيل بعد جيل  
 وحللت النجوم كما تراها  
 مشتری کا زحل سے فٹا امید کیا جاتا ہے  
 تاکہ آنکھیں اپنی نیند سے بیدار ہوں  
 لوگ گروہ بمبر گروہ گزر گئے  
 اور تارے ہی مچ رہے جیسے تو دیکھتا ہو

موسے صاحب التوراة پہلے گزر گئے  
اور اُسکے متبع کرنے والے کو نقصان میں ڈال گئے  
اُنکے معتقدین کما کہ یہ وحی جو اُنکے پاس تھی  
اور دوسروں نے کہا بلکہ بتان باندھ لیا ہو  
میں اُس گھر کے پھرون کا کیسا ج کرون  
جس کی پناہ میں شراب کے پیالے پہنچا تین  
جب حکیم ابنی عفتل کی طرف رجوع کرے  
تو شریعتوں کو حقیر و ذلیل سمجھے گا

تقدم صاحب التوراة موسیٰ  
واقع بالخسار من اقتراها  
فقال رحباله وحی استاء  
وقال الاخرون بل اقتراها  
وما حجتی الی احبار بیت  
کوؤس الخمر تشرب فی ذراها  
اذا رجع الحکیم الی حباء  
تھا ون بالشرائع وازدراها

ہم ہنستے اور ہمارا ہنسنا بیوقوفی سے تھا  
زمین کے رہنے والوں کو چاہیے کہ رو دین  
ہمیں زمانہ نے توڑ دیا یہاں تک کہ گویا ہم  
ایک شیشہ میں لیکن یہ شیشہ دوبارہ نہیں لگیگا

ضحکنا وکان الضحاک مناسفاہ  
وحق لیسکان البسیطة ان ینکوا  
تخطئنا الایام حح کاننا  
زجاجہ ولکن لا یعاد لہ سیک

دین خفیضی والے بیوقوف ہوئے اور نصاریٰ ہدایت پائیں  
اور یہودی حیران ہو گئے اور مجوس گمراہ ہیں  
زمین کے باشندے دو قسم ہیں عقل والے مگر دین پرست  
دوسرے دیندار مگر اُن کو عقل نہیں

هفت الخفیفة والنصارى ما اھتدت  
ویہود حارت والمجوس مضللا  
انسان اھل الارض ذو عقل بلا  
دین واخسر دین لا عقل لہ

نئے کہا ہمارا خالق جو قدیم  
تھے کلام ہم بھی ایسے ہی قدیم  
تم کہتے ہو وہ بلا زمان اور بلا مکان ہر سو یہ بتاؤ  
اس کلام کے کوئی پوشیدہ معنی ہیں یا تم میں ہی عقل نہیں ہو

قلتم لتخالق قدیم صدقم ہکذا نقول  
ذمتوہ بلا زمان ولا مکان الا فقولوا  
ھذا کلام لہ خفی معناه لیست لکم عقل

لوگ کہتے ہیں دین ہے کفر ہے خسرین ہیں  
فرقان منحصر ہے توحید ہے انجیل ہے  
ہر گروہ میں خرافات ہوتے ہیں جسکو دین بنایا جاتا ہے  
کیا ہدایت کے ساتھ بھی کوئی گمراہ کسب نفع و ہوا ہو  
نووی نے اُسکے جواب میں کہا ہے  
ان ابو القاسم رہنا اور اُس کی امت  
اسے جیسوٹے و جال خدا تھے اور زیادہ دلیل کرے

دین و کفر و بناء فقال و قدر  
قان ينص و توراۃ و انجیل  
فکل جیل ابا طیل یدان ہم  
فصل تفرح یومًا بالهدی جیل  
وقد قال النووی فی جوابہ  
نعم ابو القاسم الہادی و امتہ  
فتراد لہ اللہ ذلّا یا دججیل

رسول کی بات کو سچ زبان وہ ایک جھوٹی بات پر غور نہیں کرتے  
لوگ ایک مدّعی میں تھے رسول نے ایک جھوٹی بات کہہ کر دیکھا  
خطیب ابو زکریا تبریزی کہتے ہیں کہ جب میں نے ابو القاسم کے  
سامنے اُس کا یہ کلام سنا،

فلا تحسبوا ان الرسل حقّا وکن قول زور و سطر  
وکان الناس فی عیش و رغید فجاءوا بالبحال نکدرہ  
قال الخطیب ابو زکریا التبریزی لما قرأت  
علی ابی العلاء بالمعرقہ قولہ

وہ ہاتھ جھکا دینا سو دینار سے ادا کیا جائے  
وہ ایک چوتھائی دینار میں کیونکر کاٹ لیا جاتا ہو  
یہ ایک تناقض ہے جو میں ہم سو کے سکوت اور کچھ نہیں کہہ  
اور یہ کہ ہم اپنے خدا سے لگ سے بنا دماغین

یصل بنحس مئی من عسجد قد یت  
ما بالہا قطعنت فی ربع دینار  
تناقض ما لنا الا السکوت لہ  
وان نعود بمولاتنا من البشار

تو میں نے اُس سے اس کے معنی دریافت کیے کہ انقباض کے قول کے  
مطلق یہ ایسی عبارت ہے جس کے معنی مسجد میں نہیں آتے ذہبی کہتے  
ہیں اگر یہ مراد ہو تو تو یوں کہتا تعبدوا لنا الا السکوت لہ

سالن عن معناه فقال هذا مثل قول الفقہاء  
عباد لا یعقل معناها قال الذہبی قلت لو اسراد  
ذلك لقال تعبدوا لنا الا السکوت لہ

۱۱۔ میں نے اگر کوئی انسان ایک انسان کا ہاتھ کاٹنے کو بائیس دینار میں اور وہی ہاتھ چوری میں ربع دینار کے عوض کاٹ لیا جائے

ولما عترض على الله بالبيت الثاني قال السلف ان قال  
 هذا الشعر يعتقد اصغاه فالنار ماواه وليس له  
 في الاسلام نصيب  
 اور دوسرے شعر میں خدا پر اعتراض نہ کرنا سلفی نے کہا ہے اگر شعر  
 معنی کا اعتقاد رکھ کے کہا ہو تو اس کا ٹھکانا جہنم میں ہے اور اس کا  
 اسلام میں کچھ حصہ نہیں ہے

ان عیسیٰ فبطل شرع موسیٰ  
 وجاء محمدًا بصلوة خمس  
 وقالوا الانبیاء بعد هذا  
 فضل القوم بین غد وامن  
 ومهما عشت فذنی الی هندی  
 فما تخلیک من حتم وشمس  
 اذا قلت الحال رفعت صوتی  
 وان قلت الصبح اطلت همی  
 ولما فرغ من کتابہ الفصول والغايات في حذاة  
 السور والآیات وكانه عارض به كلام الله قبل  
 له ابن هذا من القرآن فقال لا تصقله المحاریر  
 اربع مائتة سنة  
 عیسیٰ نے اگر نبوت کی شریعت کو باطل کر دیا  
 اور محمدؐ پانچ نماز میں لائے  
 لوگ کہتے ہیں ان کے بعد نبی نہوگا  
 اس لیے قوم کی آئندہ اور کل گذشتہ میں مگر وہ ہوگی  
 اگر تو اس دنیا میں زندہ رہے گا  
 تو ماہ و مہرے ملے نہ نہیں ہو سکتا  
 جب میں کوئی جھوٹی بات کہتا ہوں تو آواز بلند کر لیتا ہوں  
 اور اگر سچی بات کہوں تو آواز پست کر لیتا ہوں  
 جب ابی کتاب الفصول والغايات في حذاة السور والآيات  
 سے فارغ ہوا گویا اس نے اس کلام کے ذریعہ کلام اللہ کا مقابلہ  
 کیا ہے تو اس سے کہا گیا کہ قرآن شریف میں اور زمین تو برابر ہی ہے  
 اسے کہا کہ اسکو چار سو برس محرابوں میں پھیل نہیں کیا یعنی اسے زندہ نہیں ہو سکتا

ولكن من كلامه ايضا ما يدل على صحة الاعتقاد  
 والايمان ويلقى فيه اثر من الاثر بعون الناشر اعم  
 والرسول وقد وضع كتاب في هذا الموضوع  
 اذيل فيه ما يزن به من الزندقة والاحاد اسم  
 دفع التحري عن اول العلم المذكور وقد عزي صاحب كتابه  
 لیکن اس کلام میں ایضا ما یہ دل علی صحۃ الاعتقاد  
 والايمان ويلقى فيه اثر من الاثر بعون الناشر اعم  
 والرسول وقد وضع كتاب في هذا الموضوع  
 اذيل فيه ما يزن به من الزندقة والاحاد اسم  
 دفع التحري عن اول العلم المذكور وقد عزي صاحب كتابه  
 لیکن اس کا بعض کلام ایسا بھی ہے جو محض اعتقاد پر دل ہے  
 اور اس میں شرائع اور اسل کے اقرار کا اثر پایا جاتا ہے جس میں ضیوع  
 پر ایک کتاب بھی لکھی گئی ہے جس میں زندقہ اور احاد کی تصویق  
 اذیل فیہ ما یزن بہ من الزندقة والاحاد اسم  
 دفع التحري عن اول العلم المذكور وقد عزي صاحب كتابه

هذا الكتاب لحيات كمال الدين بن العديم المتوفى  
سنة ۶۶۰ وقال لا ينبغي صاحب مدينة العلوم ان  
تصنيف ابن العميد يمكن ان يشترك كتابا في اسم  
ان صفا كشف الظنون اظهر اسم من وضع الظلم والنهي  
في اس کا نام وضع الظلم والنهي ظاہر کیا ہو

وبالجملة قال صاحب مدينة العلوم ناقلا عن  
الكتاب ان بعض الناس من الحساد المعاصرين كانوا  
يقولون ثلاث الاشعار وليس بوفا اليه حسد امه عليهم  
ويزن يعون بين الناس ان يترك البعث بعد الموت  
ويجحد بالشرائع والانبياء

وتؤيد ذلك ما رواه الذهبي عن ابي نصر المناذري  
الشاعر قال اجفقت بابي العلاء فقلت له  
ما هذا الذي يروى عنك ويجكى

قال حسدوني وكذا بوا على فقلت على ماذا  
حسدوا فقد تركت لهم الدنيا والاخرة فقال  
والاخرة قلت اى والله شرد كما الذهى

عن القاضي ابي الفتح يقول دخلت على  
ابى العلاء التتوخي بالمعرة ذات يوم فمضت  
حلاوة بغير علم ومنه وكننت انك دالير اقرء  
عليه سمعته وهو ينشد من قبله

كم غودرت غادة كعاب  
وحشرت امها العجوز

بہت مرتبہ نازک انعام جوان جو رست ہوا گئی  
اور اس کی مان بڑھیا عمر دی گئی

احرزها الولدان حذرًا والقبر حذرًا حریز	اُسکے ماں باپ نے اُس کی حفاظت کی تھی حالانکہ قبر اُس کی حفاظت گاہ ہے
يجوز ان تبطنی المنايا والخلد فی الدھر لا يجوز	یہ ہو سکتا ہے کہ موتیں دیر کر دیں مگر زمانہ میں ہمیشہ نہیں رہا جاسکتا
ثم تاوہ مترات وتلّان فی ذلک لایة لمن خاف عذاب الاخرة ذلک يوم مجموع	پھر اُس نے کئی مرتبہ آہ کھینچی اور یہ آیت پڑھی بیشک اس میں نشانی ہے اُسکے لیے جو عذاب آخرت سے ڈرے
لہ الناس وذلک يوم مشہود وما نوخرة الا اجل معدود يوم باقی لا تکلم نفس	یہ دن ہے عسین لوگ جمع ہونگے اور یہ دن ہے حسین عطا فرما ہونگے اور اُسے ہم نہ ہٹائینگے مگر ایک مدت عینہ تک ایک لکھ
الاباذنہ فتمہر شقی وسعيد ثم صا وبکی بکاء اشدیداً او طرح وجهہ علی	کہ سوئے ہو اُسکی اجازت کے کوئی بات نہ کر سکیگا بعضے نہیں بخت ہیں بعضے نیک بخت پھر جنت ماری اور بہت رویا اور بنا پر
الارض زمانا اشہد رفع راسہ و مسح وجهہ فقال سبحان من تکلم بهذا اقل قدم سبحان	دیر تک زمین پر ڈالے رکھا پھر سر اٹھلایا اور منہ نوچھا اور چہرہ کہ وہ ذات پاک جس نے قدم میں اسکے ساتھ حکم کیا وہ ذات
من ہذا کلامہ فصبرت ساعة ثم سلمت علیہ فرخ فقال متی اتیت فقلت الساعة	پاک ہو چکا یہ کلام ہے میرے کچھ دیر تو صبر کیا پھر میرے اُسکو سلام کیا اُس نے جواب دیا اور کہا تو کہا میں نے کہا ابھی پھر میں نے
ثم قلت یا سیدی اری فی وجهک اثر غیظ فقال لا یا ابا الفتح بل انشدت شیئاً	کہا حضرت میں آپ کے چہرہ پر کچھ غصہ کا اثر پاتا ہوں اُس نے کہا ابو الفتح نہیں بلکہ میں نے کچھ مخلوق کا کلام پڑھا پھر کچھ خالق کا
من کلام المخلوق وتلوت شیئاً من کلام المخالف فلیتھماتری فتتحقق صحتہ ینہ وقوة یقینہ	اسلام پڑھا اس سے میری بر حالت ہو گئی تلوذ دیکھتا ہوں تب سے مجھے اُسکا صحت دین اور قوت یقین کی تحقیق ہوئی
فلا یعلم قطعاً ما کان مذہباً استفادہ وکان الروایات فیہ متناقضة و کلامہ متعارض	اب یقینی یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ اسکا مذہب تھا عقائد کیا تھا کیونکہ روایات متناقض ہیں اور کلام متعارض ہے
وبالجملة کان من فحول الشعراء المجیدین	حاصل یہ ہے کہ ابوالعلاؤ ان بڑے شعراء میں سے تھا

علی اسالیب الکلام ماهر احاذقاجیدالسبک  
 والصیاعۃ متقلبا فی شوارح الصناعات والبلاغات  
 ذوالفضل الباهر والادب الوافر والمعرفة  
 بالنسب وایام العرب قرء القرآن بر وایلت  
 وسمع الحديث بالشام علی ثقات وله فی  
 التوحید واثبات النبوة وما یخص علی الزهد  
 اخیاء طرق الفتوة والمروءة شعر کثیر ولعم قال  
 فیہ الباخرزی حین یقول ضریر مالہ فی الادب  
 ضریک ومکفوف فی قمیص الفضل ملفوف  
 ومحبوب خصمه الا لدی محجوج قد طال فی ظل  
 الاسلام اناؤه ولكن ربما رشح بالاحقاد  
 اناؤه مات ابوالعلاء بعد ما کنت مریضا  
 ثلثة ايام لیلۃ الجمعة ثانی وثلثا وثالث  
 من بیع الاول سنة ۴۴۹ وقد وصی ان یکتب علی قبره  
 هذا جنازة ابي علی وما جنیت علی احد  
 یقول وجودی هذا جنازة من ابي علی وما جنیت علی  
 علی احد ای لم الذل ولا اوهذا من اباطیلہ التي تائلت  
 فی قلبه من مذہبہ عند هب الحکماء فاعلموا الخراج  
 الولد من العدم الی الوجوب جناية علیه فانه یتعرض  
 للافات والتکلیات والوالد سببه  
 ذکر الذہبی فاقلا عن ابي الکارم انه لما توفی  
 یو خوش گو اور کلام کے طریقوں پر قادر ہیں ماہر حاذق وصال اچھا  
 کر بہت اچھی فصاحت و بلاغت کے کوچوں میں گھر میں ولا شون  
 افضل والا بہت ادب والا ایام عرب اور ان کے نسب سے واقف  
 قرآن مجید کی روایتوں سے پڑھا حدیث ملک شام میں ثقات سے  
 سنا انکا بیٹے شاعر بہت ہیں جوزہ اور مروت وفتوت کے طریقوں  
 جانے پر برگزینہ کرتے ہیں توحید اور اثبات نبوت میں بھی ہیں  
 باخرزی نے اسکی شان میں کیا اچھا کہا ہے جبکہ وہ کتا ہے ایک  
 نامینا ہے جسکا ادب میں کوئی نظیر نہیں ایک خانہ نشین ہے جو  
 فضل کے کرتے میں پڑا ہوا ہے ایک محبوب ہے جسکا جھگڑا تو خوش طلب  
 ہے اسلام کے سایہ میں اسکی یالیدگی دیر تک رہی گریہ مرتبہ  
 اسکے برتن سے اتحاد بھی پیکار ابوالعلاء تین دن بیمار رہے جمعہ کی  
 شب کو ریح الاول کی دوسری یا تیسری یا تیرھویں تاریخ کو  
 ۴۴۹ھ میں فوت ہوا یہ وصیت کر گیا تھا کہ میری قبر پر یہ  
 شعر لکھ دیا جائے  
 یہ وہ ہے جو میرا پٹے محمد بن خلیفہ کی تھی اور میں نے کسی پر جنایت نہیں کی  
 یعنی میرا یہ وجود میرے باپ کی جانب سے محمد بن خلیفہ پر اور میں نے  
 کسی پر جنایت نہیں کی یعنی میں نے کوئی لڑکا پیدا نہیں کیا یہ محمد بن خلیفہ  
 پر جنایت ہے جو اسکے لہو میں بیٹھ گئیں تعین یعنی حکما کا ہم نہ ہوئے حکما  
 کا قول ہے کہ بچہ کا عدم سے وجود میں لانا اس پر جنایت ہے کہ وہ نہ ہو  
 مصیبتوں اور فتوکا نشان بن جانا اور والد ہی اسکا سبب بنا ہے  
 ذہبی نے ابوالکلام سے نقل کر کے بیان کیا ہے کہ جب ابوالعلاء کا

ابوالعلاء اجماع علی قبرہ ثمانون شاعر او ختم  
فلسفہ و طبع عند قبرہ مائت اختتم  
انقل ہوا تو اسکی قبر پر انسی شاعر جمع ہوئے اور قبر کے پاس  
ایک ہفتہ میں دو سو نوئم پڑھے گئے،

وقد نالہ تلیذا ابو الحسن علی بن ہمام بئلاک الایات  
ان كنت لم ترق الدماء زهادة  
فلقد ارقت اليوم من جفون دما  
امشاة الی مذہب و ترکہ ایلام الحیوان  
سیرت ذکرک فی البلاد کانه  
مسک فسامعه تضحی او فمنا  
واری الحجیر اذا اراد الیلہ  
ذکرک لخرج فدیة من احروما

اسین اُسکے مذہب و ترک آثار حیوانات کی طرف اشارہ ہے  
تو نے اپنا ذکر شہرون میں مشہور کر دیا گویا وہ  
مشک ہو اسیلے اُسکے سننے والیکو باسکر دین کو مہر کر رہی  
میں دیکھتا ہوں کہ حاجی جب کسی شکر تیرے ذکر کا  
ارادہ کرتے ہیں تو اسلام باندھنے والا دیر نکالتا ہے  
یعنی حاجی جب کسی شب تیرا ذکر کرنا چاہیں تو محرم دیر نکالتا  
یہ اس لیے کہ وہ جب تیرا ذکر کرینگے تو تیرا ذکر مشک کی طرح ہیکہ  
اور انھوں نے جب تیرا ذکر کیا تو گویا خوشبو لگائی اور خوشبو لگانے  
سے محرم پر فدیہ واجب ہوتا ہے یہ ایسا ہے جیسا کہ ابو الجہد  
سعد بن کثیر راسی نے اپنے استاد فخر الاسلام ابو بکر محمد بن احمد  
شاشی متوفی ۵۰۷ھ کی طرح میں کہا ہے،

يقول الحجاج اذا ارادوا ذکرک لیلہ فالحرم یخرج  
فدیة لا تخم اذا ذکرک و ذکرک یضوع مسکا فکاظم  
اذا ذکرک و لم یسوا الطیب و مسک الطیب ما یجیبہ  
الفدیة للحرم و هذا کما قال ابو الجہد معدان بن کثیر البکری  
فصح استاذہ فخر الاسلام ابوبکر محمد بن احمد الشاشی  
المتوفی سنة ۵۰۷ھ للہجرة

اے کبیرہ فضل ہمیں فتوے دے کہ  
شرعیہ قصداً ذکر الاحرام  
ولما تضمن زائریک بطیباً  
تلقیہ و هو علی الحجیر حرام  
وقد وثی ساحہ من احکام وود المخر و علی الساحت  
بالصغیر قیوم و هو علی غایتہ لیکون من الالہام و ترا  
یہیام و صلا الی الایات و بکذا ذکر ان کلان الوفا

اے کبیرہ فضل ہمیں فتوے دے کہ  
شرعیہ قصداً ذکر الاحرام  
ولما تضمن زائریک بطیباً  
تلقیہ و هو علی الحجیر حرام  
وقد وثی ساحہ من احکام وود المخر و علی الساحت  
بالصغیر قیوم و هو علی غایتہ لیکون من الالہام و ترا  
یہیام و صلا الی الایات و بکذا ذکر ان کلان الوفا



ولا تعلم هل صوف احد من الكرام زاد من غلاته  
 الى اصله جلد ثلثه منذ زمن ابن خلکان الى  
 هذا الزمان فقیر ارام هو علی کل علیہ فی ذمہ میں کچھ تغیر کیا ہوا ایسے ہی ہر جیسا کہ ابن خلکان کے زمانہ میں  
 فی سنیہ ۶۰۸ ستہ وفات ابن خلکان • میں تھی جو ابن خلکان کی وفات کا سنہ ہوا

وقد قرأنا فی جدیدۃ العزائم الغراء المصغر لصیفا  
 الفضال عبد المسیح انطاکی بک فی العاد و صفا  
 غفر رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۷ ان رجلا من بھاء  
 المعرف قد توجہ و شد منیرہ لا صلاح و جہۃ الشاعر  
 الذکرہ شافہ و جہا ریخہ الا وائل العظماء فرأی ان قبرہ  
 ایضا لبد ان تنال امتیازا نقابین القبور فکرم جواد  
 العزم لیسانہ و ترصیرہ فیامن عزم و یامن کرم خیم  
 ہمنے مصر کے اخبار العربیہ کے جسکے ایڈیٹر ہمارے دوست

وتقل ہمناعلۃ نالک الجدیدۃ الغراء بنصہا  
 ”لقد بشرنا انباء معرق النعمان بنفحۃ من نفحۃ صاحب الجود  
 ولا احسن الحاکم لیسبیک انی اده سقا تلو السید من بادیہ  
 نقیب السادۃ الاشراف معرق النعمان بانہ قد تقدم بکرمہ  
 العیم فضلہ الجیم بہتیمیر و ترمیم صرح شاعر العربیہ  
 و فیلسوف الشعراء ابو العلاء المشرک کل صریحہ الا نقابہا مقام  
 ثوق فی علم یکف عجز الذکر المحمودہ و لا ثوق المشکوۃ و لا ثوق  
 الیہامۃ اخری و علی نشیدہ مکتبا الناشئۃ المعرق علی نقبہ شکی علی ضافہ کی ہر وہ بیکہ معرقہ جو کہے لیا اپنے بیچ سے کیکل سکول قائم  
 یتلقون فیہ العلوم والا داب فاکرم بہ محج حسن  
 کویا چیز میں کلام کا داب حاصل کرے گا وہ عین کیم تیرا کیا کتا

السید علی الزینبی

عظیم

## القطب الشمالی

لاحق بالسابق

وفی اوائل ینایر سن۱۹۰۱ - نقل متعنه  
الی ارض السمیر بعد ان عبر مضیق سمث وبقی  
فی السمیر الی ۱۹ فبرایر وکان الکرک صولفا صند  
ومن عشق رجال من الاسکیمو ومعهم ۱۰۳ کلاب  
وکان الضید کثیر فی البلاد التي قطعوها بین ۱۹  
فبرایر و ۱۰ مارس وکان یترک فی طریقہ من  
اعیامہم التعب من الرجال وکلاب فلم یبق  
معه فی آخر المدة سوى اثنين من الاسکیمو  
الاشداء وھما شابان فی مقببل العمر  
ووصف سیر و انتقالہ فقال -

کنا نسیر کل یوم الی ان یاخذنا التعب ثمر  
ننزل ونبنی بیتا من التلیج نتقی بہ البرد ثم نعل  
النساء ویاکل کل واحد منا نصف لیبرہ من  
اللحم المسحوق وقطعة من البقسماط ونطعم  
کل کلب لیبرہ من اللحم المسحوق وندخل فی  
کیاس النوم ونام ثم نستقیط ونجید فی  
السیر الی ان یتھکنا التعب فننزل بنی بیتا  
وناکل وننام وھکذا کان کل یوم مثل الذی  
قبلہ وکانت الریاح شداۃ جدا فی غالب

## قطب شمالی

سلسلہ کے لیے دیکھو گزشتہ

ابتداءے جنوری سن۱۹۰۱ میں اپنا اسباب سمیر کی زمین پر  
لے گیا جبکہ سمنہ کے تنگ راستہ سے گزر چکا تھا اور سمیر میں  
۱۹ - فروری تک رہا اور یہ جماعت گیارہ آدمیوں کی تھی ایک خود  
اور دس اسکیمو کے لوگ جنکے ساتھ ۱۰۳ - اکتے تھے ۱۹ فروری  
اور ۱۰ مارچ کے درمیان جس ملک سے وہ گزرے وہاں  
شکار کثرت دستیاب ہوتا تھا مردوں اور کتوں سے جو  
راستہ میں تھک جاتا تھا اسکو وہاں چھوڑتا تھا۔ اب کے  
ساتھ آخر مدت تک سوائے اسکیمو کے دو قومی نوجوانوں کے  
اور کوئی باقی نہ رہا،

ہم نے خود اپنے نقل و سفر کا حال بیان کیا ہے وہ کہتا ہے،  
کہ ہم ہر روز چلتے تھے یہاں تک کہ جب ہکٹو مکان لاس ہوتا  
تھا تو ہم اتر کر برن کا ایک گھر بناتے تھے جہاں سردی سے  
پناہ لیتے تھے پھر ہم چاہے بناتے تھے اور ہم میں کا ہر ایک  
شخص آدھا لیبرہ پیسا ہوا گوشت اور ایک ٹکڑا روغن روٹی کا  
کھاتا تھا اور ہر ایک کے کو ایک لیبرہ پیسا ہوا گوشت کھاتے تھے  
پھر سونے کے تھیلے میں گھس جاتے تھے اور سواتے تھے جب  
بیدار ہوتے تھے پھر چلنے میں تیزی کرتے تھے یہاں تک کہ جب ہکٹو  
ضعیف کر دیتا تھا تو اتر کر ایک مکان بناتے اور کھاکر سواتے اور  
ایسے ہی ہر روز کرتے تھے اسوقت اکثر اوقات ہم ماہیت سخت

الاحیان والحراقة بین ۴۰ و ۴۵ درجة	طبیقی تھی اور گرمی ۴۰-۴۵ درجہ کے درمیان میں تھی جبکہ ہم ۴۴
ولما بلغنا الدرجة ۴۲ والدقیقة ۴۷ من	درجہ ۴۷ دقیقہ عرض اور ۴۶ درجہ ۳۶ دقیقہ طول پر پہنچے
العرض والددرجة ۹۶ والدقیقة ۳۶ من الطول	تو پہنچے اپنی بائیں جانب ایک زمین دیکھی جس کی بلندی
رأینا ارضاعن یسارنا ارتفاعها نحو العدم	ایک ہزار قدم تھی مگر ہم اسکو تفتیش نہ کر سکے اور نہ حسین
قدم ولونتمكن من ارتدادها ولمنعلم مساحتها	اسکی مساحت دریافت ہوئی اور یہ کہ آیا وہ جزیرہ ہی کی
وهل هی جزیرة او جزء من بر ووسع - فاجتازناها	وسیع خشکی کا ٹکڑا ہی ہم اس کو طے کر گئے اور چلے گئے
وسرنا وكان سینا صعبا جدا فی هذه المدة	ہماری مسافت اس وقت یقینی سخت تھی اور ہم لیکن
ولم نكن نقطع اكثر من عشرة امیال فی اليوم	دس میل سے زیادہ زمین طے نہ کر سکتے تھے اور یہ ابریل
وذلك فی العشرة الايام الاولى من شهر ابریل	کے پہلے عشرہ کا ذکر ہے،
وفی الحادی والعشرين من ابریل	میں نے ۲۱- ابریل کو مقیاس العرض ہاتھ میں لیا تو مجھے
اخذت مقیاس العرض فوجدته ۸۹ درجة	۸۹ درجہ ۴۰ دقیقہ ۹ ثانیہ عرض دریافت ہوا یعنی
۹۹ و ۹۰ ثانیة و ۴۷ دقيقة الى ان القطب الشمالی	قطب شمالی ہماری آنکھوں کے سامنے تھا اور ہمارے
كان على مرأی منا ولرکین بیننا	اور اس کے درمیان ۴۰ نامیوں کے سوا اور کچھ مسافت باقی
وبینه سوی ۱۴ ثانیة قطعناها سريعا	نہ تھی جسکو پہنچنے بہت جلد قطع کر لیا جب مجھے یہ معلوم ہو گیا
ولما تحققنا لنبالغنا القطب اخبرنا	کہ ہم قطب پر پہنچ گئے تو میں نے اپنے دونوں دوستوں کو
رفیق فی بذلك فرقصا طربا ثم رفعنا	اسکی خبر دی وہ مارے خوشی کے ناچنے لگے پھر ہم نے
العلم لا میرکی وكان الوقت ظهرا فكان	اس کی بجائے اکھڑا کیا اور ظہر کا وقت تھا ہم میں کا ایک گھنٹی
الواحد منا ینتقل بخطوة واحدة من	ایک قدم رکھ کے زمین کے ایک نصف سے دوسرے
النصف الواحد من الارض الى النصف الاخر	نصف میں پہنچ جاتا تھا اور نصف النہار سے نصف
ومن نصف النهار الى نصف اللیل	امیل میں
وبقی الدکتور کواک ورفیقاه یومین فی القطب	ڈاکٹر گرگ اور اسکے رفیق قطب میں رہے

و عَادُوا صَنَعَهُ فِي ۲۳ - ابریل - وَكَانَ الرَّجُوعُ  
 شَاقًّا جَدًّا أَفْلَحُوا وَصَلُوا إِلَى مَضِيقِ جَوْشَنِ عَرَفَةَ  
 فِي قَارِئَةِ النَّبِيِّ إِيمَانَ الَّذِي كَانَ مَحْمُودًا وَكَانَ طَعَامُهُمْ قَدْ  
 نَفِدَ فَاحْذَوْا وَاصْبِرُوا وَنَ الْبُشْرَى بِالْشَّرِائِكِ  
 وَبِقَاتُونَ بِمَحْوَمَهَا  
 اور وہاں سے ۲۳ - اپریل کو لوٹے تو ثابت پہنچت تھا  
 جب بونس کی مفتی میں پہنچے تو اسکو مٹی کی  
 کشتی کے ذریعہ ملے کیا جو ان کے ساتھ تھی اٹھاکھا ہاتھ  
 ہو گیا تھا وہ حال کے ذریعہ پھیلنے کا شکار کرتے تھے اور  
 ان کے گوشت سے گذار کرتے تھے،

هَذَا مَا رَوَى فِي شَأْنِ هَذَيْنِ الرَّحَالَتَيْنِ هَا  
 جَرِي لَهَا مِنْ مَعَانَاةِ الشَّدَائِدِ وَالْعَنَاءِ وَغَرَابِ  
 مَا لَقِيَ فِي سَفَرِهَا وَكُلِّ مَنَاصِدِ عَمَلِ الْفَضْلِ نَفْسُهُ  
 فِي هَذَا الْاِكْتِشَافِ وَبِكَذِبِ الْآخِرَةِ قَدْ وَقَعَتْ  
 الْمُنَاقَشَةُ فِيمَا بَيْنَهُمَا وَقَدْ صَادَ التَّاسِ فِيهِمَا  
 فَرَقَتَيْنِ تَحْتِ رَقَّةِ تَصَدُقِ دُكْتُورِ كُولِ لَآئِنَ الْقِي  
 الْخُطْبِ فِي الْمَجَامِعِ وَبَيْنَ بَرَاهِينِهِ عِدَّةُ دَعْوَاهُ  
 فَيَقُولُ إِنَّهُ دَفَنَ النَّبِيَّةِ فِي عَيْنِ نَقْطَةِ الْقُطْبِ  
 فَمَنْ كَانَ يَرِيبُ فِي قَوْلِهِ فَلْيَدْعُ إِلَى الْقُطْبِ  
 وَبِحَقِّ الْأَرْضِ فَاتَهُ سَيِّجِدُهَا وَالْأَدَابَةُ تَزِدَادُ  
 مِنْ يَوْمٍ إِلَى آخِرٍ عَلَى أَنَّ كُولِ صَادِقُ  
 فِي رَوَايَةِ فَقَدْ قَابِلَ بَعْضُهُمُ الرِّجَالِ  
 الَّذِينَ كَانُوا مَعَهُ وَشَهِدُوا أَنَّ صَادِقَ بَيَّانُ  
 رَوَايَةِ كُولِ وَأَنَّ الَّذِينَ رَأَوْهُ كُولِ  
 وَحَادِثُهُ مِنَ الْعِلْمِ وَغَيْرِهِ شَهِدُوا  
 بِصِدْقِهِ كَلَامُهُ  
 یہ ہے جو کچھ کہ ان دونوں مسافروں کی شان میں منی  
 سرگزشت اور کالین اٹھانے اور سفر میں عجائبات دیکھنے  
 کے متعلق روایت کیا گیا ہے اور انہیں سے ہر ایک اپنے  
 لیے فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسرے کی تکذیب کرتا  
 ہے اور ان دونوں میں ایک جھگڑا پیدا ہو گیا ہے اور لوگ  
 ان کے باب میں دو فرقے ہو گئے ہیں ایک فرقہ ڈاکٹر کوگ  
 کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ اس نے جسون میں لکھ دئے ہیں  
 اور اپنے دعوے پر دلائل پیش کیے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں نے  
 عین نقطہ قطب پر ایک نکلی دفن کی ہے جو شخص میرے قول میں  
 شک کرے وہ قطب تک جائے اور میں کھودے اسکو  
 ضرور پائیگا اور روزمرہ اس قسم کے دلائل بڑھتی جاتی ہیں کہ  
 کوگ اپنی روایت میں صادق ہے ایک شخص نے ان دونوں  
 شخصوں سے ملاقات کی جو اسکے ساتھ تھے انہوں نے اس  
 شخص کے ساتھ بیابان کیا جو کوگ کی تائید کرتا تھا اور ڈاکٹر کوگ  
 جنہوں کوگ کو دیکھا ہے اور اس سے بات چیت کی ہے وہ بھی اس  
 سب اسکے کلام کی شہادت دیتے ہیں،

<p>مگر عام رائے کہ بتان بری کی تصدیق کی طوطا مل بری          اس پر زیادہ ممتا دیا جاتا ہو کہ اُسکو بلاد جلید بری کی وضع          اطلاع ہو اور اُس نے جہات قطبیہ کی طرف جانے میں ایک          مسافر سے زیادہ شقتیں اٹھائی ہیں۔ اُس کیٹی کو کہتا          بری کے اوراق کی آفتیش کے لیے مقرر کی گئی تھی یہاں          ہو گیا ہو کہ وہ قطب تک پہنچا ہو اور اُس نے اپنی رپورٹ          انجمن اہلیہ جغرافیہ کے پاس وشنطون میں بھیج دی، بری          جس کو اُس نے باتفاق آراء قبول کیا، بری اور کپتان          بری کو اُس نے کا تمہ عطا فرمایا، بری اور ایک دوسری          کیٹی معتر کی ہے جو اس کی تحقیق کرے گی          کہ اس سے پہلے بھی کوئی قطب تک پہنچا ہے          یا نہیں،</p>	<p>واما الراى العام فمبیل بکلیتہ التصدیق          کا بتن بری اعتماداً اعلیٰ خبرتہ الواسعہ          فی بلاد الجلید ولانہ حافی مشاف الذہاب          الی الجہات القطبیۃ اکثر من کل رجالة          قطبی اخر وقد ثبت للیجنتہ السی محیثت          لفحص اوراق کا بتن بری انہ بلغ القطب          الشمالی وقد قدمت تقریرها الی الجمعۃ          الاملیۃ الجغرافیۃ فی وشنطون فقبلتہ          باجماع الاراء ومنحت الکابتن بری          مدالیتها الذہبیۃ وقررت تعیین لیجنت          اخری للبحث فی ما اذا کان احد قد بلغ          القطب قبلہ</p>
<p>یہ قول کہ کوک کے صادق الروایہ ہونے پر          دلائل روز بروز بڑھتے جاتے ہیں اُسکے بعض معتقدین          کا حسن ظن ہو ورنہ ڈاکٹر کوک نے کوئی قابل          اطمینان واضح دلیل قوم اور انجمن جغرافیہ کے سامنے          پیش نہیں کی بلکہ اُسکی جانب سے اکثر ایسی باتیں ہر          ہوئی ہیں جنکے باعث دلون میں شک ہو گیا ہو۔ یہ          اس لیے کہ جب سے وہ تمدن دنیا میں آیا ہے اور          اپنے لیے دریافت قطب کا دعویٰ کیا لوگوں نے اُس          سے اُسکے دعویٰ کی صحت پر دلیل طلب کی اُس نے وعدہ کیا</p>	<p>والقول بان الادلة ترد اذ من يوم الى اخر          على ان كوك صادق في روايته فهو حسن          ظن من قبل بعض معتقديه والا فالدكتور          كوكهما اظهر برهانا واضحا يعول عليه عند الامة          والجمعية الجغرافية بل ربما اظهر منه          ما يستحق به الشك في الاذهان ذلك انه          منذ ورد العالم المتمدن وانتحل          لنفسه اكتشاف القطب طلب الناس منه          برهانا على صحة دعواه فوعده ان يسرع عرض</p>

اور اقدہ و براہینہ علی الجمع العلمی  
تدل علی حقیقتہ بلوغہ القطب لکن  
ما انفجروا علی الان و ما زال یحتال  
ویراوغ فی انجاز وعدہ

کہ میں علمی جماعت کے سامنے اپنے اوراق اور دلائل پیش  
کردن کا جن سے قطب تک پہنچنے کی حقیقت معلوم  
ہوگی اگر سوت تک اپنا وعدہ پورا نہیں کیا اور ہمیشہ ایسا  
وعدہ میں حیلہ حوالہ کرتا رہا،

فما ہذا الا احتیال المراءوۃ الریب  
فی قلوب الناس فیقول نارتہ اندما حان  
ان افتتم تلك الكنوز التمنیۃ لیطلع علیہا  
العارفون و مرۃ اندیرسل براہینہ قبل  
ان یرلہا بشر الی الجمعۃ الجغرافیۃ  
فیسوغ اخلاف الوعدہ فی عرض تلك الحقائق  
علی الجمعۃ الجغرافیۃ مع کرامتہ و عزہ بدین الناس  
و یعتذر طورا انہ لا یتسطیع ان یرتب  
اور اقدہ و براہینہ فی اقل من ستین یوماً  
و مع انہ قد مضت علی قولہ ہذا مدۃ طویلۃ  
لکنہ ما زال یقول الی الان انہ لا یمکن  
ترتیبہ الا فی ستین یوماً۔

اس حیلہ بازی اور بہانہ جوئی نے لوگوں کے دلوں  
میں اور شک بڑا دیا کبھی کتا ہو کہ ابھی اس کا وقت  
نہیں آیا کہ میں ان بیش قیمت خزانوں کو کھولوں تاکہ علم  
اُس پر مطلع ہوں اور کبھی کتا ہو کہ میں قبل اس کے کہ  
میرے دلائل کو کوئی انسان دیکھے انہیں انجمن جغرافیہ کے  
پاس بھیجوں گا باوجود اس عزت و احترام کے جو اُسے  
قوم میں حاصل ہے، یہ خلاف وعدہ کرنا جائز رکھتا ہے کبھی عزت  
کرتا ہو کہ میں اپنے اوراق اور دلائل کو ساٹھ دن  
سے کم میں ترتیب نہیں دے سکتا اور باوجودیکہ اُس  
کے اس قول پر ایک مدت دراز گزر چکی ہو مگر وہ اب تک  
یہی کہے جاتا ہو کہ ساٹھ دن سے کم میں ترتیب  
ممکن نہیں،

وان الناس قد وضحوا الیہ السؤال  
فی شان رحلتہ القصیرۃ المداۃ فی الذہاب  
الی القطب والطویلۃ جہۃ فی العود منہ مع ان  
العود اسہل من الذہاب و یدعی ان الرجوع  
کان شاقاً جہۃ فاذا جاب عن السؤال جواباً شافياً

لوگوں نے اُسکے سفر کے بارہ میں جبکی قطب کی طرف جانے  
کی مدت تو کم ہو اور لوٹنے کی یقیناً دراز ہو باوجودیکہ  
واپسی جانے سے آسان ہوتی ہو اور واپسی کرنا ہو کہ  
واپسی بہت ہی سخت تھی، ایک سوال پیش کیا مگر وہ  
اس سوال کا کوئی شافی جواب نہ دے سکا،

وایضاً لما اضطررت نالاً لجدال بین  
کوک ویدیری وقام الکتاب العیلامن کل  
صوب وازداد مطال کوک علی الخجاز وعده  
بابرا زما وعد عرضه علی الناس من الاوراق  
والبراهین ظهر رجل وقام بتکذیب  
فی ما ادعاه کوک قبل هذا من بلوغه  
الی قمة جبل مکنلی الصعب المرتقی  
فیقول انه کان مرافقاً معه فی تلك الواحة  
وان کوک قد کذب فی دعواه انه  
بلغ الی قمة جبل مکنلی الکائن  
فی الاسکا۔

نیز جب کوک ویدیری کے درمیان نزاع کی آگ شعلہ  
زن ہوئی اور مضمون نگار اور علماء بہر طرف سے کھڑے  
ہو گئے اور کوک کی جانب سے اس وعدہ کا بیخ  
مین کہ وہ اپنے اوراق اور دلائل کو لوگوں کے سامنے  
پیش کریگا تاخیر پڑھتی گئی تو ایک شخص ظاہر ہوا جس نے  
کوک کو اس دعوے میں جھٹلانا شروع کیا جو اس نے  
اس سے پہلے کیا تھا یعنی اسکا مکنلی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچنا  
جس کی پڑھائی بہت دشوار ہے وہ کتا، خر کہہ میں اس  
سفر میں کوک کے ساتھ تھا اور بیشک کوک اپنے اس  
دعوے میں کہ وہ کوہ مکنلی واقع اسکا کی چوٹی تک  
پہنچا جھوٹا ہے۔

وایضاً ان دکتور کوک یدور کل یوم فی الولا  
المحددة ویلقى الخطب فی المجمع بیئین فیہا  
کیفیتہ وصولہ الی القطب ما قاساه الشیخ انک  
فی سبیلہ ویتناول علی کل خطاب من الالفین  
الی ثلاثة آلاف ریال فخطر فی القلوب  
ان غرضہ من هذا الادعاء هو جمع المال الاخیر  
واکبر برأیہ الذی تلفظ بہ الدکتور کوک  
هو انه من کان یرب فی صدق قوله فلیکن  
الی القطب ویفتش الانبوتہ الی دفنہا  
هنا وعند نقطة القطب وضعف الی البرهان

اور نیز ڈاکٹر کوک ہر روز ولایات متحدہ میں دورہ کرتا  
ہو اور عام مجالس میں لکچر دیتا، جو حسین اپنے قطب تک  
پہنچنے اور اس کی تکلیف اٹھانے کا بیان کرتا ہے اور  
ہر لکچر پر دو ہزار سے تین ہزار ریال تک لیتا ہے لوگوں کے  
دل میں یہ بات کھٹکی کہ اسکی غرض اس دعوے سے سوا  
مال جمع کرنے کے اور کچھ نہیں ہے۔

سب سے بڑی دلیل جسکو ڈاکٹر کوک نے بیان کیا  
یہ ہے کہ جسکو اس کے قول میں شک ہو وہ قطب تک  
جائے اور اس نلکی کو کھودائے جو اس نے اس مقام  
پر میں نقطہ قطب کے نزدیک دفن کی ہے اس دلیل کا

جلی علی کل احد فان رجلا غلب مثلاً عن  
 عالم العرب سنة ثریع وقال انه ذهب الى  
 القطب الجنوبي وقد دفن هناك انبویة  
 فمن كان يشك فی صدقہ فلیذهج بحضر  
 الارض فصل فصدقه بقوله هذا وتعلیقه  
 صدق قوله علی امر صعب ایضاً الاالات  
 ومقیاس العرض لا تبدل علی نقطة  
 القطب فی الارض الا تقریباً لایم کونیة  
 شکل الارض تحقیقاً الوقوع الجبال  
 الشاهقة والوهاد والتلال فلا یکن  
 ان یقطع احد بنقطة معينة اتها القطب  
 جدا حتی یحضر الارض ویدفن هناك  
 شیءاً شریاتی آخر ویفتش هذا  
 الشئ من الموضع المعین زعماً منه  
 ان هذا الموضع هو القطب فما هو  
 الا الاحتیال والمدافعة واللہ اعلم  
 بحقیقة الحال

وقد اخذنا معظم هذه الرسالة من بیان الن<sup>حلی</sup>  
 عن المقتطف الغراء والملاحک الغراء

السید علی الزینی



## کے بچوں انبائهم وعلو انبائنا اپنے بچوں کو سکھاتے ہیں ہمارے بچوں کو سکھاتے

نشر احد الكتاب مقالہ جلد اول العنونا  
فی الجریۃ المؤید الغراء بحث فیما عن کیفیت التعلیم  
الامت المصوبہ وانکلترا وقات بینہما ثم نبہ انباء  
وطنہ ونظارة المعارف علی اظم فی غفلة  
عن الدراسة لابتداء اثیۃ فی مدارسہم لا یفکرون  
فی ما یعلم الانکلیز انباءہم من العالم المجدید  
والا فکاس العالیۃ النافعة فرأینا ان ننقلہا  
للقراء لان وطننا الهند اسوء حالا فی التعلیم  
من القطر المصری فضلا عن انکلترا۔

ایک نامہ نگار نے اخبار الزوید میں ایک مضمون اس عنوان  
پر شائع کیا ہے جس میں مصر و انگلستان کی کیفیت تعلیم سے بحث  
کی ہے اور دونوں میں مقابلہ کیا ہے پھر اپنے اہل وطن و مملکت  
تعلیم کو اس پر تنبیہ کیا ہے کہ وہ اپنے اسکولوں کی ابتدائی تعلیم سے  
بالکل غافل ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ انگریز اپنے بچوں کو  
کیا مفید سبق اور بلند فنانہ خیالات پڑھاتے ہیں ہم نے  
بہار وطن ہندوستان تعلیم کے اعتبار سے مصر سے بھی زیادہ  
روی حالت میں ہو چکا ہے تاکہ انگلستان۔

والشہد علی ذلک ان حزب المتعلین  
الهندیین المتخرجین فی کلیات الانکلیزۃ  
الذین نالوا الشهادات السنیۃ والفوز العالیۃ  
من الریاضی والمهندسة والکیمیاء والتاریخ  
والادب لا یستطیعون ان یخوضوا احد مہ  
علیۃ للہ والوطن سوان ینالوا الوضائف من  
الحکومتہ الشیع بطہم ویبذلوا اموالہم المکسوبۃ  
علی البرانیۃ ولا فشتہ الفنیۃ ان هذا الدور  
دور تعلیم جدید ویبذلوا علی سحر من القوم  
وکثیر من الروائی فی تعلیم الانباء لکن ما ینبع احد

انکی دلیل ہے جو کہ ہندوستانی ہمارے جماعت جو انگریز  
کالجوں سے نکلتے ہیں اور بڑی بڑی ڈگریاں فزین  
عالیہ میں حاصل کرتے ہیں جیسے ریاضی ہندسہ  
سائنس تاریخ ادب وہ قوم و وطن کی کوئی علمی  
خدمت نہیں کر سکتے سوائے اسکے کہ اپنے پیٹ  
بھرنے کے لیے نوکریاں حاصل کر لیں اور اپنا کما یا  
ہو مال ہیٹ اور بیش قیمت کپڑوں پر خرچ کریں  
یہ دور تعلیم جدید کا دور ہے اور قوم کی اعلیٰ کوشش  
اور بہت سارے وہیہ اولاد کی تعلیم پر خرچ ہو رہا  
ہے مگر اب تک اس گروہ میں ایک شخص ایسا

الى الان في هذا الجيل له دربة في فن من الفنون  
 كالعلماء الاعلام في الدور القديم الذين ذكروناهم  
 في العن الفارط ۵ و ۶ و ۷ من تلك السنة  
 مع ان التعليم الجديد مضت عليه في هذا القطر  
 نحو ما من سنة والسبب في ذلك ان غرض التلازمة  
 من التعلم في الكليات ليس لانيل الشهادة  
 والحكومة لا تعلم ما يجد هم في ترقية هم  
 العلمية او يبعث خواطرهم الى الاكتشافات  
 والاختراعات بل تعلم ما يساعدهم على  
 العمل في الادارة والتطارات والادارة والابتد  
 في قلوبهم حب العلم ولا يتطلعون الى ذرى  
 الترقية ولا يهجم في افئدة قهرا عية النزوع  
 الى المعارف العلمية بل يعدون اعناقهم  
 بطوق الرقبة وان لم تقند وننى في هذا الرأى  
 فاقول انهم يشقرون هذه الرقبة بكلاف  
 من الروافى

ارسلت الى صديق في انكلترا خطا با  
 سالته في ان يرسل لي غودجا من الكتب  
 التي يطالعها ابناء ثلاث الامم في علم الرسم  
 الا بئس ائمة لى اقامت بينها وبين الكتب  
 التي يطالعها اطفالنا فاجابني الى سوالي  
 نامه نگار گستاخ که میں نے اپنے ایک دوست قیم  
 انگلستان کو لکھا کہ مجھے اُن کتابوں کا ایک نمونہ بھیج دیجیے  
 جنکو انگریزوں کے بچے اپنے اسکولوں میں پڑھتے ہیں  
 تاکہ میں اُن میں اور اُن کتابوں میں جنکو مارے بچے  
 پڑھتے ہیں موازنہ کر سکوں اُس نے میری استدعا قبول کر کے

وارسل لی (کتاب القاری الممدنی) وقد قال	د کتاب القاری الممدنی (مجیدی اور مجھے کہنا کہ یہ اُن کتابوں
فی الخ والصدیق ان من الكتب المنتشرة	میں سے ہو جو یہاں کے نوجوانوں میں کثرت کے ساتھ
انتشاراً عظیمًا بین ایدی الناشئین	بھیلی ہوئی ہو۔ پڑھنے والا اسکی ابتداء میں ایک مقدمہ لکھ
یری القاری فی اول مقدمته وضعها المؤلف	جسکو مؤلف نے اُن اسباب کی شرح میں لکھا ہو جنہوں نے
شاهدًا فیها الاسباب التي حلت علی تالیف	اسکو اس کتاب کی تالیف پر آئندہ کیا۔ نیز اُن اغراض
هذه الكتاب وذكر الاغراض التي یرعی ایها	کا ذکر کیا ہے جو کم سن بچے کے اس کتاب
من مطالعة الطفل الصغیر للمسائل التي	کے مسائل کو مطالعہ کرنے سے مقصود ہیں مقدمہ میں
اودعها کتابه وقد جاء فی المقدمة	بیان ہوا ہو
الغرض من وضع هذا الكتاب ان تعلم اولادنا	اس کتاب کے بنانے سے غرض یہ ہو کہ ہم اپنے اولاد
وبنائنا فیما یطالعونہم بعد ارسنا الابد اثمة	اور لڑکیوں کو اُن کتابوں میں جگاہ دے اسکو لڑکوں میں مطالعہ
ما یجیب علیہم عملہ بعد دفاعا عن حقوقہم	کرتے ہیں وہ بات لکھا میں جو ان پر بعد تعلیم کے اپنے حقوق
وقیما ما یواجبہم وتنفيذ المقاصد هو	کی حفاظت اور واجبات کی ادائیگی اور اس پر سے گردہ
بصفة من هذه الامة العظيمة (الانکلیزیت)	راگمیری کی ممبری کی حیثیت سے تنفیذ مقاصد کے بارہ
وهو یحتوی علی القواعد الاولیة للتشریعیة	میں غلامان پر واجب ہو۔ یہ کتاب تجویز و انتظام کے اُن ابتدائی
والنظامیة المتعلقة بمصلحة بلادنا	قوانین پر مشتمل ہو جو ہمارے ملک کی اصلاح سے تعلق ہیں
ونشرح لهم عنی قيمة تلك النعمة الکبری	نیز ہم اُنکے لیے اس نعمت کبریٰ یعنی نعمت آزادی
نعمۃ الحریۃ وما یجیب علی الانکلیزی ان یجملہ	کی قیمت کے معنی کی شرح کریں گے اور بتائیں گے کہ انگریز
لبالدة ولینجسہ للناس اجمعین	اور اُنکے بھٹس اور تمام آدمیوں پر اپنے ملک کی واسطہ لگایا جائے
وقد وضعت هذا الكتاب فی قالب غویضیہ	یہ کتاب واقعی یسین زبان کے سانچے میں بنائی گئی ہو
جدا حتی یسہل علی الطفل ان یرہہ بسہولۃ تامۃ	تا کہ لڑکے کو آسانی آسکا پڑھنا سیر ہو
وقال فی مکان آخر	دوسری جگہ لکھا ہو

<p>ہمارے غرض اس کتاب کے بنانے سے یہ ہو کہ اردک الطفل ما يجب ان يسير عليه في مبادئ التي توصله لان يكون وطنيا مخلصا وان هذا الغرض هو بلا شك مطمح ما نرجى اليه</p>	<p>انما نريد من وضع هذا الكتاب ان نعرف الطفل ما يجب ان يسير عليه في مبادئ التي توصله لان يكون وطنيا مخلصا وان هذا الغرض هو بلا شك مطمح ما نرجى اليه</p>
<p>پھر مؤلف نے کتاب کی پہلی فصل شروع کی جو جس کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے،</p>	<p>ثم ابتدأ المؤلف اول فصل من الكتاب بعبارة اقتد معناها</p>
<p>میں اس گروہ کا ایک فرد ہوں جس کا ملک دلیل نہیں کیا جاتا، پھر دوسرے عنوانوں میں داخل ہوا ہے موقعہ تو یہ تھا کہ اگر مؤلف نے حقوق طبع کی اپنے لیے حفاظت نہ کی ہوتی تو ہم کل عنوانوں کا (المؤید) کے صفحات پر ترجمہ کرتے لیکن جو چیز حال کل نہ ہو سکے اُسکو ٹھٹھا چھوڑنا بھی نہ چاہیے اس لیے میں اُسکے بہت سے عنوان متواتر اقوال میں اس استدلال پر ڈگر کر دیکھا کہ وہ کتابیں جن کو دیگر اقوام کے بچے مطالعہ کرتے ہیں ہمارے بچوں کی مطالعہ کی کتابوں سے بہت مختلف ہیں،</p>	<p>انما احد افراده لا يستهان بملكها - ثم خاض في مواضيع شتى وقد كان يود ان انقلها كلها الى العربية على صفحات المؤيد لولا ان المؤلف حفظ لنفسه حقوق الطبع ولكن ما لا يدرك كله لا يترك كله فاني ساقطل مواضيع كثيرة منه في مقالات متوالية على سبيل الاستدلال بان الكتب التي تطلعها ابناء الامم لا خري تختلف كل الاختلاف مما يطالعها ابناءونا</p>
<p>منہذا ان منتخب عنوانوں کے جن پر مؤلف نے کچھ لکھا ہے ذیل کے عنوانات ہیں،</p>	<p>من جملة رؤس هذه المواضيع التي كتب عنها المؤلف ما يأتي =</p>
<p>وہ سلطنت جس میں ہم ہیں = ہم اپنے ملک پر کیوں فخر کرتے ہیں، ہم وہ ہیں جنکو انگلستان نے پیدا کیا ہے، تو کیونکر اپنے ملک کا دوست بن سکتا ہے، سچی وطنیت،</p>	<p>المملكة التي نعيش فيها = لماذا نحب بلادنا نحن الذين اوجدنا انكلترا، كيف تكون مخلصا لبلادك، الوطنية الصادقة،</p>

الوطنية الكادبة الوطنية الخالص حادثة جيجانه لحي  
 كنع عادلا ولا تخش لحدا حاكم البلاد  
 البرلمان، مجلس العموم ومجلس اللوردات  
 الانتخابات العمومية لا تعط صوتك  
 الامن يستحق وتتق في علم قدرته (الكلثة عملة)  
 الرشوة يجب ان يطاع القانون، الجرائم  
 والمجرمون، المحامون والقضاة، القاضی  
 جاسكونی والبرنس هنری الشهود، انظر العقوبات  
 المتطوعون في الحرب، الجيش -، تطويعی  
 البيادى السواري، النظامات، التمريبات  
 الصبر على الشدائد، العلم البرياني، فائدة  
 احترام وتقدير لعلم الذي يرفرف فوق  
 الرؤس، حادثة الخراطوم بمناسبة قتل  
 الجنرال غردون، الحرية والعجوبة، نتائج  
 الجمل اعداء البلاد، اسباب الذهاب  
 الى المدرسة، انكلترا بلاد مستقلة، حرية  
 الفكر، حرية الصحافة، ما علينا من الديون  
 لا بائنا، كيف نلنا الحرية انكلترا تنتظر من  
 كل فرد من ابناؤها ان يقوم بواجبه =

وهذا ما قاله المؤلف في موضوع

الوطنية

جمہوری وطنیت، خالص وطنی، وہلی ججانه کا حادثہ،  
 عادل بن اور کسی سے ڈر، ملک کا حاکم، پارلیمنٹ ہیں  
 آف کاننر، ہوس آف لارڈز،

عام انتخاب، اپنا ووٹ فقط اس شخص کو دو جو سخت  
 ہو اور جس کے علم و قدرت پر تم کو بھروسہ ہو کثرت مال پر  
 رشوت، قانون، رشتہ، قانون کی اطاعت واجب ہو گناہ اور  
 گنہگار، وکیل اور جج، قاضی جاسکونی اور پرنس ہنری  
 (گواہ) سزاؤں کی تاثیر لڑائی میں اطاعت کرنی والے  
 فوج، توپچی بٹن، رسالہ، جنگی فوجیں، قواعد، معائب  
 برسر، برنس جھنڈا، علم کی عزت و احترام کا فائدہ  
 جو سرون پر سایہ کرتا ہو خرطوم کا حادثہ اور جنرل  
 کارڈن کا قتل، آزادی اور غلامی، جہالت کے  
 نتیجے، ملک کے دشمن، اسکول جانے کے اسباب  
 انگلستان مستقل ملک ہے، فکر کی آزادی،  
 اخباروں کی آزادی، ہمارے باپ دادا کا ہم  
 پر کیا سرفض ہے، ہم نے آزادی کیونکر  
 حاصل کی، انگلستان اپنی اولاد کے  
 ہر فرد سے اس کا منتظر ہے کہ وہ اس کا واجب حق  
 ادا کرے،

وطنیت

کے موضوع پر مولف نے بیان کیا ہے کہ

اس لفظ کے معنی ہیں کہ تم اپنے اس ملک کی محبت	الکلمة معنا ما حباك لبلادة التي نشأت
کر جس میں تم پیدا ہو سہے یا جسکی طرف تمہارے مان	فيها اولبلادة التي يتنسب اليها والد العا
باب منسوب بن میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے لوگ اس	وانى لا دى كثيرا من الناس يسيئون استعمالها
لفظ کا غلط استعمال کرتے ہیں اور اُسکے صحیح معنی نہیں	ولا يفقهون لها معنى فتكون سببا في حقهم
سمجھتے اور انکی موت کا سبب ہوتا ہو مگر جب وہ اس	ولكن اذا احسنوا استعمالها وفقهم كانت
کے صحیح استعمال کریں اور اُسکے عظیم الشان معنی اور	مالها من المعنى الكبير والقيمة التي
اُس پر قیمت کی جواز دہ نہیں کیا سکتی اور شریف و بلند	لا تقدر والدلالة على الاحساس الشريف
احساس کی طرف رہنمائی کی حقیقت کو سمجھ لیں تو یہ امر	العالى فانها تكون سببا في رفعة البلادة
ملک کی رفعت اور قوم کی عزت کا باعث ہو گا اسلئے	وعزة الامة فاذا من الواجب على كل ذكر ان لا ينسى
اب ہر مرد و عورت پر واجب ہو کہ اپنے نفس و عقل و دولت کی فکر	ان يشبع نفسه او يمد له عقلها
اگر کوئی انگریز اپنے ملک کی محبت میں جہین وہ	فلا يحب اذا غرق الانكليزي في حب
پیدا ہوا ہو اور جس پر اُسکی سعادت موقوف ہے	بلادة التي نشأ فيها والسنة عليها
محور ہو جائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں	تتوقف سعادته
اگرچہ انسان پر اپنے نفس اور ممال اور احباب	وان كان من الواجبات ان يحب الانسان
کی محبت بھی واجبات سے ہے مگر ملک کی محبت	نفسه وعائلته ثم اصدقاءه فان الهم
اس سے بھی مقدم اور ہر چیز سے زیادہ	اللازم ان تكون محبة لبلادة قبل هذه
ہونا چاہیے۔	وفوق كل شئ۔
وہ مسائل جو انسانی افراد پر منطبق ہوتے ہیں اقسام	ان المسائل التي تنطبق على الافراد تنطبق
پر بھی اسی طرح منطبق ہوتے ہیں جب ایک لوگ اپنے	كذلك على الامم فاذا كان التلميذ عند خواجه
اسکول کو جاتا ہو جس میں وہ تعلیم پاتا ہے تو	الى المدرسة التي يتعلم فيها يفتخر باسمها
وہ جس سمعہا و بکثرتہ ناچھیا فی الامتحانات	و يحسن سمعها و بکثرتة ناچھيا في الامتحانات

والاعاب الرياضية ككرة القدم والكركت	اور جمناسٹک کے کھیل مثل فٹ بال کرکٹ وغیرہ
فن باب اولی ان یفتخر الفرد ببلاده	میں اس اسکول کے زیادہ کامیاب ہونے والوں پر
و یعجب بها و یضیف الی ماطا من	فخر کرتا ہو اس لیے بدرجہ اولی ایک شخص اپنے ملک
حسن السمعة و بعد العیبت ما	فخر کرتا ہو اس سے خوش ہوگا اور اسکی حسن شہرت اور کمال
یعمله لها	میں ان اشیاء کا اضافہ کرے گا جو اس نے وطن کے لیے کی ہیں
واذا فهو معنی الوطنیة و عمل یحناها قما	جب وہ وطنیت کے سنے سمجھ لے اور اسکی معنی پر
فیكون ذلك سببا قویا فی دفعه البلاد	پورے طور سے عمل کرے تو یہ ملک کی ترقی کا باعث ہوگا
وقوة فی تماسک ابناءها واتحادهم سواء	اور باشندگان ملک کے باہمی اتحاد کو بڑھا سکا تاکہ وہ تمام
لیفضلوا العالم لان الفرد الذی یجهد	جہاں سے فوقیت لیا نہیں جو شخص اپنے کو اس لیے تیار کرے
نفسه لان یكون من احسن ما رءو عمتا	ہر کہ وہ اپنے پیروی سے بڑھ جائے وہ اس کا محتاج ہو
اولاد ان یكون مثله حتی یفضله فالولد	کہ پہلے اسکی ہمار ہوئے تاکہ آئندہ زیادتی حاصل کرنے
الذی یحافظ علی سمعة مد رسته و مواعید	وہ لڑکا جو اپنے مدرسہ کو شہرت اور اسمیں اپنے مواعید
فیما، والجندی الذی یجهد نفسه	کی حفاظت کرتا ہو زیادہ باہمی جو اپنی جان کو اس لیے خطر میں
لیعمل لغیر فرقته یحقق ما یتیمیہ کالاست	رہا تاکہ اپنے فرقہ کے لیے کوئی قابل فخر کام کرے وہ شہرت
و البلاد منه، و من القواعد المعروفة	میں اپنی قوم اور ملک کی اسمیں یہ کتابت کرے یا جو اس کی
(انتظر من الولد او الرجل اکثر مما قامل فیہ)	ذات سے متعلق تھی، ایک شور قاعدہ ہو کہ لڑکے اور مرد
و كذلك الوطن من الوطنین، فالذین	اس سے زیادہ امید رکھو جو تم ظاہر اسمیں دیکھتے ہو ہی حال
یحبون بلادهم و حباً جمّاً و یحجبون	وطن کا وطنیت کے ساتھ جو وہ لوگ جو اپنے ملک سے گارہی
بتاریخها العظیم یحشون علی شرفها	محبت رکھتے ہیں اور اسکی عظیم شان تاریخ پر حاکم ہو کر
ان ووت او سمعتها ان تدنس و لكن	خوف رہتا ہو کہ اسکا شرف کہیں ملوث یا اسکی شہرت میلی
یجتهدون بکل الاستطاعة ان یجعلوا بلادهم	ہو جائے مگر وہ اپنی کامل طاقت کا کوشش کرتے ہیں کہ اپنے ملک

فی الصفت الاول بعقوولهم للفكرة واعمالهم  
العظيمة حتى لو دعت الحاجة الى تقديم حياتهم  
وشر وتمام فانهم يسلمون فيها وليس في هذا  
المقام تكون العائلة او الاصدقاء راجحين  
بما عملوا بل البلاد هي الراجحة عند  
نجاتها شران الغير بحسن الظن في  
رجال الامم مع ذلك -

ان فی تاریخنا الکبیر لبلادنا امثلة  
عدیلة تشهد بان عدد اکبیر اصحاب  
ابناء هذه الامة قد قد صلحوا وحموا  
وشر وتمام حبا فی منفعتها ولذا نحن  
العائشین الیوم مدیتون لهم بما اتموه  
وما قدموه فدا علیقائهم  
سالمة من تعدی الاغیار علیها  
حتى الیوم،

هذا مثل ما یتوکلوا طفالهم  
فی کتبهم التي یطالعونها فی مدارسهم  
فهل یوجد مثل هذه الکتب  
فی ایدی ابناؤنا کلا، کلا، والیاء  
الدلیل جاء فی کتاب المطلاع العربیة  
للمدارس الا بشد انیة تالیف

اپنی تفکر عقول اور عظیم الشان کارناموں کے ذریعہ صرف  
اول میں کھڑا کر دین حتی کہ اگر انکی زندگی یا تو نگری کی  
ضرورت ہو تو اسکو بھی پیش کر دین اس موقع پر  
اپنے کنبہ کے لوگ یا دوست احباب انکے عمل سے  
فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ صرف ملک اپنی نجات کے وقت فائدہ  
اٹھاتا ہو نیز غریبوں کے نزدیک انباء قوم کا اعتبار  
بڑھ جاتا ہے،

ہمارے ملک کی طویل تاریخ میں بہت ایسی مثالیں  
ہیں جو اس بات کی گواہ ہیں کہ اس قوم کے شیرازہ  
افزاد نے اپنے ملک کے نفع کی خاطر اپنی زندگی  
اور تو نگری کو پیش کر دیا اس لیے ہم آج آرام سے  
زندگی بسر کرنے والے ان لوگوں کی معائب اور ہنس  
سنے کے جو انھوں نے بقائے ملک اور آج ملک  
اغیار سے اس کی حفاظت پر قربان کی، سو قرضدار  
ہیں۔

یہ اس کا نمونہ ہے جو لوگوں کے لیے ان کتابوں  
میں لکھتے ہیں جن کا وہ اسکولوں میں مطالعہ  
کرتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ آیا ہمارے لوگوں کے  
ہاتھوں میں بھی اس قسم کی کتابیں پائی جاتی ہیں،  
ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، اسکی دلیل یہ ہے کہ جو عربی  
کتاب ابتدائی اسکولوں کے مطالعہ کے لیے مصریوں کی



جمعیت المصریین المتخرجین من کلیة  
برور وود المتعلمین فی بلاد الانسکلین  
التی یدرس فیها (کتاب القارئ)  
المدنی) وامثاله ما یاقی من المواضیع  
وهی احسن ما یختار =  
بہ عنوان بہترین انتخاب ہیں،

حکایتہ البقرة وبتہا : حکایتہ رجل واولادہ  
ذا مہون الی لاسکندر ربہ بالسکندر الدارج  
الافبکیۃ حکایتہ ولدان فی ملعب الخیرۃ التفرغ  
حسن الزوی حکایتہ کاملہ افتدوی مقابلۃ الاساءۃ  
ابا لاسان معہ القاهرۃ حالۃ القبض بصر فی الفصول  
الاربع، من ارجوزۃ ابن مکانس  
ابن مکانس کی نظم

وهذا ما کتبتہ ایہا القارئ جمعیۃ  
المصریین المتخرجین من کلیة برور وود وقررت  
نظارۃ للعارف لتعلیمہ لابنائنا  
ناظرین یہ وہ عنوانات ہیں جو برور وود کا لکھ کی تعلیم  
یا فہ جامعۃ مصریہ نے لکھے ہیں اور سرشتہ تعلیم نے  
انکو ہمارے بچوں کی تعلیم کے لیے منظور کیا ہے،

## ازبکیہ

## الازبکیۃ

عیدہ۔ آج کا دن کیا خوشگوار ہے آفتاب

کھلا ہوا ہے ہوا لطیف ہو نہ ٹھنڈی ہو نہ گرم ہے

عثمان۔ اچھا کہ چنے اس دن کو ازبکیہ

انکے لیے انتخاب کیا درختوں اور انکے سبز پتوں کو دیکھو

عیدہ۔ ما اجملہذا الیوم الشمس

طالعت والہواء لطیف لاهو بارد ولا هو حار

عثمان۔ الحمد للہ علی اننا اخترنا ہذا

الیوم الجمیل الی الازبکیۃ انظر الی الاشجار واوراقها

لہ یہ سر کے مقامات ہیں،

الحضراء تجدها جميلة جداً -	تم آگے یقیناً خوب صورت پاؤں گے۔
عبدہ - نعم ہی فی غایۃ الجمال هذا	عبدہ - بان وہ بہت خوب صورت ہیں
الحشیش الاخضر جميل ايضاً	اور یہ سبز گھاس بھی نہایت خوشنما ہو۔
عثمان - هذه الوردة الجميلة لطيفة	عثمان - یہ سبز پھول کیا لطیف ہے
وهذه الوردة البيضاء لطيفة جداً ايضاً	اور یہ سفید پھول بھی بہت ہی لطیف ہو
عبدہ - هانحن وصلنا الى البحيرة	عبدہ - اوہو ہم دریا پر پہنچ گئے
انظر الى هذا الماء وهذه الاشجار -	اس پانی اور ان درختوں کو دیکھو۔
انا احب ان لا اخرج من هنا ابداً	میں چاہتا ہوں کہ یہاں سے کبھی نہ نکلوں
عثمان - اسمع، اسمع، الموسيقى	عثمان - سنو بینڈ سنو
يا عبدہ - تعال بجلس هناك	عبدہ - آویان بیٹھ کر سنیں مین بینڈ
نسمع فاني احب الموسيقى كثيراً -	کو بہت ہی پسند کرتا ہوں۔
عبدہ - وانا ايضا احب الموسيقى	عبدہ - میں بھی بینڈ پسند کرتا ہوں
واحب الغناء الجميل -	اور عمدہ گانا بھی۔
عثمان - اجلس على الكرسي	عثمان - کرسی پر بیٹھو۔
عبدہ - ارجوان لا تتكلم وان	عبدہ - میں چاہتا ہوں کہ آپ بات نہ کریں
هذا الدور جميل اسمع	کیونکہ یہ عمدہ دور ہو۔ سنو۔
عثمان - قد انتهت الدور	عثمان - دور ختم ہو گیا اور لوگ
والناس يريدون الخروج	نکلنا چاہتے ہیں۔
عبدہ - ونحن ايضا يلزمنا ان	عبدہ - ہمیں بھی نکلنا چاہیے کیونکہ
نخرج لان وقت المغرب قرب	مغرب کا وقت آگیا۔
عثمان - هيابنا هذه الزهرة جميلة	عثمان - آو یہ سیر نہایت عمدہ تھی

انا احب ان نحی ہنا یوماً اخر -

عبدہ - ان شاء اللہ

باللہ ایتھا الامت ویانظارة المعارف ماذا  
لستفید التلامذة من موضوع کھذا  
اید فہم الی مکارم الاخلاق ام الی عیبتہم  
لہلادھم معرفتہم لواجباتھم وخواصہم  
وامتہم ام الی .....

احب ان اعرف ماذا استفید من ذلك =

ان نظارة المعارف کلاماً ضیققت علی  
التلامید وعلت جملہا فی وقوفہم  
عن مطالعتہ مثل ہذہ المواضيع کالتی  
فی (القارئ المدنی) نحاول عبثاً فاذا  
ارادت ان تکتسب طاعتہم الکلیۃ  
فلترب فی قلوبہم من الصغر للوطنیۃ  
الصحیحۃ بالفعل والحکمة عوضاً  
عن ان تنمو الشبیبة مشوشہ  
بالشوائب اذا غلغلا تجد امامہا مربیاً  
صالحاً یحسن تربیہا وینظر بآداب  
فکرة الی المنفعة العامة

میں چاہتا ہوں کہ ایک دن بیان پھر آئیں -

عبدہ - ان شاء اللہ

اے قوم اور سرشتہ تعلیم خدا کی قسم لو کہ ایسے  
مضامین سے کیا فائدہ اٹھائیں گے کیا یہ مضامین  
انکو مکارم اخلاق کی رہبری کریں گے یا عیبت  
وطن اور اپنے نفس اور قوم کے حقوق کی شناخت  
پیدا کریں گے یا کیا

میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہیں اس سے کیا فائدہ ہوگا  
بیشک سرشتہ تعلیم جس قدر لو کہ کون پر تنگی کر گیا اور اپنی  
طاقت انکو قاری المدنی جیسی کتاب کے مضامین کے  
مطالعہ سے روکنے میں صرف کر گیا اتنا ہی یہ ایک  
انوکام ہوگا اگر وہ چاہتا ہو کہ انکی بوری اطاعت  
حاصل کرے تو اسے مناسب ہو کہ جیٹنے سے انکے دلوں  
میں بجائے اسکے کہ انکی جوانی قسم قسم کی پریشانیوں  
میں مشغول ہو کر ترقی کرے - عمل اور حرکت کے  
ذریعہ صحیح وطنیت کی پرورش کی جائے - کیونکہ  
جوانی کو اپنے سامنے کوئی ایسا صالح مربی جو اسکی  
تربیت کو عمدہ بنا دے اپنی رای روشن کے  
کے ذریعے عام منفعت پر نظر کر کے نظر نہیں آتا -

## اخبار علیہ

مقطعة من المجلدات العشر

### خرائب شوشن القصر

ورد فی المکتبہ الاطیفة ذکر من شوشن القصر

## اخبارات علیہ

منتخب از رسائل عربی

### شوشن القصر کے کھنڈر

آسانی کا ہون میں شوشن القصر کا کچھ ذکر کیا گیا ہے جو سلطنت

کانت عاصمہ ملکہ عیلام وقد اندرست منذ  
قد بعثت الى الانار القديمة التي لا ينطق عنها تاريخ  
النار يخ وما يعرف منها خبر - لكن البعثة الفرنسية  
قد اكتشفت منها حالات جديدة لا تخفى عن الاهمية  
وتبعث خواطر رجال العلم الى رغبة قراءة هاجم المقتطف  
ان رجال البعثة الفرنسية قد كشفوا آثارا جديدة ذات اهمية  
قريبة السوف العراق وهي المسماة شوشن القصر الاسفار المقدسة  
فوجدوا في المكان المعروف بالقلعة بقايا ثلاث  
ملف خربة الواحدة فوق الاخرى ويرجع تاريخ هذه  
المدن الى ۲۰۰۰ سنة ق م -

ووجد تحت تلك الآثار ثلثة اعمقان المكان كان  
ما هو اقل من زمن التاريخ وكشفوا ايضا عن  
ثلاثة اعمق من الحجر الاسود كانت رعية حور ايمكتوبه عليها  
وعلم هذه الانار ان اباليين استولوا على تلك المدينة  
نحو ۲۸۰۰ سنة قبل التاريخ المسيحي وعاد العيلاميون واستقلوا بها اباليون في  
الى ان كانت ۲۸۰۰ قبل المسيح حين فتحها اشور بانيبال احرقها  
استقل ملكان سبكر شوبانيبال لى اسس فتح كركه جلا ديا

## جو علیہ السلام

## علی انعامات

منحت کلیتہ باریس طبیۃ الدکتور ہفکن  
جائزۃ قدرہا ۱۲۰ جزیہا مکافأۃ لعلی طکبہ عن  
النطعیم بمادۃ الکولیرا =

پیرس کے میڈیکل کالج نے ڈاکٹر ہفکن کو ایک سائنس پونڈ  
کا ایک انعام اس صلیں عطا فرمایا جو کہ انھوں نے ہیضہ کے  
ٹیکہ پر کچھ مضامین لکھے تھے =

وعینت المدرستہ الطبیۃ الالہیۃ فی المکیۃ  
جائزۃ الف جزیہ لمن یکتشف سبب الحمی المتفوس  
او مصلاشا فیہا وجائزۃ خمس مائت جزیہ لمن  
کانت ابجاشا اعظم صاعدا لذلک ویجوز لجميع  
الاطباء من کل الامم ان یتباروا فی هذا المضمار  
علی شرط ان تكون مقالا تقم باللغة الاسبانیۃ  
ویبقی الباب مفتوحا الی آخر فبایرستہ ۱۹۱۱

اور میک کے مقامی میڈیکل کالج نے ایک ہزار پونڈ کا  
انعام اُس شخص کے لیے مقرر کیا ہے جو بخار ٹائیفس کا سبب دریافت  
کرے او یا سو پونڈ کا انعام اُس شخص کے لیے جس کے  
مضامین اس مقصد پر اعلیٰ درجہ کے مددگار ثابت ہوں  
تمام اقوام کے جلاطبار اس میدان میں مقابلہ کر سکتے ہیں  
بشرطیکہ انکے مضامین اسپین کی زبان میں ہوں اور یہ دراصل  
آخر فروری ۱۹۱۱ تک کھلا رہیگا۔

## درع تقی من الرصاص

## گولی سے بچا نیوالی زرہ

اختراع احد الامان درع تقی من الرصاص قد اخذت  
الحکومتہ الامانیۃ تسامہ لتشتري الاختراع منه

ایک جرمنی نے ایک زرہ ایجاد کی ہے جو گولی سے محفوظ  
رہتی ہے اور اسے جرمنی نوکریہ ایجاد فرمیکے لیے بھانڈا نوکریہ

## مدفع جدید

## نئی توپ

اخذت الدوائر الحربیۃ تھتم باخر الوطنیۃ من المکلب  
الحوالیۃ وقد صنعوا فی المانیۃ مدفع لا یتعمل فی ساحۃ  
القتال کغیرہ من المدفع ثم اذا شاد او قفوه  
عمودیا او ادارہ الی ای حجتہ اراد او صوبہ  
الی المکلب الحوالیۃ

جنگی ٹھکے ہوئی جہازوں سے بچاؤ کی فکر میں کوسہین  
جرمن میں ایک توپ ایجاد ہے جو میدان کارزار میں دو ٹو  
توپوں کی طرح استعمال کی جاتی ہے اور جب چاہتے ہیں اسکو  
سیدھی کھڑی کر دیتے ہیں یا جسطرف چاہیں پھیر لیتے ہیں اور  
ہوائی جہازوں کی طرف رخ کر دیتے ہیں۔

## عصر گھڑی

اس عصر گھڑی کو موجود نے تین طور پر بنایا ہے  
 افقی عصر گھڑی عمودی عصر گھڑی مسجد نما عصر گھڑی  
 مگر یہ یاد رہے کہ افقی عصر گھڑی اصل اصول ہے اور  
 دوسری دونوں تین اسی سے نکالی گئی ہیں جیسا کہ اسکے  
 قواعد سمجھنے کے بعد معلوم ہو جائے گا۔ اس لیے ہم  
 پہلے افقی عصر گھڑی کا حال بتانا چاہتے ہیں پہلے  
 مجلایہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ یہ گھڑی اسمعیولی  
 دھوپ گھڑی پر بنائی گئی ہے جو آپ لوگوں نے اکثر  
 مساجد اور امراء کے مکانات پر لگی ہوئی دیکھی ہوگی  
 ۔ تین ایک نامن شکل مثلث لکڑی یا پیتل کی  
 لگی ہوتی ہے اور اُسکے سایہ سے گھنٹوں اور  
 منٹوں کا حساب معلوم ہوتا ہے۔ دھوپ گھڑی کے  
 دوسری جانب دو قوسین ایک قوس مثل  
 دوسری قوس مثلین اس حساب سے کھینچی گئی  
 ہیں کہ ہر روز کا سایہ اصلی خود بخود منہا ہو کر معلوم  
 ہو جاتا ہے کہ اب ہر شے کا سایہ اُسکے ایک  
 مثل یا دو مثل ہو گیا اور یہی دونوں قوسین اس  
 گھڑی کی جان ہیں یہ گھڑی ہر مقام پر وہاں کے  
 عرض بلد کے حساب سے بنائی جاتی ہے پہلے  
 پتھر پر دھوپ گھڑی بنائی جاتی ہے پھر یہ معلوم

کیا جاتا ہے کہ سب سے بڑے دن میں اس نامن کی  
 نوک کا سایہ مثل بعد منہا کی سایہ صلی کس نقطہ پر ہوگا  
 پھر اسی طرح سب سے چھوٹے دن میں کس نقطہ پر ہوگا  
 اور جب رات اور دن برابر ہوں گے تو کس نقطہ  
 پر ہوگا اب جب ہمیں اس قوس کے تین نقطے معلوم  
 ہو گئے تو ریاضی کے قاعدہ سے قوس کا مرکز  
 بھی معلوم ہو سکتا ہے مرکز معلوم ہونے پر پوری قوس  
 کھینچ سکتے ہیں جو قوس مثل کھلائے گی یہی  
 حال قوس مثلین کا ہے اور اس طرح دونوں قوسین  
 بن جائیں گی موجود نے ایک عصر گھڑی اپنے ہتمام  
 سے بنو کر جامع مسجد دہلی میں لگوائی ہے جو دہلی کے  
 عرض بلد کے حساب پر بنائی گئی ہے اور اسی طرح  
 جس مقام پر یہ گھڑی بنائی جائیگی وہاں کے عرض بلد  
 کے حساب پر بنیگی راقم نے عصر گھڑی دہلی کو چشم  
 دیکھا ہے موجود نے اس گھڑی کے متعلق ایک  
 مفصل رسالہ بھی لکھا ہے جو جیمین اسکی کل مفصل کیفیت  
 درج ہے چونکہ اس مضمون کا ماخذ وہی رسالہ ہے  
 اس لیے ہم بھی مثال کے طور پر دہلی کو پیش  
 کرینگے اور اُسکے عرض بلد کو اس مضمون کی زمین  
 قائم کریں گے اب پہلے گھڑی کے اجزاء اور نامن  
 کی شکل اور زاویہ سمجھ لینا چاہیے

## عرض بلد کے درجے

پہلے زمانہ میں عرض بلد خاص خاص یا ضی و ان  
بذریعہ آلات معلوم کیا کرتے تھے جنکی فرستیں اب  
بھی بعض کتابوں میں پائی جاتی ہیں مگر موجودہ زمانہ  
میں اسکے لیے بہت بڑی آسانی ہو گئی ہے کہ محکمہ سرو  
آف انڈیا نے ہر صوبہ کے مشہور مقامات کی فرستیں  
عرض بلد و طول بلد جو بہت تحقیق اور صحت کے  
ساتھ تیار کی گئی ہیں شائع کر دی ہیں۔  
محکمہ سرو آف انڈیا کی فرست رانڈ کس توپو گرافک  
دی پرو ویشنل سیپ آف پنجاب

جو پنجاب کے شہر و نواح عرض بلد اور طول بلد باقی جو در  
محکمہ سرو آف انڈیا و پانٹ میپ رکارڈ انڈیا  
آفس کلکتہ  
بقیہ آٹھ آف ایس پی کے عرض بلد ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰  
کیا ہو وہ ہندوستان کے دیگر صوبوں اور شہروں کے عرض بلد اور طول بلد کے  
اور پیرسل گزٹ

سے بھی معلوم ہو سکتے ہیں جو اکثر ذیل و کتب خانوں میں ملتی ہیں  
تمام جہان کے شہر و نواح عرض بلد اور طول بلد انڈیکس و فرست  
معلوم ہو سکتا ہے جو انگریز کے ادارے نارتھ انڈیا و سٹوڈنٹس انڈیا

افتی عصر گھڑی کے ۱۰ پرزے ہوتے ہیں ایک شنگ سر مر کا  
انکرہ اور عمود ڈیٹھ فٹ مربع کا ہوتا ہے جس پر خطوط اور توسین  
عصر گھڑی اور دھوپ گھڑی کی کھودی جاتی ہیں ہر ص  
پرزہ چیل کا طبع شدہ طلائی یا کسی اور چیز کا جسے فل من  
اور عربی میں مقیاس النفل کہتے ہیں اور اس کا سایہ پھر پر پڑتا ہے  
نامن کی شکل اور زاویہ

یہ نامن بیکل مثلث قائم الزاویہ ہوتا ہے اور شمالاً جنوباً  
خط نصف النہار پر لگایا جاتا ہے اس مثلث کا زاویہ قائمہ  
شمال کی طرف اور دوسرا زاویہ جو قائمہ سے چھوٹا ہو جنوب  
کی طرف ہوتا ہے یہ جنوب کی طرف کا زاویہ عرض بلد  
کی برابر ہوگا مثلاً دہلی کا عرض بلد ۲۸ درجہ ۳۹ دقیقہ  
کے برابر ہو اس لیے زاویہ جنوبی بھی اتنا ہی ہوگا اگر  
نامن کی نوک سے ایک خط سید ہا شمال کو نکالیں تو وہ  
خط عین قطب پر جا کر ٹھہرے اگر اور کسی شہر یا مقام نیمہ  
شمالی میں ساڑھے چھاسٹھ درجہ تک یہ عصر گھڑی  
بنائی جائیگی وہاں بھی یہ زاویہ اس شہر اور مقام کے  
عرض بلد کی برابر ہوگا نیمہ جنوبی میں اسکی ہیئت عکس  
ہوگی یعنی زاویہ قائمہ جنوب کی اور یہ زاویہ جو اس مقام کے  
عرض بلد جنوبی کے مطابق ہوگا وہ شمال کو ہوگا خط استوا  
پر اس نامن کی شکل مربع یا مستطیل ہوگی جیسے  
وہاں کی دھوپ گھڑی کے نامن کی شکل ہوتی ہے

## امام غزالی کا زمانہ کی رفتار سے مقابلہ

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۴۵ و ۶۵

امام غزالی نے تعلیم و تعلم پر بھی کچھ کلام کیا ہے استاد و شاگرد دونوں کے لیے کچھ قواعد مرتب کیے ہیں جس پر وہ اپنے مشغلہ کی بنیاد رکھ سکتے ہیں ہمارے خیال میں وہ تعلیم کا ایک بہترین قانون ہے جو ایک مسلم امام کی فکر کا نتیجہ ہے اس قانون میں زیادہ تر اس اعلیٰ تعلیم کا ذکر کیا ہے جس میں امام صاحب کو مشغولیت حاصل تھی۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ شاگرد کو قواعد ذیل کی پابندی ضرور ہے،

(۱) پہلے اپنے نفس کو اخلاق و ذیل سے پاک و صاف کرے اگر طالب علم کے اخلاق صحیح نہ ہوں گے تو وہ حقیقی اور نافع علوم سے بہت ہی دور رہیگا اور اخلاق کی رداوت کی حالت میں فنون کی تعلیم سے بجائے نفع کے اٹنا ضرر پہونچے گا اور نفس کی جفاقت روز بروز بڑھتی رہیگی

(۲) اپنے علم پر بکتر کرے اور نہ استاد پر کسی قسم کا دباؤ ڈالے بلکہ اپنے تمام امور کو بالکل اسی کے سپرد کرے اور اسکی نصیحت پر اسطرح اعتقاد رکھے جیسے جاہل مریض حاذق طبیب کی بات بے چون و چرا مان لیتا ہے اور استاد کو کہتا ہے کہ اساتذہ کے سامنے تو اسے پیش آئے اور اسکی خدمت میں شرف و ثواب کا طالب ہو اور بلا اجازت کوئی سوال نہ کرے کیونکہ طالب علم کا ایسا سوال جو اسکے مرتبہ کے لحاظ سے شایان نہیں ہو اسکے عیوب میں داخل ہے۔

(۳) جس شخص نے آج ہی علم کے میدان میں قدم رکھا ہے اسے ضرور ہر کہ اختلافات کی طرف توجہ نہ لگائے خواہ یہ دنیوی علوم کی تحصیل میں مصروف ہو یا دینی علوم کی کیونکہ یہ اسکی عقل کو بے ہوش اور ذہن کو گندہ کر دینے والی بات ہے اسکی رائی کمزور ہو کر ادراک حقائق سے مایوس ہو جائیگی بلکہ مناسب ہے کہ پہلے وہ طریقہ یاد کرے جو استاد کے نزدیک پسندیدہ اور راجح ہو اسکے بعد دوسرے مذاہب اور اعتراضات پر غور کرے۔ اگر استاد ایک رائی مستقل نہ رکھتا ہو بلکہ اسکی عادت یہ ہو کہ مختلف اقوال و مذاہب کو نقل کر دے اور اس میں جو کچھ ایک دوسرے پر شبہ اور اعتراض وارد ہوتا ہو اسے بیان کرے خود کسی پہلو کو منع کر کے نہ دکھائے تو ایسا استاد کی حیثیت گریز اختیار کرے کیونکہ ایسا استاد بجای ہدایت کے اور گمراہی کی طوط لیجانے والا ہے۔ ایک اندھا اندوہ ہون کا رہبر کسی طرح نہیں بن سکتا اور جس شخص کی ایسی حالت ہو وہ حیرت و جہالت میں بہت دور نکل جاتا ہے۔



(۴) طالب علم کو چاہیے کہ جتنے پسندیدہ علوم و فنون ہیں ان سب کو تھوڑا تھوڑا حاصل کرے اور کئی باقی نہ چھوڑے تاکہ فن کے مقاصد و غایت پر اجمالی نظر ہو جائے پھر اگر زمانہ مہلت دے تو کسی ایک فن میں مہارت و تجربہ حاصل کرے اور باقی سے یکسو ہو جائے کیونکہ علوم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ سخت ارتباط رکھتے ہیں اور ایک کو دوسرے سے بہت کچھ مدد ملتی ہو کم سے کم ان فنون کے پڑھنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ جہالت کے باعث کسی علم سے عداوت پیدا نہ ہوگی کیونکہ انسان جس چیز سے جاہل ہوتا ہو اسکا دشمن بھی ہوتا ہو۔

(۵) کسی فن میں دفعۃً نہ گھس جائے بلکہ ایک طریقہ اور ترتیب کے ساتھ چلے اور ایسی چیز سے شروع کرے جو اسوقت زیادہ ضرورت رکھتی ہو۔ انسان کی عمر تمام علوم کے لیے کافی تو ہو نہیں سکتی ہر ایک فن میں بہتر حصہ لینا چاہیے۔ (۶) علوم میں تحصیل کے لحاظ سے ایک ترتیب پائی جاتی ہو بعض علوم اسوقت تک نہیں آتے جب تک کہ اسکا مقدمہ حاصل نہ کر لیا جائے ایک فن دوسرے کی طرف رہنمائی کرتا ہو اس لحاظ سے ایک علم کو شروع کرتے وقت پہلے وہ علم حاصل ہونا چاہیے جس پر اسکا حصول موقوف ہو اور جو شخص اس ترتیب کو ملحوظ رکھیں گا وہی کامیابی بھی حاصل کرے گا۔

(۷) طالب علم کی غرض علم حاصل کرنے سے فی الحال تو یہ ہو کہ اسکا باطن آراستہ ہو اور اخلاق فاضلہ حاصل ہوں اور انجام میں خدای پاک کا قرب مقصود ہو مال و منال ریاست و وجاہت و حقوق کی لڑائی اور مقابلہ مقصود نہ ہو اور استاد کو امور ذیل کا پابند نہ ہونا ضرور ہے۔

(۱) شاگردوں کے ساتھ بشفقت پیش آئے اور انکو اپنے میٹوں کی طرح سمجھے۔

(۲) اصلی فائدہ رسانی پر اجرت کا طالب نہ ہو اور نہ کوئی شکریہ یا بدلہ مطلوب ہو بلکہ خالصاً اور جانشیناً ہی ہے اور اپنی جانب سے طلبہ پر کسی قسم کا احسان نہ سمجھے اگرچہ انکو محنت و احسان ہونا لازمی بات ہو بلکہ جیہ اپنے قلوب کو مذہب بنا کر علم کے ذریعہ سے قرب الہی حاصل کریں تو اسکو انھیں کا فضل و شرف خیال کرے۔

(۳) طالب علم کی خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرے اگر وہ کسی ایسے مرتبہ پر قدم رکھنا چاہے جسکا

وہ حقیقتہً مستحق نہیں ہو یا کسی علمی علم سے فارغ ہو نیکی قبل خفی علم میں مشغول ہونا چاہے تو اسکو ضرور روکے۔

(۴) جب تک ممکن ہو شاگرد کو لطیف اشارات اور مخفی پیرایہ میں مذہب و اخلاق سے روکے صراحتاً مجبور کرے۔

تصریح کرنے سے ہدایت جاتی رہتی ہو اور رعب اٹھ جاتا ہو اور طلبہ اگر استاد کے خلاف کرنے پر جرات اور اصرار

پیدا ہوتا ہو اور یہ فن تعلیم میں ایک بہت بڑی باریکی ہے جو استاد کو بارہا کام دیتی ہے

(۵) جو شخص کسی ایک فن کی خدمت میں مصروف ہو اُسے مناسب ہو کہ طلبہ کے سامنے ایسے دو کفرین کی حیثیت خود کافی دستگاہ نہیں رکھنا درست نہ کرے اور اُنکے دل میں اُن علوم کی جانب نفرت پیدا نہ کرے جیسا کہ انہی زمان کی عادت ہے مثلاً جو شخص علم لغت کا استاد ہو وہ فقہ کی توہین کرتا ہو اور فقیہ علم حدیث و تفسیر کو اچھا نہیں بتاتا اسی طرح ایک مکلف فقہ اور دوسرے علوم سے نفرت رکھتا ہو حقیقت یہ بہت ہی بُرے اخلاق ہیں جن استاد کو پرہیز ضروری بات ہے جو شخص کسی ایک فن میں مشغول ہو اُسے مناسب ہو کہ اپنے شاگرد کو دوسرے علوم پڑھنے کی بھی دعوت دے۔ (۶) شاگرد کو اتنا سمجھائے کہ اُسکی سمجھ میں آسکے ایسی باتیں اُسکے سامنے نہ بیان کرے جو اُسکی عقل سے

باہر ہوں ورنہ اُسے علم سے نفرت پیدا ہو جائیگی اور عقل خبط ہو جائیگی،

(۷) ہندی کے سامنے کھلی کھلی اور ظاہر باتیں بیان نہ کرے یہ نہ کہے کہ اس مسئلہ میں ایک رند توفیق اور باریک راز ہے جو میں تمہیں بتا نہیں سکتا یہ بات اُسکو بھی کھودگی جو اسوقت تک اُسکی سمجھ میں آچکا ہو اور اسکا ذہن منتشر ہو جائیگا نیز اُسکو خیال پیدا ہو جائیگا کہ استاد بخل کرتا ہو ظاہر بات ہے کہ ہر انسان اپنے کو دقیق سے دقیق مسائل سمجھنے پر آمادہ اور قابل پاتا ہو اور ہر شخص اپنے کمال عقل پر شاکر ہے بڑا حق اور کمزور عقل والا ہو وہ جو اپنے کمال عقل پر نازان اور شکبر ہو

(۸) استاد اپنے علم پر خود بھی عامل ہو اسکا فعل اُسکے قول کی تکذیب نہ کرتا ہو جو شخص ایک شی خود تو کھاتا ہو مگر دوسروں کو نہیں کھانے دیتا اور اُنکے لیے اُسکو زہر قاتل بتاتا ہو تو لوگ اُسکے ساتھ مسخر اپن کرینگے اور مذاق اڑائینگے اور بجای اُسکے کہ اُسکے قول پر عمل کر کے اس فعل سے رکتے اُنکو اُسکے کرنے پر حائل ضد پیدا ہوگی یہ وہ پاکیزہ خیالات ہیں جو پانچویں صدی کے ایک بڑے دوست اور مسلم فاضل کے قلم سے نکلے ہیں اور جب آج امت مرحومہ میں رونما دیا جاتا ہو کہ مسلمانوں میں سے یہ پیش بابا جو ابھر یک قلم گم ہو گئے

اس زمانہ میں بہت سے صاحب الرائے ایسے پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے اپنی قوت عقل اور روشنی خیالات پر اعلیٰ فکر کے تعلیم کا پتہ اپنی گردن سے اتار پھینکا ہے مگر حال یہ ہے کہ اُنکی تعلیم اُنکے خیالات تھوڑا زمانہ گزر سیکے ہی نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور آئندہ نسلوں کے لیے کچھ بھی ایسا ذخیرہ باقی نہیں رہتا جس سے تہذیب و

اور عمل میں مدد مل سکے کاش جو لوگ امام غزالی سے بغض رکھتے ہیں وہ اگر کچھ نفع نہیں پہنچا سکتے تو نقصان بھی نہ پہنچاتے مگر امر بالعکس ہے امام غزالی کی کتابوں پر سخت سخت ظلم روا رکھا گیا ہے۔ اندلس کے پای تخت مرہ میں انکی کتابیں علی الاعلان جلائی گئیں جن لوگوں نے ترجمہ کیا انھوں نے رد و قبح کر نوالوں کے لیے ایک موضع بنا دیا ہے کوئی شخص انکو ملحد اور گمراہ بتاتا ہے اور کوئی محقق و مسلمان کتاب پر بہر حال لفظی بحثوں میں پڑھنے والے کا گلا گھونٹتے ہیں اور تعلیمی موضوع کا کہیں پتہ نہیں ہوتا۔ اسی لیے بڑے بڑے لوگوں کی تعلیم میں عملی آفات نہیں پائے جاتے۔ اکثر لوگوں کا اعتقاد ہے کہ انکی زندگی بغیر اسکے قائم نہیں رہ سکتی کہ کسی ایسے صاحب الراۃ کا مقابلہ کیا جائے جو قوم کے لیے کوئی بہترین فکر کر رہا ہو اسیلے وہ بہت سے ہفتوات اسکے لیے گڑھ لیتے ہیں اور جو پستہ ہیں وہ تہمت اسکے سر ٹھوپ دیتے ہیں جب کوئی حیلہ نہیں ملتا تو مذہب کی آڑ میں نشانہ بازی کرتے ہیں اور مذہبی احکام کو ایسی بدنامی و تشویش میں پیش کرتے ہیں جس سے روٹ گئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر امام غزالی جبکہ انھوں نے انسانی زمان و مہاسب کی قلمی کھولی تھی دنیا سے کنارہ کش نہوتے جس میں لوگ منہمک تھے تو کیا کچھ مصائب ان لوگوں کی طرف سے نہ دیکھتے مگر اسوقت انکو کسی چیز کی پرواہ ہی نہ تھی، حاصل کہ غزالی نے اپنے زمانہ میں بہت کچھ سر بلند ہی حاصل کی اور اپنی رای کو نہایت صراحت کے ساتھ ظاہر کیا اگرچہ ہم پوری صراحت کے ساتھ بیان نہیں کر سکتے

### نفس کے بارہ میں امام غزالی کی رای

امام کی تمام کوششیں اور اہتمام اس پر خرچ ہوتا تھا کہ فضا کا کتا ب کیا جاوے اور ظاہر ہو کہ جسکی یہ کوشش ہوگی وہ نفس کے بارہ میں ضرور کچھ کہے گا ہمارے نزدیک امام نے جو کچھ اس عنوان پر اظہار خیالات کیا ہے وہ علم تصوف کا مقطر ہے جو اپنے ساتھ مذہبی رنگ کے اثر اور نقل و دیات کے ذائقہ کو بھی لیے ہوئے ہے مگر وہ اباحت و جسطح فلاسفہ قدیم کی تشریحات الگ تھلک ہیں جنکا اکثر قدما نے اور کچھ تھوڑا سا متاخرین نے اہتمام کیا تھا۔ اسی طرح زمانہ حال کے مغربی فلاسفوں کے طرز عمل سے بھی بہت دور ہیں جسکی طرف آج کل ایک عام میلان پایا جاتا ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ ہماری اصطلاح میں چار لفظ بولے جاتے ہیں جنکے معانی جدا جدا ہیں۔  
قلب نفس روح عقل قلب کی حقیقت جسمیہ تو سب کو معلوم ہے اور اس میں تمام حیوانات برابر ہیں مگر وہ قلب کا اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے (ان فی ذلک لندکری لمن کان له قلب و الی السمع و هو شهید) وہ ایک بانی

اور روحانی لطیفہ ہو جسکو اس قلب جسمانی کے ساتھ ایک قسم کا تعلق ہو اور وہی انسان کی حقیقت پر قلب جسمانی کے ساتھ جو اسکو ملا ہے وہی امام صاحب خود حیران ہیں یا اسکا اظہار کرنا نہیں چاہتے۔

روح سے دوسری مراد یہ جاتے ہیں ایک تو جسم لطیف جسکا بیج جو قلب ہو اور عروق کے ذریعے تمام اجزائی بدن میں پھیلتا ہو اسکے بدن میں جاری ہونے اور اسکے واسطے سے زندگی اور جو اس کے اٹار تمام اعضا میں پھیلنے کی واضح مثال ہے کہ جس طرح چراغ سے روشنی نکل کر گھر میں پھیلتی ہو اور جس در دیوار پر جا کر ٹھہرتی ہو اُسے روشن کرنے والی ہو اسی طرح جو قلب ہے بخار نکل کر اعضا کو قوت اور احساس عطا کرتا ہو زندگی بمنزلہ اُس روشنی کے ہو جو در دیوار کو روشن کرتی ہو اور روح بمنزلہ چراغ کے ہو اور اُسکی حرکت بمنزلہ حرکت نور ہو جو مکان کے گوشوں میں کسی حرکت دینے والے کے ذریعہ پہنچتی ہو دوسرے معنی ایک لطیفہ ہو جسکے ذریعہ انسان کو علم و ادراک ہوتا ہو وہ قلب کے معنی ثانی کو یا ایک ہی ہیں۔

فہم سے بھی دوسری مراد ہوتے ہیں ایک وہ جو انسان کی قوت غضب اور شہوت و دونوں کو جامع ہو دوسری لطیفہ جو انسان کی اصل حقیقت ہو اور اسکی مختلف اوصاف مختلف القاب تفسیر کی جاتی ہو کبھی اسکا نام مطمئنہ ہوتا ہو اور کبھی تواضع عقل کے چار معنی ہیں۔ ایک وہ وصف جسکے ذریعے انسان علوم نظریہ اور صناعات فکریہ کی قابلیت پیدا کرتا ہو اسی کو غریزہ یا استعداد کہتے ہیں ہمارے خیال میں کوئی شخص حتیٰ کہ مادہ پرست بھی اسے انکار نہیں کر سکتا اس غریزہ کی علوم کے ساتھ ایسی ہو جیسے آنکھ کو روئیکے ساتھ دوسرے معنی وہ علوم اولیہ جو لوہے کی ذات میں سن تھوڑے وقت طوبہ کرنے میں تیسرے معنی وہ علوم جو تجربہ کثیر کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔ چوتھے معنی یہ ہیں کہ یہ غریزہ اپنی انتہا کو پہنچ کر امور کا انجام دریافت کرے اور شہوات نفسانیہ کا قلع قمع کر دے۔

اتنے بیان کے بعد یہ نتیجہ بخوبی نکل سکتا ہے کہ امام غزالی نے اپنے زمانہ میں جو طریقہ اختیار کیا تھا وہ اُنکے معاصرین کے بالکل خلاف تھا اور اسی باعث انکی مخالفت بھی کی گئی مگر وہ ہر بات میں سینہ سپر رہے اور کسی نتیجہ اور یہ بھی بخوبی معلوم ہو گیا کہ اُنکو اپنے معاصرین پر اسوقت کیا تفوق اور امتیاز حاصل تھا اُنھوں نے آخر عمر میں اپنی بہت اخلاق اور تہذیب نفس کی ہی طرف مبذول کر دی تھی۔ اب ہم اپنا کلام ختم کرتے ہیں ہم نے اس مضمون کا اکثر حصہ محمد خضریٰ کے اُس مضمون سے اقتباس کیا ہے جو غزالی کے عنوان پر المقتطف میں شائع ہوا ہو۔

سید علی زبیدی

لست فینا ولیس خالک منا یا مضیع الصلاة مشهورات

نہ تو ہم میں سے ہے اور نہ تیرا مومن اور غار کے ضائع کرنے والی مشہور تو کئی ہے سو

واقعی کا بیان ہو کہ سعید گندم رنگ، لمبے اور بہت بال والے تھے۔ رشتہ جہین انھوں نے وفات پائی، اس وقت انکی عمر کچھ اوپر ستر برس کی تھی۔ انکی قبر مدینہ میں ہو انکی قبر میں سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اترے تھے۔ اور دوسروں کا بیان ہو کہ انھوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی اور وہیں انکی قبر ہے۔

**ابو عبیدہ بن جراح** ابو الیقظان کا بیان ہو کہ یہ ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن جراح ہیں، اپنے دادا کے طرت منسوب ہیں، انکے دادا کا نام عامر ہے جو اولاد حارث بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ سے ہیں۔ اولاد فہر ہی قریش کہلاتے ہیں اور فہر کے بعد متفرق قبیلے ہو گئے ہیں۔ انکی ماں اولاد حارث بن فہر سے تھیں۔ اور مسلمان ہو گئی تھیں، ابو عبیدہ نے اُنسے اسلام کی حالت میں نکاح کیا تھا۔ حارث بن فہر مطہرین سے تھے۔ ابو عبیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے اصحاب سے ہیں آپ نے انکی شان میں فرمایا ہے مہامت کا ایک امین ہوتا ہو اور میری امت کے امین ابو عبیدہ ہیں، ابو بکر نے سقیفہ منیٰ میں ساعدہ کے دن کہا تھا کہ تمھارے لیے دو صاحبوں سے ایک کو پسند کرتا ہوں، یا ابو عبیدہ یا عمر، کیونکہ ابو عبیدہ اس امت کے امین ہیں۔ اور عمر کے باب میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے سنا ہو درای اللہ عمر بن خطاب کے ساتھ یا ابو جہل کے ساتھ دین کی مدد کر۔ ابو عبیدہ نے شام میں طاہون نعمو اس میں وفات پائی۔ انکی کوئی اولاد نہیں۔ واقعی کا بیان ہے کہ یہ دُبلے تھے، انکے چہرہ پر گوشت کم تھا، ڈاڑھی کے بال کم تھے، لمبے کوزہ پشت تھے، آگے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔ یمنہدی اور نیل کا خضاب کیا کرتے تھے۔ دوسروں کا بیان ہو کہ انکے دانتوں کے ٹوٹنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ انھوں نے احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی سے تیر کا بھالا اپنے آگے کے دونوں دانتوں سے نکالا تھا اس وجہ سے وہ دونوں ٹوٹ گئے۔ ابو عبیدہ سے بڑھ کر خوبصورت کوئی اہم (جسکے آگے کے دونوں دانت ٹوٹ

گئے ہوں انہیں دیکھا گیا۔ وادی نے انکے قوم کے ایک مرد سے نقل کیا ہو کہ وہ بدر کی لڑائی میں اکتالیس برس کے تھے سترہ مہینہ وفات پائی، اسوقت انکی عمر اٹھادس برس کی تھی۔

عبداللہ بن مسعود یہ ہذیل کے گردہ سے تھے، جن سے بنو عمرو بن حارث بن نمیم بن سعد بن ہذیل تھے۔ بنی زہرہ کے حلیفوں سے تھے۔ ابو عبد الرحمن اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر اور بیعۃ الرضوان اور تمام لڑائیوں میں شریک تھے۔ عمر بن زید کے زمانے میں اور خرمز کے زمانے میں عثمان کے یہ کوفہ کے قاضی اور بیت المال کے جازن تھے۔ اسکے بعد مدینہ چلے آئے، اور کئی مہینہ قضا کی، اسوقت انکی عمر کچھ اوپر ساٹھ برس تھی۔ اور بقیع میں مدفون ہوئے۔ یہ دُبلے اور ناتھ تھے بیٹھا ہوا آدمی انکے ناتھ ہونے کے وجہ سے انکے برابر ہو جاتا تھا۔ بہت سانولے تھے۔ انکے سر کے بال انکے گردن کی ہنسی تک تھے یہ انکو کان کے پیچھے کر دیا کرتے تھے۔ بالوں میں خضاب نہیں کیا کرتے تھے۔ لوہے کی انگوٹھی پہنتے تھے۔

عبداللہ بن مسعود کی اولاد عبد الرحمن، عتبہ، اور ابو عبیدہ تھی۔

عبد الرحمن کے بیٹے قاسم بن عبد الرحمن، جو کوفہ کے قاضی تھے، اور معن بن عبد الرحمن ہیں۔ معن کا بیٹا قاسم بن معن تھا جو کوفہ کا قاضی تھا اور کبھی مشاہیرہ نہیں لیا یہاں تک کہ وفات پائی، فقہ، حدیث، شعر، لوگوں کے واقعات اور نسب کے عالم تھے۔ اپنے وقت شعبی کہلاتے تھے۔ عتبہ بن عبد اللہ کی نسل باقی ہو منجملہ انکے ابو عیسٰی عتبہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن عبد اللہ بن مسعود ہے انھوں نے بغداد میں قضا کی، انکا بھائی عبد الرحمن مسعودی ہو، اخیر زمانے میں انکی عقل خراب ہو گئی تھی، بغداد میں انتقال کیا اور یہ مسعودی اکبر ہیں۔ اور مسعودی اصغر عبد اللہ بن عبد الملک بن ابی عبیدہ ہیں۔

عتبہ بن مسعود یہ عبد اللہ بن مسعود کے حقیقی بھائی تھے اور قدیم الاسلام تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں روایت کرتے ہیں، حمزہ کے خلافت میں وفات پائی۔ انکا ایک بیٹا تھا جسکا نام عبد اللہ اور کنیت ابو عبد الرحمن تھی کوفہ میں سکونت اختیار

کی تھی، اور وہ بن عبد الملک بن مروان کے زمانے میں قضائی۔ حدیث فتاویٰ اور فقہ کے ماہر تھے۔ انکا بیٹا عبد اللہ بن عبد اللہ بن حنبلہ تھا یہ عالم تھے۔ اُنسے زہری روایت کرتے ہیں۔ جب یہ نکلتے تھے تو زہری کھڑے ہو جاتے تھے۔ مگر جب زہری نے دیکھا کہ جو کچھ یہ جانتے تھے سب بتا چکے تو اُنھنا چھوڑ دیا۔ تو انھوں نے اُنسے کہا انک نے العزاز نعم۔ عزاز سخت زمین کہتے ہیں۔ اس قول سے انکی مراد یہ ہے کہ تم ابھی کنا رے میں ہو۔ سنہ ۱۷۰ھ میں انتقال کیا اور عبد اللہ کا بیٹا عون بن عبد اللہ بن حنبلہ بن مسعود ہے عالم و زاہد۔ پہلے مرجیہ مذہب رکھتے تھے پھر اسے رجوع کیا اور کہا

دا اول الفارق خیر شک	نفارق ما یقول المرجو نا
سب سے پہلے جس چیز پر ہم عمل کرتے ہیں	وہ مرجیون کا مذہب ہے
وقالوا مؤمن دسہ حلال	وقد حرمت دمار المؤمنینا
اُن لوگوں کا قول ہے کہ یوں کا خون حلال ہے	حالانکہ مسنون کا خون حرام ہے
وقالوا مؤمن من اہل جود	ولیس المؤمنون یحاربونا

حمز بن عبد العزیز کے نزدیک انکا بہت مرتبہ تھا، انہی کو جریر کہتا ہے۔

یا ایہا القار المر نے عاتہ	ہذا زمانک قد خلا زمنے
ای قاری عاتہ کے لشکانے والے	یہ تیرا زمانہ ہے اور میرا زمانہ گزر گیا
البلغ خلیفتان ان کنت لاقیہ	انی لدی الباب لشد و فی القرن
اگر تم ملاقات ہو تو خلیفہ کو میری طرف کھینچنا	کہ تیرے دروازے پر ایک شخص سینکڑے برس کا ہے

عون کے کلام اکثر بلغی اور اچھے ہیں۔ اپنے بیٹوں کو انھوں نے بہت ہی چوڑی وصیت کی تھی جسکا شروع یہ ہے یا بنی کن من نائہ عن من نأی عنہ یقین و تراہستہ۔ انکے بھائی عبید اللہ کو شعر کہنے پر لوگوں نے ملامت کی تو انھوں نے کہا دردِ دوسینہ والے کے لیے تھوک چھینکنا ضرور ہے۔

**ابو ذر غفاری** ابو الیقظان کا بیان ہے کہ انکا نام جندب بن سکین اور لقب بریر ہے۔  
 واقعہ کا قول ہے کہ انکا نام بریر بن جنادہ ہے۔ اور دوسروں نے جندب بن جنادہ کہا ہے۔ مجھ سے  
 ابو الخطاب نے حدیث بیان کی کہ میں نے ابو خطاب سہل بن حماد نے، اُسے عمر بن ثابت نے، انھوں نے  
 ابن اسحق سے نقل کیا ہے، انھوں نے حضرت بن عمر سے کہ میں آیا تو دیکھا کہ ابو کعبہ کے دروازے کا  
 حلقہ پکڑے ہوئے کہ رہے ہیں کہ درمیں ابو ذر غفاری، جو مجھے نہیں جانتا تو میں جندب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے میرا  
 اہل بیت کی مثال نوح کی کشتی کے مانند ہے جو اسپر سوار ہوا اسنے نجات پائی، یہ غفاری ہیں اور  
 غفار قبیلہ ہے کہانہ سے، اور وہ غفار بن ملیک بن صفورہ بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ بن خزیمہ ہے۔  
 ابو ذر کہ میں مسلمان ہوئے مگر بدر، احد اور خندق کے لڑائیوں میں شریک نہیں تھے۔ کیونکہ مسلمان  
 ہونے کے بعد اپنے وطن لوٹ گئے تھے اور ان سب لڑائیوں کے زمانہ تک وہیں ٹہرے رہے  
 پھر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عثمان نے انھیں در بڑھایا،  
 رخصت کر دیا تھا۔ وہیں انھوں نے ۳۲ھ میں وفات پائی۔ انکی نسل نہیں رہی۔ عبد اللہ بن صامت  
 انکے بھتیجے ہیں اپنی کنیت ابو نصر کیا کرتے تھے۔

**معاذ بن جبل** = معاذ بن جبل بن عمر بن اوس بن عدی بن قبیلہ خزرج سے تھے۔  
 ابو عبد الرحمن اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ انکی ماں ہند بنت سہل بن جہنیہ جو انکا اخیانی بھائی عبد اللہ  
 بن حریر بن قیس بدوی ہے۔ بعضوں کا بیان ہے کہ انکی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اور دوسروں کا بیان  
 ہے کہ انکی ایک لڑکی ام عبد اللہ تھی جسے رسول اللہ سے بیعت کی تھی۔ اور دو بیٹے تھے ایک کا نام  
 عبد الرحمن تھا اور دوسرے کا نام نہیں بتایا گیا انھوں نے اور انکے دونوں بیٹوں نے طاعون حموں  
 میں ابو عبیدہ کے بعد وفات پائی اور انکی نسل باقی نہیں رہی۔ انکا انتقال اردن کے اطراف میں  
 ہوا۔ انکی عمر میں اختلاف ہے سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ معاذ کی عمر وفات کے وقت ۳۳  
 برس کی تھی۔ واقعہ کا بیان ہے کہ معاذ بدر کی لڑائی میں بین یا اکیس برس کی عمر میں شریک ہوئے تھے



اور سلسلہ میں انھوں نے وفات پائی۔ اس حساب سے انکی عمر اڑتیس برس کی ہوئی، انکے رنگ میں بھی لوگوں کا اختلاف ہے۔ ماضی کا بیان یہ کیے گئے لیے خوبصورت دانت والے بڑی آنکھوں والے، گھونگر و دار بال والے مردوں میں بہت خوبصورت تھے اور دوسروں کا بیان ہے سانولے، خوبصورت انکے آگے کے دانت چمکتے ہوئے تھے۔

عبادہ بن صامت یہ عبادہ بن صامت بن قیس بن قبیلہ خزرج سے ابوالولید اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ انکی ماں قرۃ العین بنت عبادہ بن فضلہ خزرجیہ ہے یہ بارہ نقیبوں سے ہیں۔ بدر اور تمام لڑائیوں میں شریک تھے۔ اور شتر آدمیوں کے ساتھ واقعہ عقبہ میں شریک ہے۔ انکے بھائی اوس بن صامت ہیں۔ بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ انہیں کچھ دیوانگی تھی۔ ایک مرتبہ یہ اپنی بی بی خولہ،، سے لڑے اور اُس سے کہانت علی گڑھی اسکا قصہ مشہور ہے۔ عبادہ خوبصورت، لمبے، اور موٹے تھے، شام میں بمقام مکہ سلسلہ میں انھوں نے انتقال کیا۔ انکی عمر بہتر برس کی تھی انکا بیٹا ولید بن عبادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیر زمانے میں پیدا ہوا، اور عبدالملک بن مروان کے زمانے میں شام میں قضا کی ثقہ تھے اور حدیث میں کم معلوم تھیں۔ انکی نسل باقی ہے۔

عمارہ بن یاسر یہ عمارہ بن یاسر بن مالک خاندان غنس سے، اور غنس مذحج کا ایک گروہ ہے جو عین کے ہیں، جو غنسی بنی کذاب کا رھٹا ہے اور وہ لوگ براوران مراد سے ہیں جو مذحج سے ہے اور سعد سے جو عشیرہ مذحج سے ہے۔ یاسر عین سے مکہ آئے تھے، اور ابو حذیفہ بن مغیرہ مخزومی سے عہد و پیمان کر لیا تھا اور اُس نے اپنی لونڈی، اسمیہ،، سے انکا عقد کر دیا تھا اُسی سے عمار پیدا ہوئے ابو حذیفہ نے انکو آزاد کر دیا۔ یاسر اور عمار برابر ابو حذیفہ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ ابو حذیفہ مر گیا، اور اسلام آیا،، یاسر، عمار اور انکا بھائی عبداللہ بن یاسر اور اسمیہ سب مسلمان ہو گئے۔ یاسر کے بعد اسمیہ سے ازرق نے عقد کیا، اور یہ حادث بن کلدر کا رومی غلام تھا یہ اور غلاموں کے ساتھ طائف سے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ نکل آیا تھا، اور انھیں غلاموں میں ابو بکر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان  
 سب کو آزاد کر دیا تھا۔ رزق سے سمیہ کا سلمہ بن رزق پیدا ہوا۔ اسکے بعد سلمہ کی اولاد نے  
 غسانی اور بنی امیہ کے حلیف ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور مکہ میں شریف بن گئے ازرق اور اسکی  
 اولاد نے اسکے بعد بنو امیہ سے شلویمان کین اور انہیں انکی اولاد دھوئی۔ سمیہ عمار کی ماں اسلام  
 میں پہلی شہید ہوئی۔ اسکے پاس ابو جہل ہتھکڑیا لیکر آیا، اسی سے اسے وفات پائی۔ عمار  
 علی رض کے ساتھ صفین کی لڑائی میں شریک ہوئے، اور اسی میں مقتول ہوئے اور اسی جگہ  
 مدفون ہوئے۔ جنازہ کی نماز علی رض نے پڑھائی اور غسل نہیں دیا۔ عمار بدر کی لڑائی اور  
 تمام لڑائیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے مجھ سے زیادہ میں نے  
 حدیث بیان کی، ان سے عبدالوارث بن سعید نے، ان سے زعمہ بن کلثوم بن جبیر نے، ان سے  
 لنگے باپ نے، ان سے ابو العاصیہ نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتے ہوئے  
 ساہی، میرے بعد تملوگ لوٹ کر کفار نہو جانا کہ ایک کی گردن ایک مارنے لگے، بیشک  
 حق پر اس دن عمار ہونگے، ابو العاصیہ کا بیان ہے کہ، میں عمار کو مسجد میں عثمان رض کی  
 عیب جوئی کرتے ہوئے سنا کرتا تھا، باوجودیکہ یہ نامزد گئے جاتے تھے کہنے لگے کہ یہ دراز ریش  
 یہ کیا کرتا ہو، اگر میرے ساتھ تین آدمی اور ہو جائیں تو میں اسکو روند ڈالوں اسکے بعد  
 قتل کر دوں، اسکے بعد میں نے انکو صفین کی لڑائی میں پہلی فوج میں دیکھا، ایک شخص نے  
 انکے مونڈھے پر نیزہ مارا جس سے انکا خود انکے سر سے جدا ہو گیا اور اسے تلوار ماری  
 جس سے انکا سر جدا ہو گیا میرے باپ کا بیان ہو کہ اس بڑے سے بڑے عکرم گمراہ کیسکو  
 نہیں دیکھا کہ کمان تو عمار کی خان میں وہ حدیث بیان کی اور پھر انکی گردن ماری، واقعی  
 بیان ہو کہ عمار سانولے لمبے ہستقیم القامت، سرخ آنکھ اور مونڈھے کے چوڑے تھے  
 ابو الیقطان اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ دوسروں کا بیان ہو کہ عمار کے کان یا سر کی لڑائی میں  
 کٹ گئے تھے، اور سترہ مہینے مقتول ہوئے۔ عمر ترا تو بے برس کی تھی عمار کا ایک بیٹا تھا

جس کا نام محمد بن عمار تھا، اس سے حدیث روایت کی جاتی ہو۔ سعد قحط عمار کا آزاد غلام ہو، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کے زمانے میں مسجد قبا میں اذان دیا کرتے تھے۔ عمر نے اپنے زمانے میں مدینہ میں بلوالیا تھا، اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اذان دیا کرتے تھے۔ انکی اولاد اس وقت تک مسجد نبوی میں اذان دیا کرتی ہے۔

سعد بن عبادہ۔ یہ سعد بن عبادہ بن دلیم بن جو اولاد ساعدہ سے ہیں اور وہ قبیلہ خزرج سے ہو۔ الوثابت اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ جاہلیت کے زمانے میں کنات کیا کرتے تھے اور تیرنا اور تیر چلانا اچھا جانتے تھے۔ انکو لوگ کامل کہا کرتے تھے۔ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے، کیونکہ یہ دُبلے ہو گئے تھے اسکے بعد کے تمام لڑائیوں میں شریک رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شام چلے گئے تھے، اور حوران میں عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دُحائی برس بعد قحطانی انکے مرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ سوراخ میں پیشاب کرنے کو بیٹھے اسی حالت میں انکو کسی نے قتل کر دیا اس سے انھوں نے فوراً وفات پائی اور بدن بن ہو گیا۔ انکی اولاد سے ایک شخص کا بیان ہو کہ انکے مرنے کی خبر مدینہ میں پہلو گون کو اس وقت معلوم ہوئی جبکہ کنوین سے کسی کینے والے کو یہ کہتے سنا۔

قد قتلنا السيد الخزرج سعد بن عبادہ

خزرجوں کے رہدار سعد بن عبادہ کو جہنم قتل کر دیا

ورصيناہ بسهمین فلم نخط فؤادہ

اُن پر ہم نے دو تیر لے چلائے کہ لٹا نہ ٹھیک انکے دل پر بیٹھا

بعضوں کا بیان ہو کہ کسی چیز نے کاٹ لیا تھا اور یہی صحیح ہو۔ انکا بیٹا قیس بن سعد ہو ابو عبد الملک اپنی کنیت کرتا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی حدیثیں روایت کرتا ہو۔ معاویہ کے اخیر زمانے میں مدینہ میں وفات پائی۔ اور سعید بن سعد ہو، اسکے عقد میں ابوالدرداء کی بیٹی تھی اور اس سے سکی بہت سی اولاد ہو۔

زید بن ثابت۔ یہ زید بن ثابت بن ضحاک بن انصار سے، اولاد غم بن مالک

بن نجار سے، ابو سعید اپنی کنیت کیا کرتے تھے، بعضوں نے ابو عبد الرحمن کہا ہو۔ انکے باپ بعاث کی لڑائی میں مقتول ہوئے تھے اسوقت یہ چھ برس کے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تھے اسوقت یہ گیارہ برس کے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیر دور قرآن شریف کا انہی کے مصحف سے ہوا تھا۔ انکا مصحف پہلوگوں کے مصحف سے ملتا جلتا ہوا ہو۔ عمر بن خطاب کے کاتب تھے ۵۸ھ میں انہوں نے وفات پائی، مروان نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ انکے ایک بھائی تھے جنکا نام زید بن ثابت تھا، اور انکا بیٹا خا رجہ بن زید تھا اپنی کنیت ابو زید کیا کرتا تھا انکا بیان ہو کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے تدریجے بنائے ہیں اور جب اس سے فراغت کر چکا تو سبکو ڈھادیا، یہ میرا ستر ہوا ان سال ہوا وروپو را ہو گیا، اُسی سال انہوں نے وفات پائی مدینہ میں اور ۵۸ھ تھا حمرہ کے واقعہ میں زید بن ثابت کے سات صلیبی لڑکے کام آئے انکی نسل دینے میں باقی ہے۔

۔ اُبی بن کعب۔ یہ انصاری ہیں، ابو المنذر اپنی کنیت کرتے ہیں۔ جاہلیت میں کتابت کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتے تھے۔ یہ اوپر سے ناٹے تھے سر اور داڑھی سفید رکھا کرتے تھے خضاب نہیں لگاتے تھے۔ انکی سال وفات میں اختلاف ہے بعضوں کا بیان ہو کہ عمر رض کے خلافت میں ۳۸ھ میں وفات پائی، عمر رض نے کہا کہ آج کے روز سید المرسلین نے انتقال فرمایا تھا۔ دوسروں کا بیان ہو کہ ۳۸ھ میں خلافت عثمان میں قضا کی انکی بہت سی اولاد تھی، منجملہ انکے طفیل بن ابی اور محمد بن ابی ہیں۔

مقداد بن اسود۔ ابوالیقطان کا بیان ہو کہ یہ مقداد بن عمرو بن ثعابہ میں کے

پہنے والے ہیں۔ اسود بن جب یغوث بن عبد مناف بن زہرہ نے علیف ہونے کی وجہ سے انکا دعویٰ کیا تھا اسلیے اسی کی طرف منسوب ہوئے بدر کے دن یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار تھے انکے عقد میں ضیاء بنت زہیر بن عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچری بہن تھیں۔ یہ لمبے سانولے اور توندیلے تھے، سر میں انکے بال تھے ہواڑھی زرد رنگا کرتے تھے، بڑی آنکھ والے پیوستہ ابرو



<p> ترك الأداة من الجفافة بديع  رعى الزجاجة من الظفافة بديع  ربط الجمانة بالعلالة بديع  والامن في نار الغضافة بديع  والشكر في عوض الشكاة بديع  فرح العذب بالاذاة بديع  همل الأسارى في النجاة بديع  ذوق اللباب من النواة بديع  والانس في رشأ الفلاة بديع  اتيان سرى بالحنة بديع  والطول في ظل القنافة بديع  خوف الاله من الطغاة بديع  والبذل من ماء الحياة بديع  فعل القساة من البكاة بديع  حسن الجواهر في الحصة بديع  بخل الزلال من الشقاة بديع  حبس الذكاء من الشدة بديع  نقض البناء من البناة بديع  جمع التقيظ والامانة بديع </p>	<p> ماضي قلب المشوق عناية  يرعى فواد العالجية مجبة  حبس المودة فيهما مستحكمة  احسست في ارة المحبة راحة  انا من جفء مهارة رامة شاكر  سقى العذيب الحسان يرمحنى  لا يبتغى العشاق فك رقاهم  لذت شديمتها كرافتها لنا  سلمت فتاة انسى رافة  جادت كريمة عسقلان بقبلة  طالت كما املت ليلة وصلها  جارت على المظلوم ثم ترحمت  اروى اوام المستهام رضا بها  هدم السحاب بوع من عرج الكوا  تجلو عيون الناظرين حصانها  جاء الغمام وما ترشيم بلحم  بخلت ورودا لا برفقين بعرفها  نقضت اساس العهد غائبة النقا  لم ينقص في الاحتدام وقارها </p>
---	--

عتبت على ازا عارفت قدرها

عمل السفيه من الدهاة بديع

الصفحة السادسة  
الجملة كلمة الجفافة  
بالعين المهملة  
قناة السندرات  
الغنىة تزعم  
العرب انة  
اطول الظلال  
والظلم انة  
لا طول فيه  
فكوت الطول  
في عسقلان  
العرب بديع  
سليم الكوا  
سليم الكوا  
الفتاة  
الفتاة  
النسبة  
بالجاء والذال  
الاحمد بن  
الاحمد بن  
في عارفت  
قدرها  
بديع  
المناد

# وقال متغزلا في شهر ربيع الآخر سنة تسعين ومائة والفت

رخصنا حول مصباح الجمال  
 نحوم على التي جذبت فنوادي  
 أحبت لحبها أخرى الغواني  
 سقى رب الوري أجأ وسله  
 حصاها كلها أخذ الغواني  
 اروم البدر ينزل في ذراعي  
 طويك مفا ونازل هناء شوقا  
 وما جد وای في قطع البوادي  
 رضا العشاق ما ترضا ليله  
 اما نقصان حظي ان تنلوت  
 وان يروح من هو مستغيت  
 تضيم العاشقين ولا تبلى  
 فتك من الهوى حبلأمتين  
 فوادغزالة الوعساء قايين  
 اشاهد في حواجبه قطوبا  
 اتيت جناب غرة مستحيا  
 وما البغي جانا من غصن رضوى  
 عيون العالجية ساحر  
 مريضات طيبات تداوى  
 ايا من يده عى عشق الغواني

فنحن نقوش فانوس الخيال  
 كما حام الظمأء على اللال  
 لقد صدت الغزال من الغزال  
 يجيش العشق في تلك الجبال  
 ملكن بهن تاحيد الرجال  
 الام بيت في طلب المحال  
 فانس العناء على الكمال  
 اذا ما المصحب شوك السيل  
 عطاء كامل ردة السؤال  
 ونا ب منابها طيف الخيال  
 اذا كان الجف فاعل الثال  
 ويتدرى الضميم من اسفل الخصال  
 وتلك تحيد في نقض الجبال  
 من لا غتر من لبن المقال  
 ولا ينبان ما وجه الملل  
 ايجسن ان تضايق بالنوال  
 مرادى ان اعرج في لظلال  
 فتن الناس بالسحر الحلال  
 مريض العشق من داء عضال  
 عليك جفاء من الفعال

عنه النزال الغياث يقال فلان ثمال قوم اي غياث لهم يقوم به امرهم

فانوس الخيال  
 نفع من الفانوس  
 تصوير الكوكب  
 الصوند وورد  
 بقوة النيران  
 نظير شعاع الشمس  
 في شطرها  
 يكون في العرش  
 ولا بأس بذكره  
 اشعر العرش ان يكون  
 في العبد بعد اعفاه  
 بالمجاورة قبل هوشه  
 غريب ونقل النش  
 الغريب من ليلان  
 الى مكان آخر  
 في وجه الحسن قال  
 الشيخ عثمان البغدادي  
 من شعره الزمان  
 الخال في نور العشق  
 كمن بعد كطرب  
 رضى بعد رضى  
 والادراك رضى  
 من الاشياء  
 اجابا بجملة  
 جبال رضى  
 بلخ رضى  
 وفي خزانة  
 للناس والرجال  
 في الخيال

ترك الأذاة من الجفأة بديع  
 رعى الزجاجة من الظفأة بديع  
 ربط الجمانة بالعلالة بديع  
 والأمن في نار الغضاة بديع  
 والشكر في عوض الشكاة بديع  
 قرح العذب بالأذاة بديع  
 هم لا ساري في النجاة بديع  
 ذوق اللباب من النواة بديع  
 والانس في رشا الفلاة بديع  
 اتيان سروي بالجنة بديع  
 والطول في ظل القناة بديع  
 خوف الاله من الطغاة بديع  
 والبذل من ماء الحياة بديع  
 فعل القساة من البكاة بديع  
 حسن الجواهر في الحصة بديع  
 بخل الزلال من الشفاة بديع  
 حبس الذكاء من الشذاة بديع  
 نقض البناء من البناة بديع  
 جمع التغيظ والامانة بديع

ماضيت قلب المشوق عناية  
 يرعى نواد العالجية محبة  
 حبس المودة فيهما مستحکم  
 احسست في ارة المحبة راحة  
 انا من جفأة مهارة رامة شاكر  
 سقيا تعذيب الحسان يربحني  
 لا يستغ العشق فك رقاهم  
 لذت شتيمتها كرافتها لنا  
 سلمت فتاة انست رافة  
 جادت كريمة عسقلان بقبلة  
 طالت كما املت ليلة وصلها  
 جارت على المظلوم ثم ترحمت  
 اروي اوام المستهام رضا بها  
 هدام السحاب بوع من عرج اللو  
 تجلو عيون الناظرين حصانها  
 جاء الغمام وما ترشح بلحم  
 بخلت ورودا لبرقين بعرفها  
 نقضت اساس العهد غايته النقا  
 لم ينقص في الاحتدام وقارها

عتبت على انا د عارفت قدرها

عمل السفية من الدهاة بديع

الصفاء الصاد  
 المحلة كفاة الحجة  
 بآعين الحلة  
 كفاة السند  
 القنات ترزعم  
 العرب انسه  
 اطول الظلال  
 ماظا هوانه  
 لا طول فيه  
 فكون الطول  
 في عسلارم  
 العرب بديع  
 سلع الذكاء  
 سلع الرخمة  
 القنات الدخلة  
 النكبة  
 بالحد والبال  
 المحسنين  
 الاحزان فظن  
 قبا عارت  
 قد رها  
 بديل من  
 ابراد ١١



# وقال متغزلا في شهر ربيع الآخر سنة تسعين ومائة والف

رقصنا حول مصباح الجمال  
 نحوم على التي جذبت فنواي  
 أحب لحبها أخرى الغواني  
 سقى رب الوري أجأ وسلمي  
 حصاها كلها أخذ الغواني  
 اروم البدر ينزل في ذراعي  
 طويك مفا وزالدهاء شوقا  
 وماجد وای في قطع البواي  
 رضا العشاق ما ترضا له  
 امان نقصان حظي ان تناءت  
 وان يروح من هو مستغيث  
 تضيم العاشقين ولا تبالي  
 فلتك من الهوى حلا متينا  
 فواد غزالة الوعساء قاي  
 اشاهد في حواجبه قطوبا  
 انتيت جناب غرة مستمجا  
 وما ابغى جنا من غصن رضوى  
 عيون العالجية ساحر  
 مريضات طبيبات تدواي  
 ايامن يدعي عشق الغواني

فنحن نقوش فانوس الخيال  
 كما حام الظمأ على الزلال  
 لقد صدت الغزال من الغزال  
 يجيش العشق في تلك الجبال  
 ملكن بهن تاحيد الرجال  
 الام بيت في طلب المحال  
 فانت العناء على الكمال  
 اذا ما لم تصب شوك السبال  
 عطاء كامل ردة السؤال  
 وناب منابها طيف الخيال  
 اذا كان الجفا فعل الثمال  
 وتداري الضيم من اسنى الخصال  
 وتلك تحج في نقض الجبال  
 فلا اغتر من لين المقال  
 ولا يلبان ما وجه الملل  
 ايجسن ان تضايق بالنوال  
 مرادى ان اعرج في الظلال  
 فتت الناس بالسحر الحلال  
 مريض العشق من داء عضال  
 عليك جفاء من الفعل

عنه الخيال الغافل يقول فلان ثمال قول ما يغيثه من ريقوم يا مرموم

فانوس الخيال  
 نزع من الفانوس  
 نظوف الصوفية  
 الصعود والدرج  
 بقوة النخاع  
 نظير شعاع القمر  
 في انقادهم ولما  
 يكون في العرش  
 ولا بأس بذكره في  
 اشعر العبدان  
 في العربة لعمري  
 بالجاويز هو شئ  
 غريب ونقل الشئ  
 الغريب من لسان  
 الى لسان آخر  
 في هذا الحسن قال  
 الشيخ فخر الدين  
 من شعره والناس  
 الحال في قصر العشق  
 لا تحسبون ان  
 رقصي بعد كل طرب  
 والديك يرضون  
 من الاثم  
 اجابا بجملة  
 جلال بطي  
 لا خير فيهم  
 وهو خلة في  
 لاشوا لوان  
 فليجند

وتكمل الجمال من الحبلال  
 يات الصب في عين الوصال  
 ويشكو في الفراق من الليالي  
 ومرشد العاشقين من الضلال  
 غبار المنحنى خيرا ليحال  
 ولكن جبار في نقش الدلال  
 سمعنا ما نقول من الشمال  
 يزول الظل في وقت الزوال  
 الم تر ما يمر على الهدال  
 لحوق العار في تراء الضلال  
 لقد خدم الظباء بلا جلال

اتحسب جور من تغناظ نكرا  
 نرى الورقاء في الأغصان نكرا  
 اذا يلقى الفراش النار يقضى  
 بك الذريق من لحم لا فاعى  
 ترد الاثمد المسحوق عيني  
 سعى النقوش في تصوير سلكي  
 تعطرت الاجارع من شذاها  
 بقاء الصخب يوم الرزء وهو  
 تذيب الاستعاره مستعير  
 وما السحابة الجرعاء ترضى  
 جزى مؤلى الورى ازا وخيرا

## وقال مسنعه شنع وثمانين ماء والمضياف نقاباد

مضى عنايتكم بالوصل تشفينا  
 لو انسيك المعوان يحميننا  
 لطف قليل من الاجاب يكفيننا  
 تبسم الوردية الحمراء بيكينا  
 وفيه نائحة تبكى وتشجينا  
 ليس البكاء على ما فات يجدينا  
 فليتة في فلاة النجد يرمينا  
 حتى نؤمّل منها ما يسلينا

جيراننا المهجرا يضمننا  
 كانت محاصمة الهجران تقتلنا  
 تبين على الماء فلك للقال به  
 عهد الربيع عذاب بعد حلتهم  
 كيف التفرج في البستان يفرحنا  
 رجوع عهد الحى بالسعى متع  
 ان يرمنا الدهر جبراً عن منازلنا  
 من الذى انجح الايام حاجته

الذي قال الله تعالى لقد جئت شيئا فاعيا  
 الرزء الزوال  
 الضيق والذى المصيبة  
 الضلال جمع  
 الصلابة الغم  
 وفيه من لم ينظر بين مطوطين  
 الجمال  
 كذا الجمل  
 عساة  
 الرزء الزوال  
 الجمال الكس  
 جمع ناقة  
 وفيه من وضعه  
 راجع الى

سحابة الطمعتن الاوميض بها  
نفدي بنا شمع غراء جلوتها  
يعدو الرقيب علينا وهي راضية  
لقد نذرنا الخلاق البرية ان  
بننا السود الشرقي لكن طالعنا  
تخوي اجوراً عظاماً لانفاد لها  
اماء عنة لاياتين دارتنا  
يا عالمون باحكام النجامة هل  
تقول عنة احيى اعظمًا رَمًا  
لاشك ان محاة النجد جافية  
مرامنا ان نراها اليوم باسمه  
امالة الدمع حزنا بعد ناعبت  
توى الغصون اليها الورق مرحة  
هيها لا تعلم الحسنة ان لنا  
اقد امننا في مقام الحب ثابتة  
يا صاح ندرك يوم الوصل رويتها  
عشا قها سرج والصبح طلعتها  
ان اسكنتنا سليبي تحت اجلها  
لما دعونا من الباري منيتنا  
يُعَذِّبُ الجرح مكلوما يكابده  
خَلَقْنَا انسا بالراس نخد منها

ابن الذي في ظلام الليل يهدينا  
تعطى القراشات بالأحراق نسكيناً  
هذا الذي في صنوف الحمم يلقينا  
نصير غلماناً سلمي يوم ترضينا  
إن المهابة التي في النجد تسبينا  
إن أصبحت عن أساء الله تنجينا  
فكيف تلك دعاها الله تاتينا  
يجئ يوم سعيد فيه تسلينا  
لا تقبل القول إلا يوم تحيينا  
لكنها بعد نأتبكي وترثينا  
لأنها في عقيب الموت تسكيناً  
من الذي هو في الحيايم لدينا  
إيا غانية الوعساء تودينا  
قلبا عدواً على العلان يؤذينا  
على مظلومة الدهناء تفلينا  
إن كان منظرها القتال يُبقينا  
إذا تلوس من الظلماء تُفنيننا  
فتلك في صهوة الخضراء تُعلينا  
قلت غز التنا العجباء أمينا  
من شوقلتها ترعى نصميمنا  
وخلقها أنها بالقطع تحزيننا

۱۔ اے اللہ اگر تندی  
عجل فرمے تو  
ملازمہ مستحق  
۲۔ علی العلاء  
۳۔ اے علیؑ کل علیؑ  
۴۔ قلاہ کرمہ  
غائبہ اکو راقہ  
فترکے ۱۱  
۵۔ الصوفی اعلیٰ  
کل جبل ۱۱  
۶۔ اصیٰ اصید  
۷۔ ماہ نفقہ  
۸۔ مکا زوال ہے  
ان مقلعہ  
تو فنا جیت  
تقتلنا و کفنا  
۹۔ دلا تکران و جوش  
کی نکاب  
۱۰۔ الجحیم  
۱۱۔ الخالق رب  
انصیب  
۱۲۔ الف فریب  
۱۳۔ الخبیب ۱۱



دخلت صباحا بيتها فتعيطت  
 اما علمت في المنع نقصان اجها  
 شمس الثقاغرين وضعا معينا  
 رضيت لارضاء الفوانن قتلت  
 وتعظيم غزلان الأبيرق واجب  
 اتيت ظباء المخنى مترقبا  
 وابن نصيب ان القربيتيها  
 طوت ظبية الوعاء عنى كشمها  
 دموعي من العين البكية حاجت  
 الى الله أشكو من وشاية آدمي  
 أو مل منها ان تزود وشا نهما  
 ويا ليت طفلا أبا الغوير مخصصا  
 اما حاتم كان في روضة النقا  
 يغنى على الطرفاء في نشوة الهوى  
 يعاين احبانا ورود انضيرة  
 يدور على بان وضال وانلة  
 اذ اضطاده في مضيق متقصر  
 بيت على علاته منالما  
 يحق الى عيش ربيع مرقب  
 باوجع منى يوم ودعت مكنه  
 اقمى بدا انظار المين معدبا

فقلت لها عفو القل جعلت ناسيا  
 فتاة من الجرعاء تنهر حافيا  
 فصارت ايام المحب ليا ليا  
 وما هن بعد القتل اضرار واضيا  
 فصمت ان اسع اليهن حافيا  
 ولا ابتغى الا فتلويا صوافيا  
 فبت الى وجه الحواطر دانسا  
 فيارت ذكرها عهودا مواضيا  
 وقلبي بالدهناء القى المراسيا  
 جعلن على الاغيار سرى فاشيا  
 كما اذنت عن عيني موعسا واعبا  
 بنار فواد الصب يصير لاهيا  
 يطير بانواع السرور مصاهيا  
 ويحجم بالاعجار ورقا شواديا  
 ويلحظ اوقاتا عيوننا جواريا  
 ويستأن ريجانا ورندا واجاديا  
 فعاد عليه اليوم في الغور داجيا  
 ويدكر اوزادا فيصير باكيا  
 على بانه خضر لا كان باليا  
 وابتعد من جور الزمان تنائيا  
 وعشت على حال كلك رراثيا

الذي من الزود هو  
 اذ انظر الى البيت  
 على اعوجاج  
 فتعيطت انا اشكو  
 بنى ومرت الى الله  
 سلك المصطفى  
 اكلول العين نازلي  
 ولفظ في مبعثي  
 ورضي منى كيك  
 من الدرد البال  
 المجهت بالال لاله  
 الطير قتل ذاهن  
 كن المظن اسعى  
 السواى اوشاة  
 من القصص  
 الغلام قصته  
 نازيل مبعثها  
 على افهام  
 في الحقت وغيث  
 على الاستبان  
 الانتقام انفعال  
 من السوف  
 من النجاشي  
 طب الرقة  
 على اذ النجاشي  
 قال الدعي لا يجيد  
 اذ النجاشي لا  
 الغول الماضى



# تصحیح احکام الصلاۃ

مصنفہ حضرت مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر نور اللہ صریحہ الاطر اس کتاب میں خاندان ہشت سلسلہ یعنی قلندریہ قادریہ چشتیہ سرمدیہ مارہرویہ طغوریہ نقشبندیہ کے بزرگوں کے حالات مع سنہ ولادت و وفات نہایت تحقیق سے لکھے گئے ہیں مسئلہ خلاف اور قبر میں شجرہ رکھنے کو بہت خوش اسلوبی سے ثابت کیا ہے اور آخر میں ایک نقشہ ہر سلسلہ کے بزرگوں کے اساسی گرامی کا مع تاریخ ولادت و وفات کے بھی لگایا گیا ہے یہ کتاب اصح المطابع آسی پریس لکھنؤ میں چھپی ہے خط نہایت پاکیزہ کاغذ سفید قیمت علاوہ محصول

یہ کتاب بھی حضرت شاہ صاحب موصوف قدس سرہ کی تصنیف سے ہے  
**تشریح لاف و تفلک** - اس میں معانی و مطالب لفظ قلندر اور بعض قلندران عظام کا مختصر حال نشانای سلسلہ قلندریہ مکہ اور ہندوستان میں اُسکا شائع اور شاخیں ہونا بہت خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک (۴۴) روپے تین حسب ذیل پتہ سے آنا چاہئیں محمد علی علی گڑھ لکھنؤ بازار جمال لال مکان نمبر ۳۱۳ یہ مطبع ایک مدت سے لکھنؤ میں قائم ہوا ہے اپنی اعلیٰ چھپائی و صفائی و صحت اہتمام و خوش طبعی کے لیے اس کے اہتمام اور عمدگی کی حیثیت سے نہایت کم قیمت پر مولیٰ چھپائی کے نمونے کے لیے خود یہ رسالہ پیش نظر ہے  
 اطمینان طبع جو کر لیں ہر قسم کا معاملہ خط و کتابت سے طو ہو سکتا ہے

## نسخ نامہ

شمار	قسم کاغذ	پیمانہ	قسم کتابت	قسم چھپائی	تعداد طبع	نسخ طبع فی روپے	کیفیت
۱	سفید	۴۴	۱	۱	۳۰۰	۱۳	کتاب تشریح ہولی کد
۲	کافور	۴۴	۱	۱	۶۰۰	۱۸	ملک
۳	کافور	۴۴	۱	۱	۱۲	۲۴	
۴	کافور	۴۴	۱	۱	۳۰۰	۱۵	
۵	کافور	۴۴	۱	۱	۶۰۰	۳۰	
۶	کافور	۴۴	۱	۱	۱۲۰۰	۳۵	
۷	کافور	۴۴	۱	۱	۳۰۰	۲۰	
۸	کافور	۴۴	۱	۱	۶۰۰	۳۵	
۹	کافور	۴۴	۱	۱	۱۲۰۰	۴۰	
۱۰	کافور	۴۴	۱	۱	۳۰۰	۲۵	
۱۱	کافور	۴۴	۱	۱	۶۰۰	۳۸	
۱۲	کافور	۴۴	۱	۱	۱۲۰۰	۴۵	

خاکسار عبدالولی ملک و شجر آسی پریس محمد نگر لکھنؤ

بہارِ عربی و اسلامیات کی جامع و مفید کتابیں

نام کتاب	تعداد	نام کتاب	تعداد	نام کتاب	تعداد
حدیث شریف	۱۲	فتح البین	۱۲	حقیقی ترقی	۱۲
مسند امام اعظم مع شرح	۱۲	نقد المحدثین	۱۲	القول الصواب	۱۲
تنبیہ النظام بر حاشیہ	۱۲	نقد المحدثین مع جامع الشواہد	۱۲	تذکرۃ الاحکام	۱۲
مشکوٰۃ شریف	۱۲	تقریر المفتری	۱۲	مسند خیالی	۱۲
بعض الناس	۱۲	وہابی نامہ	۱۲	علم اخلاق و تصویب معاملات	۱۲
انجام السؤل	۱۲	دیوان حنفی	۱۲	جمال اللہ بر ارتقا جمعی	۱۲
علم ادب	۱۲	تاریخ	۱۲	مع ترجمہ اردو	۱۲
الطریق للادیب	۱۲	البيان	۱۲	صفائے مکملہ اردو	۱۲
المنطق لمعرفۃ الفرق	۱۲	الرد للادل	۱۲	ناول اردو	۱۲
سفینۃ البلاغۃ	۱۲	آئینہ اردو	۱۲	ظہار نور	۱۲
مقرر افوائد	۱۲	درسیات صرف نحو عربی و فارسی	۱۲	پر جمال	۱۲
رہنۃ الہام بالعبادۃ	۱۲	مجموعۃ الشیخ	۱۲	عزیز ہند	۱۲
الدر النضیدی فی غر الفرید	۱۲	صرف میرزا	۱۲	تعلیم خوشنویس	۱۲
قرن الطالب بحول الادب	۱۲	مصباح	۱۲	شرح لکھنؤ	۱۲
جلد الادبیہ جلد السندیہ	۱۲	مجموعہ مخمیر	۱۲	تعلیم لکھنؤ	۱۲
جلد ستان	۱۲	مفصل	۱۲	پارہ ہادی قرآن شریف اردو	۱۲
علم منطق بطرز جدید	۱۲	شرح مائتہ عامل	۱۲	بارہم	۱۲
المنطق الجدید	۱۲	کافیہ	۱۲	حرب الاعظم	۱۲
منہاج الممرج	۱۲	ہایت النہو	۱۲	قصیدہ مضرب	۱۲
شرح مراقۃ	۱۲	شرح حامی مع حاشیہ مفیدہ	۱۲	مجموعہ منطق	۱۲
فقہ اصول فقہ معتدل	۱۲	شرح الشیخ عصام ہفرائنی	۱۲	مفتی کبریٰ ایس آفریدی	۱۲
مقدمۃ الہدایہ	۱۲	شرح	۱۲	تہذیب جدول اشکال	۱۲
حسامی مع تعلیق حامی	۱۲	اردو فارسی کی محبوب کتابیں	۱۲	شرح اعضا بطہ مختصر المبدیہ	۱۲
عقائد شمسیہ	۱۲	اصول ترجمہ و ہدیہ	۱۲	رشتہ تعلیم الاشیاء و مثال	۱۲
فن الرض و حساب	۱۲	ذخرا المعارف	۱۲	اسکولہ علمیات	۱۲
جینر	۱۲	شجرہ الامام اعظم	۱۲	جلد بیان بین سال دوم	۱۲
نسایا سیرا	۱۲	ارژنگ حنفی	۱۲	بابت سال سوم	۱۲
تصوف	۱۲	شعوی پر بیضا	۱۲		
لغت الرموز	۱۲	تاریخ نامہ	۱۲		
مناظرہ و مباحثہ مذہبی	۱۲	مسند فاروقی	۱۲		

استر محمد عبد الولی پو پراٹر البیان - لکھنؤ  
مطبوعہ انجمن پریس



